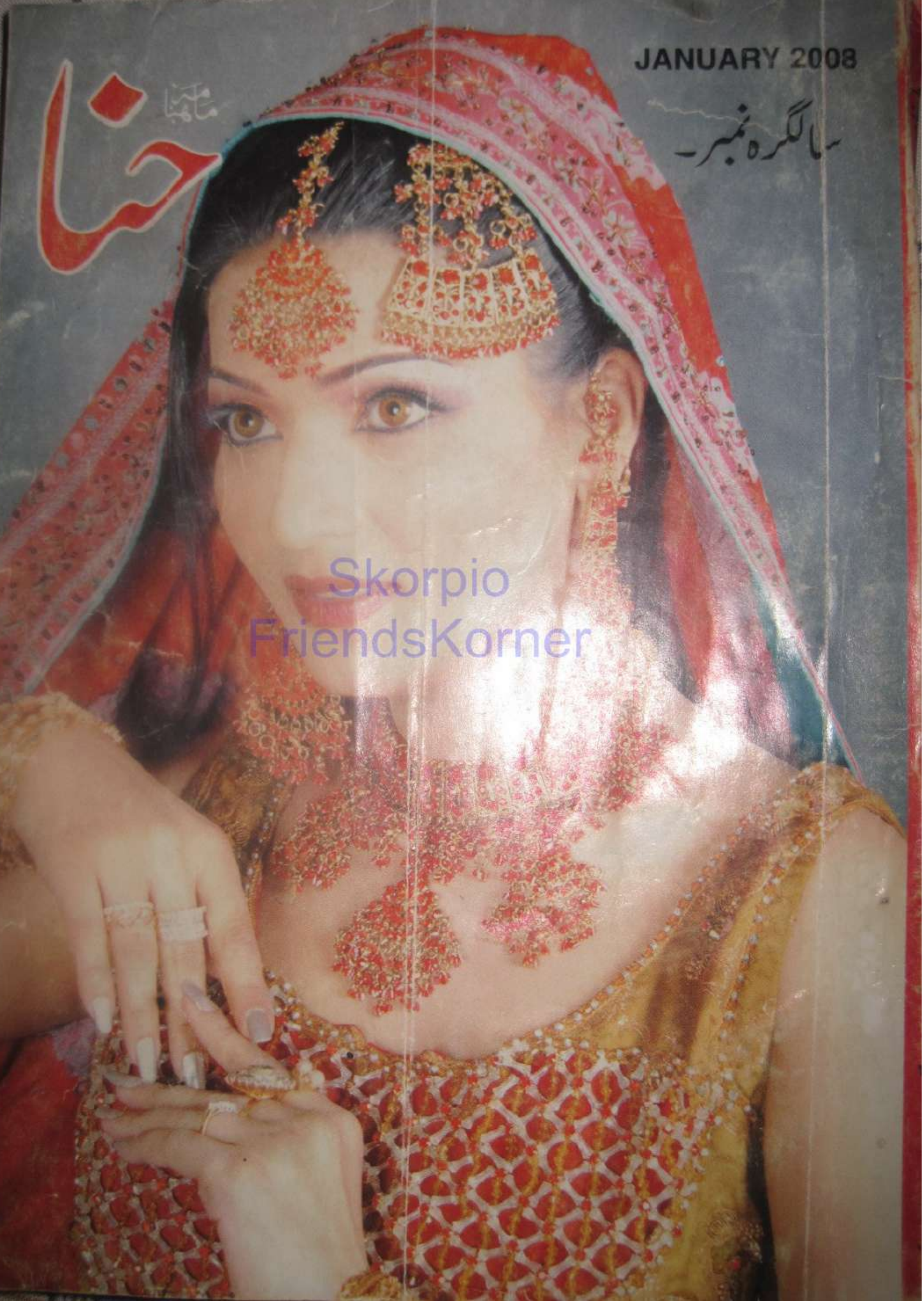

Skorpio
FriendsKorner

اٹھایا او

مکمل ناول

مجھے اپنے ملن کا غرور دو

ثنا ظفر

Skorpio
FriendsKorner

اماں کی زوردار چیخ ان کو اندر تک ہلا گئی۔ وہ دونوں بھاگ کر کمرے سے نکلیں تو اماں کے بالوں کو ابا کی گرفت میں دیکھ کر ان کے حلق سے بھی چیخیں نکل گئیں۔

''ابا! چھوڑیں اماں کو۔''

''ہٹ پرے۔'' انہوں نے اسے بھی دھکا دے کر پیچھے پھینک دیا۔

''بکواس کرتی ہے، جھوٹ بولتی ہے مجھ سے، نکال کہاں ہیں پیسے، چل دے مجھے۔''

''ابا! چھوڑیں اماں کو، آپ کو پیسے چاہئیں ناں میں دیتی ہوں آپ کو پیسے۔'' اس کے چلانے پر ابا نے جھٹکے سے اماں کے بال چھوڑے تو وہ لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگیں سر دیوار کے ساتھ لگنے کے باوجود انہوں نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

''نہیں ایک پیسہ نہ دینا اس کو، حرام کی کمائی نہیں ہے ہماری، خون پسینہ ایک کرتے ہیں دن رات۔''

لیکن وہ سنی ان سنی کرتی کمرے کی طرف بڑھ گئی ابا بھی اس کے پیچھے لپکا جب کہ راحیلہ نے اماں کو دونوں شانوں سے تھام کر چارپائی پر بیٹھا کر پانی کا گلاس ان کے منہ سے لگایا۔ اس نے ابھی بیگ سے پیسے نکالے ہی تھے کہ ابا نے فوراً جھپٹ لئے۔

''ابا! پلیز سارے نہیں۔''

لیکن اس نے مٹھی میں دبوچے ہوئے پیسوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور پھر بغور اس کا جائزہ لیا۔

''ہوں، کمائی کرنے لگی ہے، بہت کمائی کرنے لگی تو۔'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسے اور پھر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ اس نے گہرے دکھ اور تاسف سے جاتے ہوئے باپ کو دیکھا۔

باہر سے اماں کی تیز آواز کانوں سے ٹکرائی۔

''کمینے آوارہ انسان اب کبھی ادھر کا رخ مت کرنا، اللہ کرے تو مر جائے، مرتا بھی نہیں مردود۔'' اماں کی بددعاؤں پر وہ تڑپ کر باہر نکلی۔

''ایسے تو نا کہیں اماں آخر باپ ہے ہمارا۔''

''باپ؟ ایسے ہوتے ہیں باپ، ساری عمر بیٹیوں کی شکل نہیں دیکھی ان کی وجہ سے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا اور اب نشہ پورا کرنے کے لئے ان کی کمائی کھانے آ گیا ہے۔ پتہ نہیں کس نے اس بدذات کو خبر کر دی۔ بابا کے مرنے کی، ان کی جگہ اسے موت آ جاتی تو زندگی کے چار دن سکون سے گزر جاتے۔'' وہ دوپٹے کے پلو میں منہ چھپا کر رونے لگیں دونوں بہنوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

''جب تک بابا زندہ تھے ہمت نہیں ہوئی اس کی ادھر کا رخ کرنے کی اور اب زندگی عذاب بنا دی ہے اس نے ہماری، ہم تو خود فاقوں سے مر رہے ہیں اس کا نشہ کہاں سے پورا کریں، سارے ہی لے گیا یا کچھ چھوڑے بھی مردود نے؟''

''نہیں سب ہی چھین لئے۔'' اس کی ہلکی سی آواز نکلی تو وہ سر تھام کر رہ گئیں۔

''ہائے بابا!''

''کیسی بدقسمت ہیں تیری بیٹیاں ایک کو تو اپنی زندگی میں ہی جیتے جی مار گیا اور دوسری تیرے مرنے کے بعد مر مر کر جی رہی ہے۔''

''ہائے ری نصیبوں جلی کہاں ہے تو، کیسی بے خبر ہے تو یہ بھی نہیں جانتی کے ہمیں انگلی پکڑ کے چلانے والا اب اس دنیا میں نہیں رہا کیسے سندیس بھیجوں تجھے، تو نے پلٹ کر خبر بھی نہ لی۔''

''بس کریں اماں!'' ان کی آواز جب بین کا روپ دھار گئی تو راحیلہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''نانا کو اس دنیا سے گئے چھ مہینے ہو گئے ہیں اماں، اب تو آپ کو صبر آ جانا چاہیے۔''

''ہائے کیسے صبر آئے مجھے۔

Skorpio FriendsKorner

”صبر تو دکھ بانٹنے سے ہی ملتا ہے اور میرے درد کو سمجھنے والی تو ابھی تک اس درد سے نا آشنا ہے تو مجھے صبر کیسے آئے۔“

”اماں! کاش ہم آپ کا دکھ بانٹ سکتیں۔“ اس نے خاموش نظروں سے ماں کی طرف دیکھا اور دل میں گہرا ملال لئے وہاں سے اٹھ گئی۔

وال گلاس کے پاس رکھی چیئر پر براجمان شخصیت کے چہرے پر دنیا جہان کے کرب کے آثار نمایاں تھے۔ بند آنکھوں سے نکلنے والے آنسو لکیر کی صورت بالوں میں جذب ہو رہے تھے نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا اپنی اسی پوزیشن میں بنٹھے بیٹھے۔ وہ اپنے جذبات کی رورش میں بہہ کر اپنے اردگرد سے اس قدر بیگانہ ہو گئیں تھیں کہ انہیں احساس بھی نہ ہوا کہ وہ جو کافی دیر سے انہیں اس طرح بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ اب ان کے قدموں میں آن بیٹھا تھا۔

”ممّا!“ ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر اس نے پکارا تو وہ چونک کر سیدھی ہو گئیں۔

”کیا بات ہے ممّا! آج پھر اداس ہیں۔“ اس نے بہت نرمی سے پوچھا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔

”اداس، اداس تو بہت چھوٹا لفظ ہے بیٹا!“ انہوں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھریں۔

”ممّا! تو پھر آپ انہیں ڈھونڈ لیں ناں۔“ اس نے امید دلائی۔

”انہیں تو میں نے خود کھویا ہے بیٹا!“ ان کی آواز میں گہرا دکھ پنہاں تھا، اس کا دل کٹ گیا۔

”آپ نے کوئی گناہ تو نہیں کیا تھا ممّا!“ اس کے کہنے پر وہ استہزائیہ سا مسکرائیں۔

”بیٹی چاہے جس طبقے سے بھی تعلق رکھتی ہو گھر سے بھاگ کر باپ کا سر جھکانے والی لڑکی کو یہ معاشرہ کبھی معاف نہیں کرتا بیٹا!“

”اپنی پسند سے شادی کرنے کا حق تو ہر انسان کو ہوتا ہے ممّا! پھر آپ کے گھر والوں نے اسے قبول کیوں نہیں کیا ممّا!“ اس کے سوال پر انہوں نے خاموش نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ شاید وہ یہاں موجود ہوتے ہوئے بھی کہیں اور پہنچ گئیں تھیں اس لئے کھوئے کھوئے انداز میں گویا ہوئیں۔

”میرا تعلق مڈل کلاس سے بھی کچھ نیچے ہی کے طبقے سے تھا۔ بابا ایک روایتی ان پڑھ باپ تھے جن کا کل سرمایہ ہی عزت و غیرت ہوتی ہے۔ ہماری اپنی پسند کا تو تصور بھی گناہ تھا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا، اوڑھنا، پہننا سب کچھ ماں باپ کی پسند پر ہوتا تھا۔ ہمارے بابا تو ہمارے طبقے سے تعلق رکھنے والے باقی مردوں کی نسبت تھوڑے سے روشن خیال تھے۔ جبھی تو انہوں نے ہمیں اسکول داخل کروایا تھا۔ بیٹا تو کوئی تھا نہیں کہ جس سے امیدیں وابستہ کرے اور میں گورنمنٹ ہائی سکول سے نکل کر جب کالج پہنچی تو دنیا ہی نئی تھی اور اس رنگ و بو کی دنیا میں ایسی کھوئی کہ باپ کی عزت کا خیال بھی نہ رہا۔“ بولتے بولتے آنسوؤں کی روانی سے ان کا گلا رندھنے لگا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

”ماما! ایک بار آپ وہاں جائیں تو سہی، اتنے برسوں بعد آپ کو دیکھ کر ہو سکتا ہے وہ آپ کا ناکردہ گناہ معاف کر دیں۔“

”ایک بار نہیں میں تو بار بار گئی تھی وہاں، لیکن ہر بار یا تو دھکے دے کر نکال دی گئی یا پھر دروازہ ہی نہ کھلا۔“ ان کی بات پر وہ لب کاٹ کر رہ گیا۔

”یہاں تک کہ میری ماں جب اس دنیا سے رخصت ہوئی تو مجھے خبر ہی نہ کی۔ مجھے تو پتہ اس وقت چلا جب وہ منوں مٹی کے ڈھیر تلے سو چکی تھی۔ اس وقت بھی میرے باپ نے میری ایک نہ سنی کہ وہ مجھے ہی اپنی ماں کی قاتل سمجھتے

Skorpio
FriendsKorner

تھے جو کہ میرے ہی غم میں چل بسی تھی۔ انہوں نے مجھے دھکے مار مار کر گھر سے باہر نکال دیا اور تمہارے پاپا کی بے عزتی الگ کی۔"

"تو پھر بھی، پھر بھی ماما! آپ ان ظالم اور بے حس لوگوں سے ملنے کے لئے ترستی ہیں۔" وہ ایک دم ہی اشتعال میں آ گیا۔ اپنی اتنی نائس ماما پر ایسے ظلم کا تصور ہی ان کے لئے سوہان روح تھا۔

"اچھا ہوا آپ ان لوگوں کو چھوڑ آئیں وہ تو آپ کے قابل ہی نہیں تھے۔ کیا نہیں دیا پاپا نے آپ کو۔"

"عزت، دولت، شہرت، بہت آئیڈیل زندگی گزاری ہے آپ بھول جائیں ایسے ظالم لوگوں کو۔"

"کیسے بھول جاؤں بیٹا! وہ جیسے بھی تھے میرے اپنے تھے میرا اپنا خون۔ اتنا طویل عرصہ تو ان کو بھلائے رکھا لیکن اب سہا نہیں جاتا۔ کیسے بتاؤں کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا جاتا ہے جب تک ملک سے باہر رہی حوصلے میں رہی لیکن اب قریب آ کر دوریاں سہی نہیں جاتیں، یہ سچ ہے کہ تمہارے پاپا نے میرے اعتماد کو دھوکا نہیں دیا۔ محبت اور عزت کے ساتھ ساتھ اور بھی سب کچھ دیا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے تمہارے باپ جیسا شریک حیات ملا۔ انہوں نے میرے ہر غم کو دامن پھیلا کر سمیٹ لیا۔ اس لحاظ سے میں خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت سمجھتی ہوں کہ زندگی کے اس سفر میں جب بھی دکھوں کے انبار تلے دب کر رہ جاتی وہ میرا ہاتھ تھام کر مجھے لئے پھولوں اور خوشیوں بھری راہ پر چل دیتے۔ ورنہ تو گھر سے بھاگ جانے والی اکثر لڑکیوں کا ٹھکانہ کوئی نہیں ہوتا۔"

"لیکن، لیکن بیٹا! زندگی میں ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے جب اپنے بچھڑے ہوئے یاد آتے اور ان کے بغیر جینا مشکل گیا۔ زندگی میں سب کچھ مل جاتا ہے بیٹا! لیکن ماں باپ بہن بھائی دوبارہ نہیں ملتے اس لئے میں انہیں کھو کر بھی کھونا نہیں چاہتی لیکن خود ہی ہمت بھی نہیں پاتی۔" ان کی دھیمی آواز کے بکھرتے سروں میں بھی جدائیوں کے عذاب گونج رہے تھے اور وہ انہیں اس عذاب سے نجات دلانے کا مصمم ارادہ کرتا وہاں سے اٹھ گیا۔

گھر میں قدم رکھتے ہی اسے نمایاں تبدیلی کا احساس ہوا۔ فضا میں بریانی اور قورمے کی دھیمی سی خوشبو نے اسے اندر تک چونکا دیا تھا۔ حیرانی سمیت اس نے کمرے میں قدم رکھا۔

"السلام و علیکم!" کمرے میں موجود دو نفوس نے باری باری اس کے سلام کا جواب دیا۔

"کیا بات ہے خیریت، کون آیا ہے؟" اس نے متعجب اور سوالیہ انداز لئے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا۔ راحیلہ آپا کے چہرے پر بکھرے گلابی گلابی رنگ اور اماں کا متفکر چہرہ کسی اور ہی بات کی غمازی کر رہا تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"تم بیٹھو میں تمہارے لئے پانی لاتی ہوں۔" آپا یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئی۔ اماں نے جاتی ہوئی بیٹی پر نظریں جما کر گہری سانس لی۔

"کیا ہوا اماں؟" وہ جلد از جلد معاملے کی تہہ تک پہنچ جانا چاہتی تھی۔

"تم کپڑے بدل کر تھوڑا آرام کر لو پھر بتاتی ہوں۔"

"نہیں اماں میں ٹھیک ہوں آپ کہیں۔" وہ قدرے ریلیکس انداز میں چارپائی پر ان کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی۔

"شہزاد کی ماں آئی تھی اپنی بیٹی اور داماد کو ساتھ لے کر۔" انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

"پھر؟"

"پھر کیا شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں"

Skorpio FriendsKorner

لوگ راحیلہ کی ساس کہتی ہے بیٹی بیاہ کر اکیلی ہو گئی ہوں پانچ جوان بیٹوں کی ماں ہوں اب اکیلے گھر نہیں سنبھلتا بڑے کو بیاہوں کی تو پھر چھوٹوں کی باری آئے گی ناں۔"

"لیکن اماں وہ ہمارے حالات سے بے خبر تو نہیں ہیں۔ اتنی جلدی ہم یہ سب کیسے کر سکتے ہیں۔ کھینچ تان کر تو دو وقت کی روٹی پوری کر رہے ہیں تو پھر شادی جیسا معاملہ کیسے نمٹائیں گے۔" وہ خاصے متفکر اور الجھے ہوئے لہجے میں آہستہ آواز میں بولی۔ اماں اس کی بات پر چند لمحے خاموش رہ گئیں۔

"تو کوئی بہتر نوکری نہیں ڈھونڈ لیتی ڈھائی تین ہزار میں کب تک گزارہ ہو گا ہمارا۔" اماں نے اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"اماں کہاں ملتی ہیں نوکریاں، بڑی مشکل سے یہ نوکری ملی ہے۔ اچھا ماحول ہے اچھے لوگ ہیں ورنہ تو باقی ہر جگہ...... بہرحال اماں عزت سے پیاری کوئی چیز نہیں، یہ بھی ساجدہ کی مہربانی ہے جس نے اتنا بڑا احسان کیا ہے مجھ پر۔"

"میں جانتی ہوں، مگر اچھے رشتے بھی کہاں ملتے ہیں یہ تو ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہے کہ بابا اپنی زندگی میں ہی راحیلہ کا رشتہ طے کر گئے ورنہ اب کون آتا یہاں پر اور پھر اسے بیاہ کر تمہارے لئے بھی تو سوچنا ہے مجھے۔"

"ابھی آپ میری فکر چھوڑیں اور جو سامنے ہے اس کا سوچیں۔"

"کیا سوچوں؟ تمہارا باپ کسی قابل ہوتا تو آج اپنی دونوں بیٹیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کرتی۔" ان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"حوصلہ رکھیں اماں، اللہ بہت کارساز ہے وہ یقیناً کوئی نہ کوئی رہا نکال دیتا۔"

"انشاءاللہ۔" کہتے ہوئے انہوں نے آنسو پونچھے۔ اس نے گہری سانس لے کر گردن موڑی تو دروازے میں کھڑی راحیلہ بھی اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے قریب چلی آئی۔

"آپا پلیز ایسے تو نہ روئیں اور اللہ پر یقین رکھیں وہ ہماری خوشیوں کے محل کو کبھی مسمار نہیں ہونے دے گا۔"

"تیرے جیسا حوصلہ کہاں سے لاؤں۔ ان تلخ حقیقتوں کے گھونٹ بھرتے بھرتے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اب تو۔" وہ جو صبح سے حقائق سے نظریں چراتے اپنے آپ میں مگن نجانے خوابوں کے کتنے محل تعمیر کر چکی تھیں لیکن تمام پردے چاک ہوتے ہی اس کے کندھے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اماں کے اصرار اور دن رات کی پریشان سوچوں نے اسے ست سا کر دیا تھا۔

"کیا بات ہے میں چند دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم کچھ زیادہ ہی پریشان ہو۔" آفس کے آف کے بعد وہ دونوں بھی سب کے ساتھ ہی باہر نکلیں تھیں اور اب فٹ پاتھ پر ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ساجدہ نے اسے مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں بس یونہی۔" اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"تم بتانا نہ چاہو تو یہ اور بات ہے لیکن کم از کم جھوٹ تو مت بولو۔ میں جانتی ہوں کہ ہنسنا بولنا تو تمہیں ویسے ہی نہیں آتا لیکن پچھلے کچھ دنوں سے ایک جامد خاموشی ہے جو تمہارے وجود کا مسلسل احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کیا اپنی پرابلم تم مجھ سے شیئر نہیں کرو گی؟" اس نے رسان سے پوچھا اور دوبارہ گویا ہوئی۔

"میں جانتی ہوں کہ میں تمہارا کوئی بھی مسئلہ حل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی لیکن کہہ سن لینے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا اور کیا پچھلے چار ماہ سے ہماری دوستی ایسی نہیں ہو سکی کہ تم مجھ پر اعتماد کر سکو۔" ساجدہ نے بہت رسانیت سے اس کی

Skorpio FriendsKorner

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
''نہیں ایسی بات نہیں ہے ساجدہ! تم جانتی ہو کہ ہمارے طبقے کے لوگوں کا سب سے بڑا مسئلہ صرف پیسہ ہے۔''
''وہ تو ازل سے ہے اور میرا خیال ہے کہ ابد تک رہے گا۔ کوئی نئی بات کرو، اب تک تو ہمیں اس کا عادی ہو جانا چاہیے تھا۔''
''تمہارے لئے یہ نئی بات نہیں ہے کہ تمہارے گھر کمانے والے موجود ہیں تم صرف اپنی ضرورتوں کے لئے جاب کر رہی ہو جب کہ میرے لئے ہر نیا دن ایک امتحان ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں اس امتحان سے کس طرح سرخرو ہو کر نکلوں۔'' اور پھر وہ دھیرے دھیرے سب کچھ اسے بتانے لگی کہ جن سوچوں نے اس کی راتوں کی نیند اڑا رکھی تھی سب کچھ سننے کے بعد وہ بھی کئی لمحے کچھ بول نہ سکی اور جب گویا ہوئی تو اس کا انداز کچھ سوچتا ہوا سا تھا۔
''ایسا کرو، تم آفس سے لون لے لو۔''
''لون؟ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ یہ کمپنی رولز میں شامل نہیں ہے۔''
''ہاں ہے تو نہیں لیکن بات کرنے میں کیا حرج ہے۔''
''ہونہہ۔'' اس نے سر جھٹکا۔
''کس سے بات کریں گے ہم تیسرے درجے کے ملازم کون ہماری سفارش کرے گا۔'' وہ تلخ ہوئی۔
''ارے نہیں، کمپنی کے ایم ڈی کی پی اے جو اسسٹنٹ ہیں ناں وہ بہت اچھی ہیں۔ پروفیشنل طور پر ہی سہی لیکن ہم جیسوں کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ میں کل ہی تمہیں ان سے ملواؤں گی۔''
''اچھا چلو ٹھیک ہے تمہارے کہنے پر بات کر لیتے ہیں ورنہ مجھے ان بڑے لوگوں سے کچھ اچھی امید نہیں ہے۔''
اور اگلے ہی دن وہ تھرڈ فلور پر موجود آفیسرز ڈیپارٹمنٹ میں کھڑی ریسپشنسٹ سے ''مسز حنا خان'' کی موجودگی کی تصدیق کر رہی تھیں۔ اس نے انٹر کام ریسور کان سے لگایا اور دوسری طرف کی بات سن کر دوبارہ متوجہ ہوئی۔
''جی وہ ابھی بزی ہیں آپ ٹن منٹس ویٹ کریں پلیز۔'' لڑکی نے پروفیشنل انداز میں مسکرا کر انہیں کہا تو وہ سائیڈ پر رکھے صوفوں کی طرف بڑھ گئیں۔ وہ آج پہلی بار اس طرف آئی تھیں بہت شاندار ڈیپارٹمنٹ تھا۔ طویل راہداری سے دونوں اطراف کمروں کی ایک لمبی قطار تھی اور ہر دروازے پر اندر بیٹھنے والے کا نام اور اس کے عہدے کی تختی لگی تھی۔ وہ بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ بار بار اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی لڑکی نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا اور ایک سائیڈ پر رکھے سٹول پر بیٹھے چوکیدار کو اشارہ کیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چند ہی منٹ بعد کولڈ ڈرنکس لا کر ان کے سامنے رکھ دیں۔ جن کے ختم ہوتے ہی ریسپشنسٹ نے انہیں جانے کا اشارہ کیا۔
ایم ڈی کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔ ساجدہ نے اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
''مے آئی کم ان میڈم!''
''یس۔'' نسوانی شائستہ آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں ان کے سامنے جا پہنچی۔
''سیٹ ڈاؤن پلیز۔'' انہوں نے چیئر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جب کہ ان کے ہونٹوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔ حقیقتاً ان کی عمر کوئی چالیس پینتالیس کے درمیان تو ضرور ہو گی لیکن گلے میں چھوٹا سا دوپٹہ ڈالے خوبصورت و پرکشش چہرے پر نیچرل سا میک اپ کیئے شولڈر کٹ بالوں کے ساتھ جدید تراش خراش کا

Skorpio FriendsKorner

لباس زیب تن کئے وہ اٹھائیس، انتیس سے زیادہ کی ہرگز نہ لگتی تھیں۔

''جی کہیے۔''

''وہ میڈم! ہمیں آپ سے ریکوسٹ کرنا تھی۔'' ساجدہ کچھ نپے تلے انداز میں گویا ہوئی۔

''ہاں، ہاں کہیئے۔'' وہ پوری طرح متوجہ تھیں۔

''میڈم! یہ میری دوست ہے ''ریمل افتخار زیدی'' تقریباً چار ماہ سے یہ یہاں میرے ساتھ جاب کر رہی ہیں۔'' اس کے تعارف کروانے پر انہوں نے اس کے ساتھ سہمی ہوئی ہرنی کی طرح بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو بار بار اپنے ہاتھ آپس میں رگڑ رہی تھی۔

''ہوں، اچھا پھر؟''

''میڈم! ان کے ساتھ ایک پرابلم ہے؟''

''جسٹ اے منٹ۔'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ساجدہ کو روکا۔

''جی مس ریمل! آپ کہیے کیا پرابلم ہے آپ کے ساتھ۔'' انہوں نے اس کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے وہ خود بھی پریشان ہو گئیں تھیں۔ اس کا سادہ لیکن پرکشش چہرہ کسی اور ہی بات کا غماز تھا۔ انہوں نے اس آفس کو ایک اچھا ماحول رہنے کے لئے بہت محنت کی تھی تا کہ ضرورت مند اور مجبور لڑکیوں کو یہاں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ ہو اور آج تک انہیں کوئی کمپلین نہیں ملی تھی۔ لیکن اب اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ ایسی انہونی اس کے ساتھ ہو گئی ہے اور یہ بات اس کے لئے واقعی پریشانی کا باعث تھی۔

''جی...... وہ...... میں......'' اس نے گھبرا کر ساجدہ کی طرف دیکھا۔

''جی وہ میڈم!''

''ریلیکس پلیز، اتنا نروس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو جو بھی بات کہنی ہے ریلیکس ہو کر کریں۔ میں آپ کی کمپلین پوری توجہ سے سنوں گی اور کوشش کروں گی کہ آئندہ آپ کو کوئی بھی پریشانی نہ ہو اور یہ بھی یقین رکھو کہ یہاں ہم تینوں کے سوا کوئی چوتھا فرد موجود نہیں ہے۔'' انہوں نے اپنی سوچ کے مطابق پوری یقین دہانی کروائی۔

''نو میڈم! ایسی ویسی تو کوئی بات نہیں ہے اسے تو بس......''

''پلیز آپ خاموش رہیں انہیں بولنے دیں۔'' انہوں نے نرمی سے کہا تو ساجدہ شرمندہ سی ہو کر خاموش ہو گئی۔

''میڈم! وہ مجھے......'' اس نے تھوک نگلا۔

''ہاں، ہاں کہو۔'' انہوں نے دوبارہ ہمت بندھائی تو وہ نظریں جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ آنکھوں میں اترتی نمی کو وہ اپنے اندر اتار لینا چاہتی تھی۔

''میڈم! کچھ مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ہاتھ پھیلانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔'' لہجے میں نمی گھلنے لگی تو وہ پھر خاموش ہو گئی۔ خود پر قابو پا کر چند لمحوں بعد دوبارہ بولی۔

''میڈم! دراصل میں کمپنی سے لون لینے کے لئے اپلائی کرنا چاہتی ہوں اور آپ سے صرف یہ ہی ریکویسٹ ہے کہ پلیز آپ اس سلسلے میں ہماری کچھ مدد کریں۔''

''کیا بس یہی بات تھی۔'' ان کی بات میں حیرت نمایاں تھی۔

''جی۔''

''او مائی گاڈ!'' انہوں نے اپنا سر تھام لیا۔

''اور میں نجانے کیا، کیا سمجھ بیٹھی تھی۔'' انہوں نے گہری سانس لے کر اس کی طرف دیکھا۔

''مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ جاب کر رہی ہیں، انی وے، کہئے اس سلسلے میں، میں آپ کی

Skorpio FriendsKorner

کیا ہیلپ کرسکتی ہوں۔" ان کے پوچھنے پر وہ پھر ساجدہ کی طرف دیکھنے لگی جو کہ اب بالکل لاتعلق سی بیٹھی تھی۔ لہٰذا اسے خود ہی ہمت کرنا پڑی۔

"میڈم! وہ اصل میں ہم چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والے ورکرز کو، آئی مین تین ہزار تک کے پے منٹ والے ورکرز کو ہماری کمپنی سے لان الاؤ نہیں کیا، تو اگر آپ اس سلسلے میں کچھ، سفارش کر دیں، تو......" ٹھہر ٹھہر کر اپنا مدعا بیان کرتی سادہ سی لڑکی کے خوبصورت لب و لہجے کو دل ہی دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکیں۔ لیکن جب بولیں تو ان کا انداز دوٹوک تھا۔

"سفارش، امپاسبل، آپ جانتی ہیں اس آفس میں سفارش کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ہمارے ایم ڈی صاحب اصولوں کے بہت پکے ہیں وہ کبھی بھی یہ بات نہیں مانیں گے۔" ان کے کہنے پر وہ ایک دم مایوس ہوگئی۔ اس کے چہرے سے امید کی پھوٹتی کرنیں ماند پڑتے ہی اس کی شہابی رنگت ماند پڑ گئی۔ وہ بہت غور سے اس کی بدلی کیفیت کا جائزہ لے رہیں تھیں۔ نجانے اس سادہ سی لڑکی میں ایسی کیا خاص بات تھی جو انہیں اٹریکٹ کر رہی تھی۔

"او کے میڈم تھینک یو۔" وہ اٹھنے لگی کہ اس سے زیادہ اپنی انا کو مجروح نہیں کر سکتی تھی۔

"ایک منٹ پلیز۔"

"میں آپ کی مدد صرف اس حد تک کر سکتی ہوں کہ ایم ڈی صاحب سے آپ کے لئے اپائٹمنٹ لے لیتی ہوں آپ خود ان سے بات کر لیں، ہو سکتا ہے وہ آپ کی پرابلم دیکھتے ہوئے آپ کی ریکویسٹ پر غور کر لیں، لیکن اس کے لئے پہلے آپ کو ایک درخواست دینا ہوگی۔ آگے یہ ان پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ وہ اسے سائن کرتے ہیں یا نہیں۔"

"او کے میڈم! میں کل ہی درخواست لے آؤں گی۔"

"او کے۔" انہوں نے اس کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے اندر داخل ہوتی لڑکی کو فوراً حکم صادر کیا۔

"مس نوشابہ! آپ انہیں کل گیارہ بجے کی اپائمنٹ دے دیں۔"

"تھینک یو، تھینک یو ویری مچ میڈم، تھینک یو ویری مچ۔" وہ انتہائی مشکور ہو رہی تھی۔

اس کے انتظار کا دورانیہ خاصہ طویل ہوتا جا رہا تھا۔ وہ تقریباً پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں بیٹھی تھی لیکن ایم ڈی صاحب کی مصروفیت تھی کہ ختم ہی نہ ہو رہی تھی۔ ساجدہ نے آج اس کے ساتھ آنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ اپنی زرد ہوتی رنگت اور کانپتے لرزتے وجود پر قابو پاتے آفس میں داخل ہوئی تھی اور ایم ڈی صاحب اس کو کرسی پر بیٹھنے کا حکم صادر فرما کر بھول چکے تھے۔ وہ اس آدھے گھنٹے میں ناصرف اسی شاندار آفس میں موجود ہر چیز کا بغور جائزہ لے چکی تھی بلکہ اب اکتا چکی تھی اور اس پر چھانے والی ازلی گھبراہٹ کی جگہ اب جھنجھلاہٹ نے لے لی تھی۔ اس کی بھٹکتی ہوئی نظریں ایم ڈی صاحب پر رکی تھیں جو کہ مسلسل ایک فائل میں سر گھسائے بیٹھے تھے اور وقفے وقفے سے آنے والی ٹیلی فون کالز کو بھی پوری توجہ سے سنتے اور پھر احکامات جاری کر رہے تھے۔ اسے شروع ہی سے ایسے انسانوں سے چڑ رہی تھی جو اپنی ہی شخصیت کے زعم میں رہتے تھے۔ اپنے سے کم حیثیت رکھنے والوں کو کسی بھی کھاتے میں نہ رکھنے والوں سے وہ نفرت محسوس کرتی تھی، لیکن۔

"آہ، ارے یہ مجبوریاں کہاں کہاں سر جھکانے پر مجبور کرتیں ہیں۔"

"سر پلیز! اگر آپ فارغ نہیں ہیں تو میں پھر آ جاؤں گی۔" انہوں نے جیسے ہی ریسور کریڈل پر رکھا تو وہ بول اٹھی۔

Skorpio FriendsKorner

"آں۔" انہوں نے چونک کر سر اٹھایا جو کہ ریسور رکھنے سے پہلے ہی فائل پر جھکا چکے تھے۔

"او آئی ایم سوری۔" انہوں نے کہتے ہوئے فائل بند کردی۔

"جی بی بی! کہیئے کیا پرابلم ہے آپ کے ساتھ۔" اور اس کی جو گھبراہٹ مکمل طور پر مفقود ہو چکی تھی ان کے متوجہ ہوتے ہی عود کر آئی تو ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ چند لمحے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔

"محترمہ! میں آپ سے مخاطب ہوں۔" انہوں نے اس کے انتہائی کم قیمت لباس پر طائرانہ سی نگاہ ڈالی۔

"جی وہ سر میں......" اس کی بے جا گھبراہٹ پر وہ جھنجلا اٹھے۔

"دیکھیئے بی بی! میں بہت مصروف بندہ ہوں میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت بالکل نہیں ہے۔ جب آپ پوری طرح گھبرا چکیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔" انہوں نے خشک سے لہجے میں کہہ کر دوبارہ فائل کھولی۔

"وہ سر! یہ درخواست دیکھ لیجئے پلیز۔" اس نے فوراً ہی ذرا سا اٹھتے ہوئے اس کے سامنے رکھے پیپر کی طرف اشارہ کیا۔

"ہوں، تو لون چاہیے آپ کو، لیکن کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ ہماری کمپنی کے رولز میں شامل ہی ہے۔" انتہائی روڈ لہجے میں سوال کیا گیا۔

"معلوم ہے سر!" اس نے اس طرح سر جھکایا جیسے کسی جرم کا اعتراف کیا ہو۔

"کیا سیلری ہے آپ کی؟"

"تقریباً چھ ہزار۔"

"کتنے عرصے میں لون کی رقم ادا کر سکیں گی آپ۔" انداز طنزیہ تھا۔

"میں اوور ٹائم کر لوں گی سر!"

"اوور ٹائم کا مطلب سمجھتی ہیں آپ۔" ان کے تمسخرانہ انداز پر اس نے گھبرا کر سر اٹھایا۔ وہ بغور اس کا جائزہ لے رہے تھے۔

"جی سر!" ہونقوں کی طرح سوال کیا۔

"دن رات ایک کرنا پڑتا ہے کر سکیں گی آپ۔" انہوں نے اس کے حلیے اور اعتماد سے عاری رویے پر چوٹ کی تھی۔

"کوشش کروں گی سر!"

"تو ٹھیک ہے، لون حاصل کرنے سے پہلے آپ کو ایک ایگریمنٹ سائن کرنا ہوگا کہ آپ پانچ سال تک اسی کمپنی کو چھوڑ کر جانے کی مجاز نہ ہوں گی۔" انہوں نے سامنے رکھی فائل کی ورق گردانی کرتے کرتے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ انہیں ایک دم ہی غصہ آ گیا کہ وہ نجانے کیا سمجھ رہی تھی۔

"میں یہ محض اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان پانچ سالوں میں شائد ہی یہ قرض اتارنے میں کامیاب ہو سکیں۔" ان کی بات پر اس نے تھوک نگلا۔

Skorpio FriendsKorner

"یس سر! مجھے منظور ہے۔"

"اوکے مسز خان اس بارے میں آپ کو گائیڈ کریں گی، یہ لیجئے۔" انہوں نے ایپلی کیشن پر سائن کر کے ان کی طرف بڑھائی جسے تھامتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"تھینک یو سر! تھینک یو ویری مچ۔" اس نے انتہائی تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ وہ بھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اتنی بڑی مشکل اتنی جلدی حل ہو جائے گی۔ اس طرح سے نکلتے ہی انہوں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"مسز خان! یہ کیا چیز بھجوائی تھی آپ نے پلیز اس قسم کے کیسز آپ خود ہی ڈیل کر لیا کریں، بہت ٹائم ویسٹ کیا ہے اس لڑکی نے میرا۔" کچھ لمحے دوسری طرف کی بات سنی اور دوبارہ گویا ہوئے۔

"نو نو مسز خان! مجھے مکمل بھروسہ ہے آپ

''آں۔'' انہوں نے چونک کر سر اٹھایا جو کہ ریسیور رکھنے سے پہلے ہی فائل پر جھکا چکے تھے۔

''او آئی ایم سوری۔'' انہوں نے کہتے ہوئے فائل بند کر دی۔

''جی بی بی! کہیئے کیا پرابلم ہے آپ کے ساتھ۔'' اور اس کی جو گھبراہٹ مکمل طور پر مفقود ہو چکی تھی ان کے متوجہ ہوتے ہی عود کر آئی تو ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ چند لمحے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکی۔

''محترمہ! میں آپ سے مخاطب ہوں۔'' انہوں نے اس کے انتہائی کم قیمت لباس پر طائرانہ سی نگاہ ڈالی۔

''جی وہ سر میں......'' اس کی بے جا گھبراہٹ پر وہ جھنجلا اٹھے۔

''دیکھیئے بی بی! میں بہت مصروف بندہ ہوں میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت بالکل نہیں ہے۔ جب آپ پوری طرح گھبرا چکیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔'' انہوں نے خشک سے لہجے میں کہہ کر دوبارہ فائل کھولی۔

''وہ سر! یہ درخواست دیکھ لیجئے پلیز۔'' اس نے فوراً ہی ذرا سا اٹھتے ہوئے اس کے سامنے رکھے پیپر کی طرف اشارہ کیا۔

''ہوں، تو لون چاہیے آپ کو، لیکن کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ ہماری کمپنی کے رولز میں شامل ہی ہے۔'' انتہائی روڈ لہجے میں سوال کیا گیا۔

''معلوم ہے سر!'' اس نے اس طرح سر جھکایا جیسے کسی جرم کا اعتراف کیا ہو۔

''کیا سیلری ہے آپ کی؟''

''تقریباً چھ ہزار۔''

''کتنے عرصے میں لون کی رقم ادا کر سکیں گی آپ۔'' انداز طنزیہ تھا۔

''میں اوور ٹائم کر لوں گی سر!''

''اوور ٹائم کا مطلب سمجھتی ہیں آپ۔'' ان کے تمسخرانہ انداز پر اس نے گھبرا کر سر اٹھایا۔ وہ بغور اس کا جائزہ لے رہے تھے۔

''جی سر!'' ہونقوں کی طرح سوال کیا۔

''دن رات ایک کرنا پڑتا ہے کر سکیں گی آپ۔'' انہوں نے اس کے حلیے اور اعتماد سے عاری رویے پر چوٹ کی تھی۔

''کوشش کروں گی سر!''

''تو ٹھیک ہے، لون حاصل کرنے سے پہلے آپ کو ایک ایگریمنٹ سائن کرنا ہوگا کہ آپ پانچ سال تک اسی کمپنی کو چھوڑ کر جانے کی مجاز نہ ہوں گی۔'' انہوں نے سامنے رکھی فائل کی ورق گردانی کرتے کرتے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ انہیں ایک دم ہی غصہ آ گیا کہ وہ نجانے کیا سمجھ رہی تھی۔

''میں یہ محض اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان پانچ سالوں میں شائد ہی یہ قرض اتارنے میں کامیاب ہو سکیں۔'' ان کی بات پر اس نے تھوک نگلا۔

''یس سر! مجھے منظور ہے۔''

''او کے مسز خان اس بارے میں آپ کو گائیڈ کریں گی، یہ لیجئے۔'' انہوں نے ایپلی کیشن پر سائن کر کے ان کی طرف بڑھائی جسے تھامتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

''تھینک یو سر! تھینک یو ویری مچ۔'' اس نے انتہائی تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ وہ بھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اتنی بڑی مشکل اتنی جلدی حل ہو جائے گی۔ اس طرح سے نکلتے ہی انہوں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''مسز خان! یہ کیا چیز بھجوائی تھی آپ نے پلیز اس قسم کے کیسز آپ خود ہی ڈیل کر لیا کریں، بہت ٹائم ویسٹ کیا ہے اس لڑکی نے میرا۔'' کچھ لمحے دوسری طرف کی بات سنی اور دوبارہ گویا ہوئے۔

''نو نو مسز خان! مجھے مکمل بھروسہ ہے آپ

Skorpio
FriendsKorner

پر اپنی وے آئندہ خیال رکھیے گا۔"

"یہ لیجیے اماں۔" اس نے تمام رقم ماں کے ہاتھوں پر رکھتی تو وہ بے یقینی سے دیکھنے لگیں۔

"پورے پچاس ہزار ہیں اماں کمپنی سے لون لیا ہے۔ اب آپ بسم اللہ کر کے کام شروع کریں اور میرا کام بس یہیں تک تھا اب جو کچھ بھی کرنا ہے آپ دونوں کو ہی کرنا ہے۔ کیونکہ مجھے اب یہ قرض اتارنے کے لئے بہت محنت کرنا ہے۔ پورے پانچ سال کا ایگریمنٹ سائن کروایا ہے کمپنی والوں نے اس قرض کے بدلے میں۔" یہ بتاتے ہوئے اس کے لہجے میں تھکن سی اتری تھی۔

"پانچ سال، تو کیا اب تو پورے پانچ سال تک یہیں چھ ہزار کی نوکری پر رہے گی۔"

"تو پھر کیا کرتی میں اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا، بہرحال آپ فکر نہ کریں اللہ مسبب الاسباب ہے۔"

"لیکن آج کے دور میں پچاس ہزار سے بیٹی تو رخصت نہیں ہوتی۔ لیکن خیر کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہے بستر تو میں نے آہستہ آہستہ شروع سے ہی بنا رکھیں ہیں اور کافی سارے برتن ہی تھوڑی بہت بچت کے ساتھ خرید لی رہی ہوں اور کچھ کپڑا اتنا بھی راحیلہ نے اپنی محنت سے تیار کر رکھا ہے اور باقی آج محلے کی دو تین عورتیں آئیں تھی انہوں نے بارات کے کھانے کی ذمہ داری اٹھانے کا کہا ہے اور وہ جو کونے والے چوہدری صاحب ہیں ناں انہوں نے بھی ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے۔" اماں کی باتوں پر وہ محض لب کاٹ کر رہ گئی۔

"آج بھی دنیا میں خوف خدا بہت ہے بس اب تو زیادہ پریشان نہ ہو۔" اماں نے ٹھہری سانس لے کر کہا۔

"اماں! آپ کسی سے کچھ نہیں لیں گی۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم کوئی لمبا چوڑا پروگرام ترتیب دیں۔ خیرات کے مال سے بیٹی کو رخصت کرے گی تو کیا عزت ہوگی اس کی اپنے سسرال میں کیا وہ سر اٹھا کر جی سکے گی بس آپ کوشش کریں کہ انہی پیسوں میں تھوڑا ہی لیکن عزت سے سب کچھ ہو جائے۔" وہ دوٹوک انداز میں کہتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔ وضو کیا نماز کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کیے اور پھر سجدے میں سر رکھ کر بے اختیار رو دی اور پھر جیسے وہ دن رات کا شمار بھول گئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ شادی کی ڈیٹ کب فکس ہوئی دو ماہ کے اندر اندر اماں نے کیا خریدا کیا بنا۔ اسے پتہ بھی نہ چلا کہ شادی کی تاریخ سر پر پہنچ گئی۔

"ریمل! کیا ہو گیا ہے تمہیں، تم نے تو جاب کو بالکل اپنے سر پر سوار کر لیا ہے۔" ایک دن آخر راحیلہ نے اسے پکڑ لیا۔

"تمہیں تو یہ بھی احساس نہیں رہا کہ تمہاری آپی اب صرف چند دن کی مہمان ہے اس گھر میں۔" وہ یہ کہتے ہوئے رو رہی تھی تو وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی اور پھر اٹھ کر اس کے قریب چلی آئی۔

"آئی ایم سوری آپی!" اس نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ اس کے گلے لگ گئی۔ وہ انہیں تھامے چارپائی پر جا بیٹھی۔

"تم کیا سمجھتی ہو مجھے کچھ معلوم نہیں بے حس ہوں میں، میں نہیں جانتی کہ تم یہ سب کچھ کس کے لیے پر کر رہی ہو۔"

"میں نے یہ سب کب کہا ہے آپی!"

"تو کہو ناں کیوں نہیں کہتیں، کہوں تم نے ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا لیا ہے خود کو۔"

"جب میرے اردگرد مجھ سے محبت کرنے والے میرا احساس کرنے والے موجود ہیں تو پھر میں کس بات کا احساس دلاؤں آپ کو۔"

"ریمل! تم میرے لئے اتنا کچھ کر رہی ہو

Skorpio FriendsKorner

معلوم نہیں میں تمہارے لئے کچھ کر بھی پاؤں گی کہ نہیں۔"

"آپی! خدا آپ کو ڈھیروں ڈھیر خوشیاں ے اتنی کہ آپ کا دامن بھی تنگ پڑ جائے اور یرے لئے یہی خوشی کافی ہوگی۔"

"دیکھو اب تم کچھ دن کی چھٹی لے لو۔"

"چھٹی، چھٹی تو بہت مشکل ہے آپا، ہاں لبتہ وقت پر گھر آجایا کروں گی بارات تو اتوار کو ی آئے گی ناں۔"

"لیکن ریمل! اماں اکیلے گھر کیسے سنبھالیں گی۔" وہ فکرمند تھی۔

"آپا! ہمارا کون سا مہمانوں سے گھر بھرا ڑا ہے اور کون آئے گا آپ کو رخصت کرنے وہ وگ جنہیں یہ تک احساس نہیں ہوا آج تک کہ ن کا خون ان کی اولاد بھی کہیں اس دنیا میں ہے نہوں نے تمہیں دو سال کی عمر میں ہی گھر سے کال دیا تھا اور میرے دنیا میں آنے سے پہلے ہی ب رشتے توڑ دیئے تھے۔ چھوڑیں آپی! اگر آج ک ہم اپنے دکھ آپس میں بانٹتے رہیں ہیں تو وشیاں بھی آپس میں ہی بانٹیں گے۔ چند ایک ونھیالی رشتے دار ہیں وہ بھی دن کے دن ہی ئیں گے کس کو لگاؤ ہے ہم سے۔" وہ تمسخرانہ ندازمیں بولتی سر جھٹک کر اٹھ گئی۔

"بہر حال میں مسز خان سے بات کروں گی ہو سکتا چند چھٹیاں مل جائیں۔" ایمل نے راحلہ کو سلی دی۔

واقعی مسز خان بہت اچھی خاتون تھیں ہوں نے فوراً ہی اس کی درخواست پر سائن کروا یے تھے۔

"فون کی بیل نے اسے متوجہ کیا اس نے صروف سے انداز میں ریسور اٹھا کر کان سے گایا۔"

"ہیلو۔"

"ہیلو، بیٹا کیسے ہیں آپ؟"

"او یس پاپا! آئی ایم فائن، آپ کیسے ہیں۔" وہ ایک دم ہی کھل اٹھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ کی ماما کیسی ہیں انکا خیال رکھنا بیٹا!"

"وہ بھی بالکل ٹھیک ہیں پاپا آپ کو بہت یاد کرتی ہیں آپ کب آئیں گے۔"

"میں ابھی نہیں آ سکتا بیٹا بہت بزی ہوں۔"

"پلیز پاپا! آپ تمام بزنس وائنڈ اپ کر کے یہاں آجائیں ہمیں یہاں آپ کی بہت ضرورت ہے بہت مس کرتے ہیں ہم آپ کو، ماما بہت اداس رہتی ہیں۔"

"دیکھو بیٹا اپنی ماما کا بہت خیال رکھنا میں ابھی بہت بزی ہوں میں ابھی نہیں آ سکتا لیکن تم اپنی مصروفیت میں اپنی ماما کو مت بھول جانا۔" وہ فکرمند تھے۔

"پاپا! آپ بالکل فکر مت کریں میں ان کا بہت خیال رکھتا ہوں۔"

"تھینک یو بیٹا! اسے ہماری بھرپور توجہ کی ضرورت ہے بہت دکھی ہے وہ اندر سے۔ لیکن سمجھتی ہے شائد میں اس کے درد سے ناآشنا ہوں جبھی تو وہ ہمارے لئے مسکراتی رہتی ہے۔"

"آئی نو پاپا! ماما بہت گریٹ ہیں اور آپ گریٹ ٹو گریٹ ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہتے کہتے شرارت سے مسکرا دیا۔

"اور پاپا وہ آپ کی وائف ہی نہیں میری ماں بھی ہیں۔" اس نے لہجے میں ناراضگی سموتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں بھئی میں جانتا ہوں تم بہت فرمانبردار بیٹے ہو ہمارے اور اب اسی فرمانبرداری کا امتحان ہوگا تمہارا۔"

"حکم کریں پاپا انشا اللہ میں ہر امتحان میں پورا اتروں گا۔" اس نے ایک عزم سے کہا۔

Skorpio
FriendsKorner

''اپنے انکل جنید سے واقف ہونا تم۔''

''جی جی بہت اچھی طرح سے۔''

''بہت پریشان ہے وہ آج کل، اپنی بیٹی کی وجہ سے۔''

''وہ کیوں؟''

''وہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی بھی اپنی ماں کی طرح اس معاشرے کا حصہ بن جائے، جب کہ ایسا ہو رہا ہے۔''

''او آئی سی۔''

''اس نے اپنی پریشانی مجھ سے شیئر کی تو میں اپنے محسن کو پریشان نہ دیکھ سکا اور تم پر اعتماد کرتے ہوئے میں نے اکیلے ہی بہت بڑا فیصلہ کرلیا ہے بیٹا!''

''جی بولیے نا پاپا۔'' ان کے خاموش ہونے پر وہ فوراً بول اٹھا۔

''میں تمہارے مزاج سے بہت اچھی طرح واقف ہوں بیٹا! لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے بیٹے میں ماشاءاللہ وہ تمام کوالٹیز موجود ہیں جو کسی بھی لڑکی کو ایمپریس کر سکتے ہیں۔'' ان کے لہجے میں فخر تھا۔

''اور مجھے یقین ہے بیٹا! کہ تم اس لڑکی کو بہت پیار اور محبت سے اپنے رنگ میں رنگ لو گے اسی لئے میں اسے تمہارے لئے جنید سے مانگ لیا اور مجھے یقین ہے کہ تم مجھے اس کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دو گے۔'' وہ ان کی پوری بات سن کر سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

''آپ کی دعائیں ساتھ رہیں تو پاپا میں آپ کو کبھی مایوس نہیں کروں گا۔''

''تھینک یو بیٹا! مجھے تم پر فخر ہے۔''

''اس کا کریڈٹ آپ دونوں کو جاتا ہے پاپا!'' اس کی بات پر ائیرپیس سے ان کا جاندار قہقہہ برآمد ہوا۔

''اوکے بیٹا! تو پھر وہ اگلے ہفتے پاکستان پہنچ رہی ہے اسے ائیرپورٹ سے ریسو کر لینا۔''

''اوکے پاپا!''

''اوکے مائی چائلڈ، گڈ بائے اینڈ خدا حافظ۔'' انہوں نے کہا تو اس نے بھی خدا حافظ کہہ کر گہری سانس لیتے ہوئے ریسور کریڈل پر رکھا کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اٹھا اور قد آدم آئینے کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

''تم میں وہ تمام کیلٹیز موجود ہیں جو کسی بھی لڑکی کو ایمپریس کر سکتے ہیں۔'' پاپا کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو ایک بھرپور مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا۔

''پاپا بھی بس۔'' اپنی شخصیت کی تمام خوبصورتی کو بخوبی جانتے ہوئے بھی اسے اپنی ذات پر کبھی غرور نہ رہا تھا۔ ماں، باپ کی آپس کی محبت اور ذہنی ہم آہنگی نے اسے بہت اچھا اور خوبصورت شخصیت کا مالک بنایا تھا۔

''ہوں تو پاپا اب مجھے آپ کا یہ سر ہمیشہ بلند رکھنا ہے میں بھی آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ شادی تو آخر مجھے کرنا ہی ہے آج نہیں تو کل سہی میں کون سا محبت وحبت کا کوئی روگ پال رکھا ہے چلو اس آزمائش کے لئے ایک بگڑی ہوئی یورپین ہی سہی۔'' وہ خود کلامی کے سے انداز میں بول رہا تھا۔

''لیکن اس کے لئے آپ کو ایک ایگریمنٹ مجھ سے ضرور کرنا پڑے گا اور وہ یہ کہ کم از کم پانچ سال تک جب تک میں اسٹیبلش نہ ہو جاؤں شادی نہیں کروں گا، ہاں البتہ منگنی کی جا سکتی ہے کیونکہ اسی میں کوئی حرج نہیں اور وہ تو ایک طرح سے ہو ہی گئی ہے۔'' وہ دل میں سوچتا ہوا کمرے سے نکل کر ماما کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''مس نوشابہ کی اپلیکیشن آئی ہے۔ انہیں تین ماہ کی لیو چاہیے۔''

''واٹ، یو مین تھری منتھ، بٹ وائے۔''

Skorpio FriendsKorner

"اس کی شادی ہو رہی ہے بھئی اور کس لئے۔" مسز خان نے اپنی خوبصورت مسکراہٹ سمیت کمپنی کے ایم ڈی صاحب کو یاد دہانی کروائی۔ تو وہ سر تھام کر رہ گئے۔

"او آئی سی۔"

"لیکن حنا جی ہمارے لئے بہت پرابلم ہو جائے گی۔ مس نوشابہ پچھلے دو سال سے اس سیٹ پر ہیں اچھا کام کر رہی ہیں، شادی کے لئے تو پندرہ دن کی چھٹی کافی......"

"ریلیکس ایم ڈی صاحب! ریلیکس، ٹینشن لینے سے مسائل حل نہیں ہوتے اور تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہے ہو کہ جیسے نوشابہ ہی آخری لڑکی ہو۔"

"اونو، میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے کام کو سمجھ چکی ہے اور کسی بھی نئی لڑکی کے لئے کام سیکھنے میں وقت تو لگے گا ناں جب کہ ہم یہ افورڈ نہیں کر سکتے۔"

"ڈونٹ وری، میں نے اس پرابلم کا ایک حل سوچا ہے اگر تم مناسب سمجھو تو۔"

"کم آن مسز خان! کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ میری رائٹ ہینڈ ہیں اس کمپنی کو اس مقام تک پہنچانے میں جتنی کوشش اور محنت آپ نے کی ہے وہ بے مثال ہے۔"

"او کے او کے اب زیادہ مسکہ نہیں لگائیں اور میری بات سنیں۔"

"آفس میں ایک لڑکی ہے "ریمل افتخار زیدی"، تمہیں شاید یاد ہو کہ تقریباً چھ ماہ پہلے اس نے لون لیا تھا کمپنی سے، مل چکے ہو تم اس سے۔"

ان کے کہنے پر ایم ڈی کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں واضح ہوئیں۔

"ارے ہاں میں، وہ ڈرپوک اور بزدل سی لڑکی۔"

"جی ہاں وہی، لیکن حیرت انگیز طور پر وہ لڑکی بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ تھوڑے عرصے میں اس نے بہت کور کیا ہے۔ وہاں کام کرنے والے تمام ورکرز میں سب سے زیادہ کوالیفائیڈ اور محنتی لڑکی ہے۔ تو میں چاہ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے ایک چانس دیا جائے جب تک مس نوشابہ اپنی سیٹ پر نہیں آ جاتیں اسے ٹرائل پر رکھ لیا جائے۔"

"اوں، اینی ہاؤ، ایز یو وش، لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ ایسی لڑکیاں کم ہی امیدوں پر پوری اترتی ہیں، بزدل اور کم ہمت لڑکیاں۔"

"چیک کرنے میں کیا حرج ہے۔"

"او کے۔"

"تھینک یو میں جلد رپورٹ دوں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنی سیٹ پر پہنچ کر بیٹھنے سے پہلے انہوں نے بیل بجا کر چپڑاسی کو طلب کیا تھا جو ان کا آڈر لے کر فوراً ہی نکل گیا۔

"مے آئی کم ان میڈم!" تھوڑی دیر بعد وہ ان کے سامنے تھی۔

"آپ نے مجھے بلایا میڈم!" اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ کر وہ مسکرا دیں۔

"سیٹ ڈاؤن پلیز۔"

"آپ کے لئے ایک خوش خبری ہے مس زیدی!"

"خوش خبری۔" اس نے اچنبھے سے پوچھا تو انہوں نے ساری بات تفصیل سے اس کے گوش گزار کی وہ بہت خاموشی سے ان کی بات سن رہی تھی۔ وہ بات ختم ہونے تک بنا کسی تاثر کے بیٹھی رہی۔

"کیوں کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے میڈم لیکن میں سوچ رہی تھی کہ کانٹوں کے بستر پر ننگے بدن سونے والے کو ریشم کا لباس پہنا دیا جائے اور کہا جائے کہ سونا تمہیں اسی بستر پر ہے تو......"

Skorpio
FriendsKorner

''اوہ، ڈونٹ بی سلی، اتنی مایوسی اچھی نہیں ہوتی اور یہ تو صرف ایک چانس ہے اگر اس میں تمہاری پرفارمنس اچھی ہوگی تو تمہاری پرموشن کے چانسز بھی ہو سکتے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ اب تک کمپنی کا کتنا قرض اتار چکی ہو تم۔''

''چھ ماہ میں کتنا ہو سکتا تھا میڈم! آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں شاید۔'' اس نے سنجیدہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''تمہاری مسکراہٹ بہت خوبصورت ہے مسکرانے میں کنجوسی مت کیا کرو۔'' انہوں نے فرینکلی انداز میں اس کی تعریف کی تو وہ شرمندہ ہوگئی۔

''جانتی ہو اس سیٹ پر تمہاری سیلری کیا ہو گی۔'' اس کے سوال پر وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تو انہوں نے جواب دیا۔

''کم از کم بھی دس ہزار، مس نوشابہ کی بارہ ہزار تھی اور تم چونکہ ٹرائل پر ہو اس لئے لیکن اس میں تم اپنی محنت سے اضافہ کر سکتی ہو، ہو سکتا ہے کہ آگے چل کے تمہیں اس سے بھی بہتر سیٹ مل جائے۔'' وہ اسے خوابوں کی دنیا میں لے جانا چاہ رہی تھیں۔ لیکن وہ اپنی قسمت کی تاریکیوں سے اچھی طرح واقف تھی اس لئے محض استہزائیہ مسکرا کر خاموش ہوگئی۔

''اوکے وش یو بیسٹ آف لک، تم کل سے میرے ساتھ اس کمرے کو شیئر کر رہی ہو۔''

''تین ماہ۔'' اس نے سوچا۔

''چلو کچھ نہ کچھ تو قرض کا بوجھ سر سے اترے گا ناں۔''

گھر پہنچ کر اس نے ساری بات اماں کے گوش گزار کی تو بے اختیار ہی ان کے ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھ گئے۔

''یا اللہ تیرا شکر اور تو بھی خدا کا شکر ادا کر یہ نہ سوچ کہ تین مہینے بعد تجھے یہ سیٹ چھوڑنی پڑے گی۔ یہ تین مہینے بھی اللہ کی طرف سے غیبی امداد ہے۔ ان چھ مہینوں میں دس ہزار تو اتر گئے ہیں باقی ان تین مہینوں میں ہم دو افراد کی دو وقت کی روٹی کے لئے کچھ میری سلائی اور کچھ تمہاری تنخواہ کا حصہ دو ہزار ہی کافی ہیں۔ ہم روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کر لیں گے بس تو جلد از جلد اس قرض سے جان چھڑا لیکن اب زیادہ جان مارنے کی ضرورت نہیں ہے ٹائم سے گھر آ جایا کرنا دیکھو کیا حالت ہوگئی ہے تیری مجھے تو دن رات تیری فکر کھائے جاتی ہے۔''

وہ بہت خاموشی سے لیٹی اماں کی باتیں سن رہی تھی۔

''اماں! ابا کی کچھ خبر آئی؟''

''ہاں چرسیوں کے اڈے پر چھاپہ مارا تھا پولیس نے سب کو پکڑ کر لے گئے۔ باقیوں کو تو چھوڑ دیا پر تیرا باپ کوئی خاص بندہ تھا ان کا اس لئے بند ہو گیا ہے۔'' اماں نے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں بتایا تھا جب کہ اس کے دل پر منوں بوجھ آ گرا وہ ہی لیٹی کافی دیر تک آسمان پر اڑتے پرندوں کو اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھتی رہی اور مغرب کی اذان ہوتے ہی اٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کرنے لگی جو کہ اس کی زندگی کا سب سے اہم فریضہ تھا جسے وہ بہت دیانتداری سے ادا کرتی تھی۔

ٹائٹ ریڈ سلیولیس شرٹ بلو ٹراوزر میں ملبوس اونچی ہیل پہنے ایشائی نقوش اور یورپین رنگت کی وجہ سے وہ باہر آنے والے تمام مسافروں میں منفرد نظر آئی۔ انگلینڈ میں چونکہ وہ چند ایک بار پہلے بھی اسے مل چکا تھا اس لئے پہچاننے میں دقت نہ ہوئی وہ ٹک ٹک کرتی اس کے پاس آن رکی ہاتھ میں پکڑی تصویر کو دیکھا اور پھر اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔

''آئی ایم روز!'' اس نے ہاتھ بڑھایا۔

''آئی نو۔'' اس نے مسکرا کر ہاتھ تھاما۔

Skorpio
FriendsKorner

"آئی ایم" احزم حسن!"
"لیٹس گو۔" اس نے بے نیازی سے کہا تو وہ بھی "اوکے" کہہ کر ڈگی میں سامان رکھنے لگا اور ایک شانِ تفاخر سے فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔

"کیسا رہا آپ کا سفر۔" وہ گاڑی اسٹارٹ کرکے روڈ پر لے آیا۔
"فرسٹ کلاس۔"
"مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے آپ سے مل کر آپ بالکل میرے آئیڈیل کی طرح ہیں۔" انگلش لہجے میں بولا گیا اردو جملہ اس کی خوبصورت آواز پر بہت سوٹ کیا تھا وہ مسکرا دیا۔
"شاید آپ کو یاد نہیں، ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔"
"ریئلی۔" اس کی حیرت بجا تھی۔
ہزاروں دوستوں کے جھرمٹ میں رہنے والی کو ایک آدھ بار ملنے والی شخصیت کیسے یاد رہ سکتی تھی۔
"پاپا اور انکل کیسے ہیں۔" اس نے اس کی حیرت کو نظر انداز کیا۔
"ویری فائن۔"
"یو نو، میں تو یہاں آنا نہیں چاہ رہی تھی سنا ہے بہت بیک ورڈ سوچ ہے لوگوں کی یہاں، لیکن پاپا نے زبردستی بھجوایا ہے اور پھر انکل نے آپ کی تعریفیں کی کہ میں بھی انٹرسٹڈ ہو گئی۔" وہ بات مکمل کرکے کھلکھلا کر ہنس دی۔
"یوں تو پاپا کہہ رہے تھے آپ ایسے انسان ہیں جو مجھے سیدھے رستے پر لے آئیں گے۔"
"ویری فنی۔" اس نے اپنی بات کو خود ہی انجوائے کیا۔
"جب کہ میرے بوائے فرینڈز کا خیال ہے کہ میں تو بڑے بڑوں کا ایمان لمحوں میں متزلزل کر سکتی ہوں۔" اس نے ایک ادائے ناز سے کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ماتھے پر سلوٹ پڑ گئی اس تھوڑے سے وقت میں ہی وہ جان گیا تھا کہ وہ اچھی خاصی باتونی اور خود پسند لڑکی ہے بولنا اور بلا تکان بولنا اس کا محبوب مشغلہ ہے اور پھر سارے راستے وہ صرف ہوں ہاں ہی کرتا رہا۔
گھر پہنچ کر وہ اس سے پہلے دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکل آئی جب کہ اس نے باہر نکلنے سے پہلے سر کو ہلکا سا دبایا تھا۔
"پاپا کیا چن کر ہیرا تلاش کیا ہے آپ نے میرے لئے۔" اس نے تمسخرانہ انداز میں مسکرا کر سر جھٹکا اور باہر نکل آیا۔
"واؤ ویری فنٹاسٹک۔" اس نے وہیں کھڑے کھڑے وسیع و عریض لان پر نظر دوڑائی اور سراہے بنا نہ رہ سکی اس نے ملازم کو اشارہ کرکے سامان اندر لے جانے کو کہا۔ پاپا شائد ان کے ہی انتظار میں برآمدے میں کھڑی تھیں۔
"آپ کی ماما بہت گریس فل لیڈی ہیں۔"
اس نے اس کے ساتھ قدم بہ قدم چلتے ہوئے کہا تو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے تھینک یو کہنا پڑا۔
"آئی تھینک کہ اب تک مجھے یہاں کی ہر چیز اٹریکٹ کر رہی ہے آئی بلیو کہ میرا دل یہاں لگ جائے گا۔"
"تمہاری اردو کافی اچھی ہے۔" وہ جو کافی دیر سے کہنا چاہ رہا تھا آخر اسے موقع مل ہی گیا۔
"ریئلی؟ بٹ پاپا تو ابھی بھی سیٹس فائی نہیں ہیں۔" وہ ماما کے پاس پہنچ چکے تھے۔
"ہیلو آنٹی! اور سوری پاپا نے تو کہا تھا کہ سلام کرنا ہے۔ السلام وعلیکم آنٹی!"
ماما اس کی معصومیت پر مسکرا دیں اور بڑھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا وہ تو آج بہت خوش تھیں کہ ان کی ہونے والی بہو ان کے گھر آئی تھی جسے ان کے محبوب اور بہت ہی محترم شوہر نے ان کے ہونہار بیٹے کے لئے چنا

Skorpio FriendsKorner

تھا۔ وہ ایک بار پھر سٹارٹ ہو چکی تھی۔ وہ اسے وہیں چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ماما نے ڈنر کے لئے اچھا خاصہ اہتمام کر رکھا تھا اور اسے اصرار کر کے کھلا رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے آنٹی! کہ میں اتنا ہیوی ڈنر کر کے دنوں میں موٹی ہو جاؤں گی اور اگر ایسا ہوا تو یقیناً آپ کا یہ بیٹا مجھے فوراً ریجیکٹ کر دے گا جو کہ میں ہرگز نہیں چاہتی۔"

وہ ماما کے سامنے ایسی بات کرنے پر خجل سا ہو گیا۔

"آپ کا گھر بہت خوبصورت ہے آنٹی! لیکن پاپا نے مجھے بتایا تھا کہ ویسٹ میں لڑکیاں شادی سے پہلے سسرال میں نہیں رہتیں۔ اس لئے پاپا نے میرے یہاں آنے سے پہلے ہی میرے لئے یہاں ایک اپارٹمنٹ خرید لیا تھا۔ اس لئے میں آپ کو یہاں زیادہ دن بور نہیں کروں گی۔"

"لیکن بیٹا! آپ اکیلی وہاں کیسے رہیں گی۔"

"نو پرابلم آنٹی، میں تو بہت عرصے سے اکیلی رہ رہی ہوں، ماما اور پاپا کی ڈائیوس کے بعد دونوں میں جھگڑا رہتا تھا ماما مجھے اپنے پاس اور پاپا اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے اس لئے میں نے یہ جھگڑا ہی ختم کر لیا اور علیحدہ رہنے لگی اور ان لوگوں کا جب جی چاہتا آ کر مجھ سے مل جاتے لیکن وہاں کے پیرنٹس کے پاس بچوں کے لئے زیادہ وقت نہیں ہوتا اس لئے اب میں عادی ہو چکی ہوں اور اب تو اپنی پرائیوسی مجھے بہت عزیز ہو گئی۔ میری زندگی میں کسی کی مداخلت مجھے زیادہ پسند نہیں ہے۔"

اس کی باتوں کے جواب میں وہ محض اپنے بیٹے کو دیکھ کر رہ گئیں اور وہ نظریں چرا کر وہاں سے اٹھ گیا۔

"سر یہ ہیں، مس ریمل افتخار زیدی جنہوں نے آج ہی مس نوشابہ کی جگہ جوائن کیا ہے۔" مسز خان کے بتانے پر انہوں نے بہت اچٹتی سی نظر اس پر ڈالی۔

"اوکے، بٹ مسز خان انہیں آپ اس سیٹ کے کچھ مینرز اور ایٹی کیٹس سے بھی آگاہ کر دیجیے۔" انہوں نے کہا اور دروازہ کھولتے ہوئے چلے گئے جب کہ خفت کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مسز خان جو کہ اپنی سیٹ کے پاس کھڑی تھیں مسکرا کر اس کے پاس چلی آئیں۔

"میڈم! پلیز آپ یہاں کسی اور کو اپائنٹمنٹ کر لیجئے میں اس سیٹ کی اہل نہیں ہوں۔"

"کم آن یار! زیادہ ڈس ہارٹ ہونے کی ضرورت نہیں تمہیں کچھ زیادہ نہیں صرف اتنا کرنا ہے کہ اس بارہ بجاتی شکل پر تھوڑی سی فریش نس لاؤ اور سب سے پہلے تو اس تنبو سے جان چھڑاؤ اپنی۔" انہوں نے اس کی سیاہ چادر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

Skorpio FriendsKorner

"میڈم! اس سیٹ کے لئے اگر مجھے اپنی چادر جو کہ عزت اور وقار ہے عورت کا اتارنی پڑے تو سوری، مجھے یہ آفر قبول نہیں ہے۔" وہ اس سیٹ سے کچھ دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

میڈم چند لمحے اس کی طرف دیکھتی رہیں اور پھر شانوں سے تھام کر اسے سیٹ پر بٹھا دیا۔

"بیٹھو یہاں، میں تمہیں چادر اتارنے کے لئے نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ سمجھا رہی ہوں کہ تم سوٹ کے ہم رنگ چادر یا دوپٹہ بھی تو لے سکتی ہو۔" اس نے سوچتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔

"میں کوشش کروں گی میڈم!"

"ریمل تم نجانے کیوں پہلی ہی نظر میں مجھے اچھی لگی تھیں، عام لڑکیوں سے ہٹ کر بہت ڈری اور سہمی ہونے کے باوجود بہت نائس اور سوبر سی۔" وہ ان کے نرم اور اپنائیت سے بھرپور لہجے میں کہنے پر بہت شرمندہ سی ہو کر نظریں جھکا

گئی۔

اور پھر اس نے کچھ زیادہ وقت نہیں لیا کام سمجھنے میں مسز خان نے بہت ہیلپ کی تھی اس کی اور اب اس نے سارا کام سنبھال لیا تھا۔

"سر! پلیز یہ فائل چیک کر لیں۔" اس نے فائل ایم ڈی صاحب کے سامنے رکھی۔

"اوں، ہوں، ویری گڈ، آپ نے بہت جلد امپروو کیا ہے مس زیدی!" انہوں نے بے ساختہ تعریف کی تو وہ محض "تھینک یو سر!" کہہ کر خاموش ہو گئی وہ تیزی سے فائل میں موجود پیپرز پر سائن کرنے لگے۔

"اور وہ جو لیٹر میں نے کل آپ کو دیا تھا۔"

"یس سر! وہ کمپلیٹ ہے۔ یہ دیکھیں سر!" اس نے ایک اور فائل ان کی جانب بڑھائی۔

"او یس ویری گڈ، آپ کو معلوم ہے ناں منڈے کو میٹنگ ہے، اس کی تیاری کمپلیٹ ہے؟"

"یس سر! میں نے تمام سلائیڈز بنا لیں ہیں اور تمام کمپنیز کے لیٹرز علیحدہ علیحدہ فائل بنا کر انہیں سیف کر دیا ہے اور باقی بھی تمام پوائنٹس کو نوٹ کر لیا ہے۔" اس کا انداز بہت فارمل تھا۔

"ایکسیلنٹ، آپ تو بہت جینئس ہیں مس زیدی!"

"تھینک یو سر!" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ نے پہلے کسی اچھی جاب کے لئے اپلائی کیوں نہیں کیا جب کہ آپ تو کمپیوٹر کو بھی بہت اچھی طرح انڈرسٹینڈ کرتی ہیں۔"

"مجھے جاب کی بہت سخت ضرورت تھی سر اس لئے فوری طور پر جو سامنے آئی وہ کر لی۔" اس کا انداز بہت سپاٹ سا تھا۔ انہوں نے پہلی بار فائلیں اٹھاتی اس لڑکی کو غور سے دیکھا۔ انہوں نے نوٹ کیا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی مسکراتی تو وہ ضرور تا بھی نہیں تھی۔

جتنی تعریف وہ اب تک اس کی کر چکے تھے اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو خوشی سے پھولے نہ سماتا جب کہ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے سوا کوئی دوسرا تاثر نہیں تھا۔ وہ جا چکی تھی۔

"عجیب ڈل سی لڑکی ہے۔ عام لڑکیوں سے قدرے مختلف نہ کوئی شوق نہ کوئی فیشن۔" اور اگلے دن وہ اپنی لنچ مسز خان سے شیئر کیے بنا نہ رہ سکے۔

"بالکل صحیح اندازہ ہے تمہارا، لیکن دیکھا جائے تو یہ ہمارے لئے بہت بہتر ہے۔ مس نوشابہ یہ کام تو ٹھیک ہی کر رہی تھیں، لیکن اکثر لیٹ آتیں تھیں اور کبھی ان کا ہیئر سٹائل خراب ہو جاتا تو کبھی لپ اسٹک جنہیں سنوارنے میں بہت سا ٹائم ویسٹ کر دیتی تھیں۔ جب کہ مس زیدی جب تک آفس میں ہوں ایک سیکنڈ بھی ضائع کیئے بغیر کام کرتیں ہیں۔" مسز خان نے مسکراتے ہوئے دل کھول کر تعریف کی تھی۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن حنا جی اس دور میں یہ سب بہت ڈفرنٹ نظر آتا ہے آج لوگ گلیمر کو زیادہ پسند کرتے ہیں خوبصورت ماڈل کی ایک مسکراہٹ دیکھنے کے لئے بہت دور دور سے چلے آتے ہیں جب کہ سنجیدہ اور خشک رویے دوسروں کو متوجہ نہیں کرتے۔"

"آپ اس کی فکر چھوڑو ہمیں اسے ریسپشن پر تو کھڑا نہیں کرنا آپ کے اور میرے ساتھ ہی کام کرنا اور ہماری ڈیمانڈ تو صرف کام ہے اور وہ بہت محنت سے کر رہی ہے۔"

"ہاں یہ تو ہے مان گئے آپ کی چوائس کو۔"

اس عرصے میں وہ یہ بات اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ ایم ڈی صاحب اور مسز خان صرف افسر اور ماتحت ہی نہیں اچھے دوست بھی تھے۔ اچھی خاصی انڈرسٹینڈنگ تھی دونوں کے درمیان اکثر کام کی زیادتی کے باعث وہ لنچ بھی اکٹھے ہی کرتے تھے کوئی اہم ڈسکشن کرنا ہوتی تو وہ چائے

Skorpio FriendsKorner

کا آڈر لے کر ایم ڈی صاحب کے آفس جانے سے پہلے اسے آفر کرنا نہ بھولتیں جسے وہ بڑی خوبصورتی سے رد کر دیتی وہ یہاں آنے کے بعد ہی اپنی پہلی کولیگز کو نہیں بھولی تھی وہ ان کے ساتھ ہی لنچ کرتی۔ تھوڑی سی گپ شپ بھی ہو جاتی کہ ماحول کی اجنبیت سے اس کا ذہن جو تھوڑا بوجھل ہو جاتا وہ بھی فریش ہو جاتا تھا۔

دن رات کا یہ چکر جاری تھا تین ماہ مکمل ہونے میں صرف دس دن باقی تھے پھر اسے یہ سیٹ چھوڑنا تھی وہ کچھ اب سیٹ تھی۔

''اداس کیوں ہو تمہارا کام بورڈ آف ڈائریکٹرز کی نظروں میں آ چکا ہے یقیناً وہ تمہارے لئے کوئی اچھا فیصلہ کریں گے۔''

''میڈم! میں اس سیٹ کے لئے پریشان نہیں ہوں بلکہ آپ کے ساتھ کام کرنا اچھا لگ رہا تھا۔''

''ہاں شاید میں بھی تمہاری عادی ہو گئی ہوں مس نوشابہ دو سال سے میری ہیلپر رہی ہیں لیکن ان کے ساتھ وہ محبت اور اپنائیت نہیں ہو سکی جو میں تمہارے لئے فیل کرتی ہوں۔''

''میڈم! ایک بات پوچھوں آپ برا تو نہیں مانیں گی۔''

''اگر برا ماننے والی بات ہوئی تو ضرور مانوں گی۔'' انہوں نے مسکرا کر کہا۔

''پھر رہنے دیں۔''

''ارے نہیں تم پوچھو میں برا نہیں مانوں گی۔'' وہ ہنس دیں۔

''ایم ڈی صاحب کے ساتھ آپ کی......''

اس کے جھجک کر پوچھنے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دیں۔

وہ آج یہ بات کلیئر کرنا چاہتی تھی کیونکہ دوسروں کی نظر میں جو بھی ہو لیکن اس نے جو محسوس کیا تھا وہ محض دوستی ہی نہیں کوئی بہت مقدس اور محترم رشتہ تھا کیونکہ دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لئے نظر آتے جذبات بہت پاکیزہ تھے اور پھر مسز زخان تفصیل سے اسے اپنے بارے میں بتانے لگیں۔

وہ جب سے آئی تھی ہر وقت اس کے سر پر سوار رہنے کی کوشش کرتی صبح تو جب وہ آفس جاتا وہ سو رہی ہوتی لیکن لنچ ٹائم میں آن دھمکتی تھی۔ لنچ اور پھر آؤٹنگ، اس کا اچھا خاصہ ٹائم ویسٹ ہو جاتا۔

رات کو وہ تھکا ماندہ گھر آتا تو اس کی کوشش ہوتی کہ جلد از جلد سو جاؤں لیکن وہ چاہتی تھی کہ وہ دیر تک اس کے ساتھ جاگے لانگ ڈرائیو اور بلا گلہ کرے جب کہ وہ یہ سب افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ شروع کے چند دنوں میں تو اس کی حسب خواہش یہ سب کیا لیکن اب وہ مزید اس کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔ بہت سی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہر روز اس کے آفس چلے آنے پر پورا سٹاف اس سے اس کے رشتے کی نوعیت جان چکا تھا بلکہ روز نے خود الاعلان سب کو یہ بات بتائی تھی اور جانے کیوں ان سب کے سامنے اسے شرمندگی کا احساس ہوتا تھا۔ شائد اس کی وجہ اس کا لباس اور اس کا لائف سٹائل تھا۔ اس کے ساتھ آفس سے باہر نکلتے ہوئے لوگوں کی معنی خیز مسکراہٹ اسے الجھن میں مبتلا کر دیتی۔ وہ اس کے مزاج کے بالکل برعکس تھی۔ اسے ایسا لگتا جیسے سب کی آنکھیں اس سے پوچھ رہی ہوں کہ ''احزم حسن گیلانی'' کیا یہ تھا تمہارا ٹیسٹ'' لیکن اس سب کے باوجود وہ دوٹوک انداز میں اسے منع بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ شروع کے چند دنوں میں ہی اس کی ضدی اور خود سر طبیعت سے واقف ہو گیا تھا اور ایسے انسانوں کو کیسے ڈیل کیا جاتا ہے وہ بخوبی جانتا تھا اس لئے وہ اسے بہت مناسب الفاظ میں نرمی سے سمجھا رہا تھا۔

''دیکھو روز! میں نے ابھی نیا نیا بزنس سٹارٹ کیا ہے۔ فقط چار سال ہوئے ہیں اور ان

Skorpio FriendsKorner

چار سالوں میں، میں نے دن رات ایک کیا ہے، بہت محنت کی ہے میں نے بزنس کی دنیا میں قدم جمانے کے لئے۔ میرا بزنس اس فیلڈ میں ابھی بھی بالکل نوزائیدہ بچے کی طرح ہے۔ بزنس فیلڈ میں سروائیو کرنے کے لئے میں نے اپنی زندگی کا سب سے اہم کام پس پشت ڈال رکھا ہے۔"

"سو واٹ، آخر تمہیں ضرورت کیا ہے یہ سب کرنے کی انکل کا اتنا پھیلا ہوا بزنس آخر تمہارا ہی تو ہے تو پھر آخر تمہیں کیا ضرورت ہے اتنی محنت کی۔"

"بے شک پاپا کا سب کچھ میرا ہے، لیکن میں پکا ہوا پھل کھانے کا عادی نہیں ہوں اپنی محنت کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔ صرف پاپا کے نام سے نہیں اپنے نام سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں، اینی وے یہ سب تمہیں بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ابھی میں تمہیں زیادہ وقت نہیں دے سکتا اور میرا تم سے بھی یہی مشورہ ہے کہ تم بھی اپنا وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کوئی جاب کرلو۔ خود کو تھوڑا بدلنے کی کوشش کرو یہاں کے ماحول کے مطابق تھوڑا ڈریس چینج کرو۔"

"واٹ جاب، ڈریس چینج۔ مسٹر احزم وہاں پاپا کے ساتھ بھی میرا یہی اختلاف تھا کیونکہ بزنس جاب وغیرہ میرا مائنڈ نہیں ہے اور تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں تمہاری خاطر خود کو بدل لوں گی۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔" وہ انگریزی میں چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔

"نہیں میں نے یہ کب کہا۔" وہ اس کی بات پر گڑبڑا گیا۔

"دیکھو میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ٹھیک ہے اگر تم جاب کرنا نہیں چاہتیں تو اپنی پڑھائی دوبارہ سے شروع کرلو کوئی اگر وہ بھی نہیں تو کوئی بوتیک یا کوئی بیوٹی سیلون کھول لو۔" وہ بہت رسان سے بولا کہ وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ پاپا کے سامنے کسی بھی امتحان میں فیل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس کی کوئی بھی بات سننے کے لئے تیار نہ تھی۔

"میرا خیال ہے کہ مسٹر احزم حسن کہ میں اپنے فیصلوں میں خود با اختیار ہوں مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں یہ میں تم سے بہتر جانتی ہوں۔" اس نے کہا اور پاؤں پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

"یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے بھئی۔" وہ سر تھام کر رہ گیا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کسی بھی انسان کو زبردستی پکڑ کر کسی دوسرے رستے پر نہیں چلایا جا سکتا تھا آہستہ آہستہ بالکل غیر محسوس طریقے سے ہی وہ اسے اپنی راہ پر لا سکتا تھا۔ لیکن ابھی اس سب کے لئے اس کے پاس بالکل وقت نہیں تھا صرف ایک اس کی وجہ سے اپنا اور اپنے باپ کا نام نہیں ڈبو سکتا تھا اسے بھی اپنے باپ کی طرح بزنس میں نام پیدا کرنا تھا جس کے لئے اس نے اپنا ہر اہم کام پس پشت ڈال رکھا تھا۔

"یہ لیجیے جناب یہ رہا مسز نوشابہ کا استعفیٰ۔" مسز خان نے بہت خوبصورتی سے مسکراتے ہوئے ایم ڈی صاحب کو آگاہ کیا۔

"ہاؤ ویری سٹیرینج، آپ کی تو دلی مراد بر آئی مسز خان کانگریچولیشن، مس زیدی کو یہ خوشخبری دی آپ نے۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے مطمئن سے انداز میں بولے کہ وہ بھی تو اس کے کام کرنے کے سٹائل سے خاصے مرعوب تھے۔

"نہیں ابھی نہیں اپائمنٹ لیٹر ہی دوں گی اس کے ہاتھ میں۔"

"ویسے بہت لک ہے اس لڑکی کی۔"

"ہاں واقعی، ورنہ کچھ عرصہ پہلے میرے کمرے میں داخل ہونے والی اس لڑکی کے متعلق کون کہہ سکتا تھا کہ وہ ہمارے لئے اتنی اہم ہو جائے گی کہ ہم خود اسے یہاں روکنے کی کوشش کریں گے نجانے اس لڑکی میں سادگی اور سنجیدگی کے باوجود کیا خاص بات ہے کہ دل خود بخود اس

Skorpio FriendsKorner

کے لئے کچھ کرنے کو چاہتا ہے۔"

"ہاں اور شاید اسی لئے آپ نے کمپنی سے لون لینے میں اتنی مدد کی تھی ورنہ کمپنی کی حالت سے آپ بھی اچھی طرح واقف تھیں۔"

"ہاں نجانے کیوں اور مجھے تو حیرت اس وقت ہوئی جب اس کی اپلی کیشن پر آپ نے بلا تامل سائن کر دیئے۔"

"شاید اس کی بیچارگی پر ترس آ گیا تھا۔ اینی وے جایئے آپ جا کر انہیں یہ خبر سنائیں۔" اور وہ فوراً ہی وہاں سے اٹھی تھیں۔

اور وہ گنگ سی اپائنٹمنٹ لیٹر کو تھامے دیکھتی رہ گئی اور پھر اس کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہہ نکلے اور پھر جیسے زندگی کو تمام واہموں سے نجات مل گئی تھی۔ وہ جو ہاتھ کو بہت روکتے ہوئے آدھے سے زیادہ قرض ادا کر چکی تھی اب آدھی تنخواہ نکلوانے لگی۔ اپنے لباس پر توجہ دینے کے بعد اس کی پہلی ترجیح گھر کی بنیادی ضرورتیں تھیں۔ جنہیں وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہمیشہ نظر انداز کرتی آئی تھی اور پھر دن رات کی تگ و دو اور محنت سے ان کی کمپنی کو اچھا خاصا پرافٹ ہوا تھا جس کی خوشی میں ایم ڈی صاحب نے الاؤنسز تمام ورکرز کو دیئے تھے۔

گھر آتے ہی اس نے شکرانے کے نوافل ادا کئے تھے اس کی اتنی ڈھیروں کامیابیوں کے باوجود بھی راحیلہ کافی عرصے سے نہ آ سکی تھی۔ آج وہ اس کی ترقی اور کامیابی پر مبارکباد دینے آئی تھی۔

"کیا بات ہے آپا بہت ویک لگ رہی ہیں آپ۔" اس نے تنقیدی نظروں سے اس کا جائزہ لیا۔

"نہیں تو، میں تو ٹھیک ہوں، کافی عرصے بعد دیکھا ہے نا تم نے اس لئے اور کچھ کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک جاتی ہوں شائد اس لئے بھی۔"

"کیوں کیا کام بہت زیادہ ہوتا ہے۔" اس نے فکرمندی سے کہا، ان دونوں بہنوں میں بہت محبت کے ساتھ ساتھ بہت دوستی بھی تھی۔ انہوں نے گہری سانس لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"سارے گھر کا کام مجھے تنہا کرنا پڑتا ہے، ساس صاحبہ کہتی ہیں۔ غریب گھر کی لڑکی اس لئے لائی ہوں کہ گھر سنبھالے ورنہ اپنے پڑھے لکھے بیٹے کے لئے تو وہ امیر گھرانے کی زیادہ جہیز لانے والی بہو لانا چاہتی تھیں۔" انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں آپا وہ بھی تو آپ کی ماں ہیں۔ ان کی خدمت کرنا آپ کا فرض ہے اور پھر آپ کے تو سارے دیور ہی ہیں جو کہ صبح کے نکلے شام کو ہی گھر آتے ہوں گے۔" اس نے اس کی دلجوئی کی تو وہ مسکرا دی۔

"تم بہت اچھی ہو ریمل میری جان اس لئے لوگوں کے رویوں کا اندازہ نہیں ہے تمہیں۔ خیر تم پریشان مت ہو میں اپنے گھر بہت خوش ہوں شہزاد بہت اچھے ہیں۔ بہت خیال رکھتے ہیں میرا، لیکن چونکہ گھر کے بڑے بیٹے ہیں تو ان کے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بہت بوجھ ہے اس لئے مجبور ہیں۔ بہرحال خدا سے امید اچھی رکھنی چاہیے۔" انہوں نے مسکرا کر تسلی بھرے انداز میں کہا۔

"گڈ، چلیں اماں کے پاس کچن میں چلتے ہیں۔"

"اماں کتنی بار آپ سے کہا ہے کہ میں خود ہی آفس سے آ کر کھانا بنا لیا کروں گی لیکن آپ ہیں کہ منع ہی نہیں ہوتیں۔" اس نے ان کو چولھے کے پاس سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ارے سارا دن گھر کے کام اور پھر سلائی کڑھائی میں مغز ماری کرتیں ہیں میرے ہوتے ہوئے تو کچھ آرام کر لیا کریں۔"

Skorpio FriendsKorner

"تو کون سا فارغ بیٹھ کر آتی ہے جو تجھے آتے ہی چولہا جھونکنے پر لگا دیا کروں۔"

"گھر کا کام تو ویسے بھی جو دو لڑکیاں سلائی سیکھنے آتی ہیں۔ جھٹ پٹ کر دیتی ہیں دو بندوں کا کام ہی کتنا ہوتا ہے۔" وہ ابھی بھی دھنیا صاف کرنے میں لگی تھیں۔

"دیکھ لیں آپی اماں کو میں نے منع بھی کیا ہے کہ اب یہ سلائی کڑھائی کے عذاب سے جان چھڑا لیں ساری زندگی یہی مصیبتیں جھیلتے گزر گئی ہے اب تو کچھ آرام کر لیں میری تو یہ سنتی ہی نہیں ہیں۔"

"ارے پگلی اب میں کہاں سلائی کرتی ہوں بچیاں بیچاری سیکھنے آ جاتی ہیں اور پھر جن لوگوں کے اتنے برس کپڑے سیئے ہیں بہت بھروسہ کرتے ہیں ایک دم سے تو ان کو منہ توڑ جواب نہیں دے سکتی ناں۔" انہوں نے دھنیا سالن میں ڈالا۔

"اچھا چلیں بس کریں، آپ اپنی بیٹی کو لے جائیں اور آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں میں اتنی دیر میں پھلکے اتارتی ہوں۔"

"کھانا ادھر برآمدے میں ہی لگا لینا شہزاد بھی آئے گا راحیلہ کو لینے سب اکٹھے ہی کھا لیں گے۔" وہ کہتی ہوئیں باہر نکل گئیں اور وہ "جی اچھا" کہہ کر مہارت سے روٹی بیلنے لگی۔

آج وہ خود کو بہت ریلیکس فیل کر رہا تھا۔ جس کاروبار کو بڑھانے میں اس نے دن رات محنت کی تھی وہ اب ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا۔ وہ آج ہی چار روز کے دورے سے بیرون شہر سے واپس آیا تھا۔ اس کا یہ ٹور توقع سے زیادہ کامیاب رہا تھا۔ سب نے اسے بہت بہت مبارکباد پیش کی تھی۔ اس کی اس کامیابی کا سنتے ہی رضیہ جنید نے ایک زبردست ٹریٹ کا مطالبہ کر دیا تھا اور اس نے اسے پی سی میں ڈنر کے ساتھ ساتھ ڈھیروں شاپنگ بھی کروائی تھی۔ ہر ویک اینڈ پر اس کے آفس سے آنے سے پہلے ہی رضیہ جنید ان کے گھر موجود ہوتی تھی اور وہ ساری شام اس کے ساتھ بیڈمنٹن کھیلتے ہوئے گزارتا۔ وہ ایک بہترین پلیئر تھی۔ مہنگے ترین ہوٹلوں میں کھانا اور بڑے بڑے شاپنگ پلازہ سے شاپنگ کرنے کا کریز تھا۔ وہ ایک کلب بھی جوائن کر چکی تھی۔ وہ ابھی تک کوشش کے باوجود اسے اپنی راہ پر نہیں لا سکا تھا۔ کچھ مانو اور کچھ منوانے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے وہ اس کا ہر اس جگہ پر ساتھ رہنے کی کوشش کرتا جس کا اسے جنون کی حد تک شوق تھا لیکن وہ اس کی بات کو ہمیشہ ہاتھ جھٹک کر اڑا دی۔

"پلیز زری تمہارے جیسے انسان کے منہ سے ایسی باتیں سوٹ نہیں کرتیں۔" اور وہ اپنا سر تھام کر رہ جاتا۔ لیکن اسے پاپا کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو نبھانا تھا۔ لیکن اس سے بھی پہلے دل ہی دل میں اپنی ماں کے ساتھ کیئے گئے عہد کو نبھانا زیادہ ضروری تھا اور وہ جو بات دل میں ٹھان چکا تھا اس پر عمل درآمد کرنے کا یہی مناسب وقت لگا تھا اسے۔

آج چھٹی کا دن اس نے بھرپور طریقے سے گزارہ تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر سوئی تو دن چڑھے ہی اٹھی پرتکلف سے ناشتے کے بعد اس نے گھر کی صفائی کرنے کا سوچا اور پھر جٹ گئی۔ اماں کو شاید آج ہی کسی کے کپڑے سلائی کے دینے تھے اس لئے وہ مسلسل سلائی میں مصروف تھیں۔ مکمل صفائی سے فارغ ہو کر اس نے ابلی ہوئی چنے کی دال کو تڑکا لگایا اور چاولوں کو دم دے کر خود نہانے کے لئے باتھ روم میں گھس گئی۔ اتنے میں اماں بھی اپنے کام سے فارغ ہو گئیں تھیں۔ وہ باتھ روم سے نکلتے ہی سیدھی کچن میں گئی پیاز کے باریک لچھے بنائے دھنیے اور پودینے کی چٹنی کی پلیٹ میں چمچ رکھ کر برآمدے میں رکھی ٹیبل پر کھانا

Skorpio
FriendsKorner

لگایا۔

"بس اماں جلدی سے آجائیں، اب مزید صبر نہیں ہوتا۔ چوہوں نے پیٹ میں ریس شروع کردی ہے۔" اس نے بالوں میں لپٹا تولیہ اتار کر کرسی کی پشت پر ہی پھیلا دیا اور بیٹھ گئی۔

"میں تھوڑی دیر بعد کپڑے دینے جاؤں گی ہوسکتا ہے مجھے کچھ دیر ہوجائے۔"

"اچھا۔" وہ جلدی جلدی کھانے میں مصروف تھی۔

"کیا ہوگیا ہے تجھے آرام سے کھا۔"

"اماں بہت بھوک لگی ہے، ایک ہی تو دن ہوتا ہے جب مکمل آزادی ہوتی ہے وہاں تو بس کچھ مت پوچھیں ایم ڈی صاحب کو تو اپنے بزنس کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔"

"اور تیرا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ ایک دن بھی ٹک کر نہیں بیٹھی گھر میں۔"

"لیکن اماں ذرا یہ بھی تو سوچو کہ اگر میں گھر کے کام نہ کروں تو کل کو ہڈ حرام اور پھوہڑ کہلوائی جاؤں گی اور میری اتنی سگھڑ اماں کی بدنامی ہوگی جو مجھے منظور نہیں ہے۔" آج وہ خاصے فریش موڈ میں تھی اور ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا تھا۔

"اچھا زیادہ مسکے نہ لگا اور یہ برتن سمیٹ لے۔" اس نے برتن سمیٹے اور کچن میں چلی گئی اور جب واپس آئی تو چائے کے دو مگ اس کے ہاتھ میں تھے۔

"چائے کچھ زیادہ نہیں پینے لگی تو۔"

"آفس میں اتنی سر کھپائی کے بعد چائے بھی نہ پیؤں تو پھر میں تو گئی کام سے۔"

"اچھا اگر لیٹنا ہو تو کنڈی لگا کر لیٹنا میں جا رہی ہوں۔" وہ کپڑے طے کرکے شاپروں میں ڈالتے ہوئے اسے نصیحت کر رہی تھیں۔

"آپ کو زیادہ دور جانا ہے تو رکشہ لے لیجئے گا۔" اس نے بھی دروازہ بند کرتے ہوئے ہدایت جاری کی اور اندر آکر کھلے بالوں کو برش کرکے ہلکی پھلکی چٹیا بنا کر بینڈ لگایا اور پھر بہت ریلیکس موڈ میں لیٹ کر تکیے کے نیچے رکھا میگزین نکالا اور ورق گردانی کرنے لگی اور نجانے کب اس کی آنکھ لگی جو کہ مسلسل ہوتی دستک پر ہی کھلی تھی۔ اس نے آنکھیں ملتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا۔ شام کے پانچ بج رہے تھے۔ شائد اماں آگئیں تھیں اس نے دوپٹہ شانے پر لٹکایا اور باہر آگئی لٹوں کی صورت میں بکھرے چھوٹے چھوٹے بالوں کو ہاتھ سے سمیٹتی آگے بڑھی اور "کون" پوچھنے کے ساتھ ہی دروازہ کھول دیا اور وہی آنکھیں جو کھلنے میں ہی نہ آرہی تھیں اماں کی بجائے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر پھٹ پڑیں۔

"سر! آپ۔" اس کی حیرتوں میں ڈوبی آواز ابھری۔

اور وہ بھی تو حیرت سے گنگ کھڑا تھا وہ جو اس کا باس تھا۔ احزم حسن گیلانی اس کی کمپنی کا ایم ڈی، جس سے وہ ہر روز ملتی تھی ہر دوسرے منٹ اسے اس کے آفس میں جانا پڑتا تھا اور وہ بالکل بھی نہیں گھبراتی تھی بہت اعتماد سے بات کرلی تھی۔ لیکن آج اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے دیکھ کر وہ بری طرح حواس باختہ ہوئی تھی۔

"سر! آپ یہاں کیسے۔" اس نے تیزی سے سر پر دوپٹہ جماتے ہوئے پوچھا تو وہ چونکا۔

"تم...... آپ...... یہ گھر۔" اس نے اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر اس کی طرف دیکھنے لگی اور پھر جیسے وہ سنبھل گیا تھا۔

"کیا یہ عبدالمتین صاحب کا گھر ہے۔" اس نے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ج...... جی سر!"

"کیا میں اندر آسکتا ہوں۔" اس نے اپنے معمول کے انداز میں پوچھا۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا کہے لیکن پھر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

Skorpio FriendsKorner

"آیئے۔" وہ اسے لئے اندر آ گئی۔

"بیٹھیے سر!" اس نے برآمدے میں رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"خیریت سر! آپ خود یہاں......" وہ ابھی تک بوکھلائی ہوئی اور پریشان تھی۔ جب کہ اس نے بہت پرسوچ نگاہ اس پر ڈالی۔

"کیا راشدہ بی بی یہی رہتی ہیں۔"

"جی سر! یس، یس سر یہیں رہتی ہیں۔"

"تو آپ یہاں......"

"راشدہ بی بی میری مدر اور عبدالمتین میرے نانا ہیں سر! لیکن آپ یہ سب......"

"او آئی سی۔" اس نے ہونٹ سکیڑ کر ایک طویل سانس خارج کی تھی اسی لمحے دروازے پر کھٹکا ہوا اور اماں اندر آ گئیں۔

"ریمل کون آیا ہے، باہر اتنی بڑی گاڑی کھڑی ہے۔" اماں نے پھولے ہوئے سانسوں سمیت چھوٹا سا صحن عبور کرتے ہوئے پوچھا اور پھر ان کی نظر سامنے ہی براجمان شخص پر جم گئی۔

"اماں یہ......" لیکن اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"السلام وعلیکم!" اس کے سلام کا جواب ان کی حیرانگیوں کی نظر ہو گیا۔

"کون ہو تم بیٹا!"

"آنٹی میں، مجھے عبدالمتین صاحب سے ملنا ہے۔" اس نے رک رک کر بغور ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کتنی مشابہت تھی ان کی ماما کے ساتھ۔ اماں نے گہری سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا شاپر ایک طرف رکھا اور ریمل کو پانی لانے کا کہا اور وہ بھی ابھی تک الجھنوں میں گری تھی پانی لینے چلی گئی۔

"تم نے بہت دیر کر دی ہے بیٹا! آنے میں۔" ان کے کہنے پر اس نے اچنبھے سے ان کی طرف دیکھا جب کہ انہوں نے گلاس منہ سے لگا لیا۔

"ان کو تو اس دنیا سے رخصت ہوئے دو سال ہونے کو آئے۔"

"او مائی گاڈ!" وہ سر تھام کر بیٹھ گیا چند لمحے وہ یونہی خاموشی سے بیٹھا رہا اور پھر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"بہت برا ہوا بہت برا، کیسے بتاؤں گا میں انہیں۔"

"اُف۔" اس کی حالت بتاتی تھی کہ اسے بہت دکھ پہنچا ہے۔ ریمل آنکھوں میں حیرانی سمیٹے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کسے بیٹا! اور کون ہو تم کیسے جانتے ہو بابا کو؟" ان کے پوچھنے پر وہ چند لمحے خاموشی سے ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر جب بولا تو اس کی آواز بہت گہرائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"میں...... آنٹی...... میں۔" وہ جیسے بول نہ پا رہا تھا۔

"میں احزم حسن، احمد حسن گیلانی کا بیٹا! آپ کی بہن کا سلمیٰ کا بیٹا، آپ کا بھانجا۔" اماں حیرانی و بے یقینی سے اسے دیکھتی چلی گئیں۔

"جی ہاں۔" اس نے دوبارہ اثبات میں سر ہلایا۔

"م...... میرا بھانجا، سلمیٰ آپا کا بیٹا۔" وہ اس کی طرف بڑھیں اور اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"میرا بچہ، میرا احزم۔" اماں کے آنسو مسلسل جاری تھے۔

"اتنا بڑا ہو گیا۔" انہوں نے ماتھا چوما کندھے اور بازوؤں کو ٹٹولا اور اس کا لمبا چوڑا وجود اپنے ناتواں بازوؤں میں بھرنے کی ناکام کوشش کی اور وہ بھی تو اس وقت بالکل معصوم بچہ لگ رہا تھا۔ جب کہ ریمل ایک شاک کی کیفیت میں کھڑی تھی۔

"اتنے برسوں بعد کیسے ہماری یاد آ گئی، آپا کہاں ہیں وہ تو ہمیں بھول ہی گئی پلٹ کر خبر ہی

Skorpio FriendsKorner

نہ لی۔ کس کس سے نہیں پوچھا میں نے اس کا کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا میں نے اسے۔'' وہ مسلسل رو رہی تھیں۔

''کیسی ہے وہ، وہ خود کیوں نہیں آئی؟''

''وہ بالکل ٹھیک ہیں نانا جان اور آپ کو بہت یاد کرتی ہیں۔ بہت اداس رہتی ہیں وہ۔''

''مجھے اس کے پاس لے چلو بہت جدائی سہہ لی اس کی اب نہیں سہی جاتی۔ بابا کی طرف سے میں اس کے پاؤں پڑ کر معافی مانگ لوں گی بہت ناراض ہو گی ناں وہ ہم سے بس مجھے اس کے پاس لے چلو میں خود ہی منا لوں گی اسے۔''

''چلیئے۔'' وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں ساتھ لگائے آگے بڑھ گیا اور وہ جو بالکل ساکت کھڑی ان کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی چارپائی پر دھڑام سے بیٹھ گئی۔ وہ دونوں ہی شائد جذبات کی رو میں بہہ کر اسے بھول گئے وہ بہت گہرا اور طویل سانس لے کر حواسوں میں واپس آئی تھی۔ وہ یہاں رہ کر بھی وہاں ہونے والے جذباتی منظر سے بخوبی واقف تھی اور اچھی طرح جانتی تھی کہ اب اماں کی واپسی اتنی جلدی ممکن نہیں۔

اور واقعی ان کی واپسی بہت رات گئے ہوئی تھی اور جب سے آئیں تھیں وہاں کی باتیں ہی کرتی جا رہی تھیں۔

''میرا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا آنے کو پر تیرے خیال سے چلی آئی ہوں ورنہ کتنا روکا تھا سلمٰی نے یہ بھی کہا کہ احزم جا کر لے آئے گا تجھے پر وہ سو گیا تھا مجھے تو ان کا ڈرائیور چھوڑ کر گیا ہے۔'' انہوں نے کہا تو اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھا لیکن وہ اپنی ہی رو میں بولے جا رہی تھیں۔

''یہ اتنا بڑا گھر ہے ان کا، لمبی لمبی گاڑیاں کھڑی ہیں، کھانے والے دو ماں بیٹا لیکن ٹیبل بھری ہوئی تھی، کیسے راج کر رہی ہے آپا سونے کی انگوٹھیاں، بالیاں اور اتنے موٹے موٹے کنگن اور ایک ہم بدنصیب ہیں۔'' انہوں نے لمبی آہ بھری۔

''جنہیں کانچ کی چوڑیاں بھی نصیب نہیں۔''

''اماں کیا ہو گیا ہے آپ کو۔'' اس نے انہیں ہلایا۔

''ہاں اور کیا کہوں، باپ کی لاج رکھ کر بھی بدنصیب رہی، ایسا لگتا ہے جیسے اس کے لئے کی گئی ساری بددعائیں مجھے ہی لگ گئیں ہیں۔''

''اماں پلیز، یہ سب قسمت کے کھیل ہیں، ماں باپ بھی بھلا اولاد کو کبھی دل سے بددعا دیتے ہیں۔''

''اچھا چل سو جا ساری رات بیت گئی پتہ نہیں ہی نہ چلا۔'' انہوں نے کروٹ بدلی، لیکن آج آنکھوں میں نیند کہاں تھی دونوں ہی اپنی اپنی سوچوں میں گم تھیں جب فجر کی اذانیں ہونے لگیں۔

Skorpio
FriendsKorner

صبح آفس جاتے ہوئے اس کے احساسات بہت عجیب سے تھے دل نہ چاہنے کے باوجود بھی وہ آفس چلی آئی تھی۔ لیکن صبح سے ایک بار بھی اس کے کمرے میں نہیں گئی تھی اس کا سامنا کرنے کے خیال سے ہی اس کا دل بار بار ڈوب کر ابھر رہا تھا۔ بلندیوں پر کھڑا شخص اس کا فرسٹ کزن تھا اور وہ خود کیا تھی اس کی ایک معمولی ملازمہ نجانے آنے والے وقت میں اس کا رویہ اس کے ساتھ کیسا ہوتا۔ وہ کوشش کے باوجود بھی ابھی تک اپنے ہاتھوں کی لرزش اور قدموں کی لڑکھڑاہٹ پر قابو نہ پا سکی تھی۔

''عبدل یہ فائلیں صاحب کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو کہ انہیں چیک کر کے سائن کر دیں۔'' وہ پہلے بھی دن میں کئی بار عبدل سے ایسے کام کروائی تھی لیکن آج نجانے کیوں ایسے

کہتے ہوئے اسے کسی چوری کا سا احساس ہوا تھا۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نہیں تم رہنے دو میں خود ہی لے جاتی ہوں۔'' وہ ہمتیں مجتمع کرتی باہر نکل گئی۔

''مے آئی کم ان سر!'' اس نے حسب معمول پوچھا۔

''او یس کم ان پلیز۔'' اس نے خوش اخلاقی کے ریکارڈ توڑے۔ وہ تھوڑا سا گھبرائی لیکن اگلے ہی لمحے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے مضبوطی سے قدم جماتی آگے بڑھی۔

''سر! یہ کچھ فائلز ہیں انہیں چیک کر لیں اور یہ چند لیٹرز بھی ہیں۔ ان پر آپ کے سائن ہونے والے ہیں۔'' اس نے سپاٹ سے انداز میں کہتے ہوئے فائلیں اس کے سامنے رکھیں۔

''کیسی ہیں آپ؟'' اس نے ان کی ورق گردانی کرتے ہوئے پوچھا۔

''فائن سر!'' سنجیدگی سے جواب دیا۔

''اور آنٹی کیسی ہیں۔'' وہ مصروفیت کے باوجود پوچھ رہا تھا۔

''وہ بھی ٹھیک ہیں سر!'' اس کا انداز بدستور قائم تھا۔ کام ختم ہوتے ہی اس نے فائلیں سمیٹیں اور فوراً ہی واپس چلی گئی اور وہ جو اس سے کسی نئے رویے کی توقع کر رہا تھا اسے اس بے نیازی سے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔ نا صرف آج بلکہ آنے والے دنوں میں بھی اس کی بے نیازی بدستور قائم رہی تھی بلکہ ان سات آٹھ مہینوں میں اس کے رویے میں جو کچھ تھوڑی سی نرمی آئی تھی وہ پھر سے مفقود ہو چکی تھی۔ اس کے اس قدر روڈ سے رویے کو دیکھتے ہوئے چاہنے کے باوجود بھی اس اجنبیت کی دیوار کو نہ گرا سکا تھا۔

''ریمل مجھے آج لنچ ٹائم میں جانا ہو گا تم ایسا کرنا کہ یہ فائلز چیک کر کے اختر صاحب کے پاس بھجوا دینا آگے وہ جانے اور ان کا کام۔'' مسز خان جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے بولیں تھیں۔

''او کے میڈم!''

''اور وہاں احزم کے کمرے میں جو فائلیں میں نے صبح بھجوائی تھیں وہ بھی لے آنا۔'' وہ کہتے ہوئے اسے ان فائلوں کی تفصیل بتانے لگیں۔

کام کی زیادتی کے باعث وہ اپنا ساتھ لایا ہوا لنچ بھی نہ کر سکی تھی۔ کام کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو بھوک کا احساس بھی شدت سے جاگا تھا۔ ٹیبل پر بکھری چیزیں سمیٹ کر ایک سائیڈ پر کیں پانی کا گلاس بھر کر ٹیبل پر رکھا اور لنچ بکس کھول کر بیٹھ گئی ابھی پہلا نوالہ توڑ کر منہ میں رکھا ہی تھا کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور وہ اندر چلا آیا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''مسز خان؟'' اس کا انداز سوالیہ تھا۔

''سر! وہ تو بریک ہوتے ہی چلی گئی تھیں۔'' اس نے آہستگی سے منہ ہلا کر بتایا تو اس کے اس طرح بولنے پر وہ مسکرا دیا۔

''او تو یہاں لنچ انجوائے ہو رہا ہے اس کا مطلب ہے میں بالکل صحیح وقت پر آیا ہوں۔'' وہ آگے بڑھ آیا۔

''مصروفیت کی وجہ سے میں بھی وقت پر لنچ نہیں کر سکا۔ اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو آپ کے ساتھ شیئر کر سکتا ہوں؟'' اس کے کہنے پر اس نے گڑبڑا کر لنچ کے نام پر اپنے سامنے رکھی چیزوں کو دیکھا۔ ایک پراٹھا ماش کی دال کے ساتھ دھنیے اور پودینے کی چٹنی اور پراٹھے پر رکھی اچار کی ایک پھانک جو کہ وہ اماں سے بہت فرمائش کر کے رکھواتی تھی کہ لنچ کے بعد بیٹھے رہنے کی وجہ سے ہاضمہ خراب ہو جاتا تھا۔ شرمندگی کے باعث اس کے ماتھے پر نمی اتر آئی۔ لیکن وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ چکا تھا۔

''پلیز آپ بھی بیٹھیں ناں۔'' اس کے کہنے پر وہ متذبذب سی بیٹھ گئی۔ اس نے پراٹھے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور آدھا توڑ کر اس کے سامنے

Skorpio
FriendsKorner

رکھ دیا اور نوالہ منہ میں لیتے ہی چٹخارے لینے لگا۔
"ویری ٹیسٹی، ہیوائے نائس لنچ، آپ بھی کھائیں ناں۔" اس کے کھانے کے دوران وہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے بیٹھی تھی۔

"یقین جانیئے کھانا بہت مزے کا۔ مجھے مزا آیا۔ بہت شدت سے بھوک لگی تھی، تھینک یو ویری مچ۔" اس نے اپنے رومال سے ہاتھ اور منہ صاف کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ آپ کا ادھار رہا مجھ پر۔" وہ مسکرا کر کہتا ہوا نکل گیا۔ لیکن اس کی بھوک اب ختم ہو چکی تھی۔ اس نے لنچ بکس سمیٹا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

وہ خالہ سے مل چکی تھیں بہت پیار اور محبت سے ملیں تھیں وہ اس سے ان کی شخصیت سے بہت ایمپرس کیا تھا اسے۔ ان سے ملنے کے بعد جو سب سے پہلا خیال اس کے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ۔

"ہاں احزم حسن گیلانی جیسے انسان کی ماں کو یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ نائس سوبر اور کیئرنگ۔" اور وہ اپنے خیال کے تحت خود ہی چونک اٹھی تھی۔

"بیٹا! کسی دن آؤ نا ہمارے گھر؟"

"آں...... وہ...... جی خالہ جان! لیکن ابھی تو بہت مصروفیت ہے جب وقت ملا تو ضرور آؤں گی۔"

"میں ایسا کروں گی کہ اتوار کو ڈرائیور کو بھیج دوں گی تم دونوں اس کے ساتھ گاڑی میں آ جانا۔"

"نہیں نہیں خالہ جان! جب بھی وقت ملا ہم خود آ جائیں گے۔" اس نے جلدی سے کہا اماں چونکہ اپنی بیٹی کی مزاج آشنا تھیں اس لئے وہ بھی بول اٹھیں۔

"نہیں آپا! اس کی ضرورت نہیں ہے میں ریمل کو ساتھ لے کر چکر لگاؤں گی۔"

"تو پھر ٹھیک ہے جلد آنا۔" انہوں نے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا

اس نے کہہ تو دیا تھا لیکن وہ یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ شاید وہ وہاں کبھی نہ جا پائے گی۔

وہ میڈم کے ساتھ اس وقت اس کے آفس میں تھی جہاں تمام افسران کی اہم میٹنگ پر ڈسکشن کر رہے تھے وہ پچھلے ایک گھنٹے سے کوئی بڑا مسئلہ حل کرنے میں مصروف تھے کہ جب انٹرکام کی بیل ہوئی۔

"سر! مس رضیہ جنید تقریباً دس منٹ سے ویٹ کر رہی ہیں اور فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔" ریسپشن کی بات سن کر اس نے لب بھینچ لئے وہ ہمیشہ اس وقت آتی تھی جب وہ کسی اہم کام میں مصروف ہوتا تھا۔

"اوکے انہیں دس منٹ بعد اندر بھیج دیں۔" اس نے کہہ کر ریسیور رکھا اور پھر سب کی طرف متوجہ ہوا۔

"اوکے گائز، باقی ڈسکشن پھر کریں گے۔"

اس نے اپنے سامنے رکھی فائل بند کی اور ہاتھ میں پکڑے پین پر کیپ لگایا اور ابھی سٹاف وہاں سے اٹھنے بھی نا پایا تھا کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور وہ اندر چلی آئی۔

"اوہو رومی، میں ایک گھنٹے سے باہر تمہارا ویٹ کر رہی ہوں لیکن تمہاری میٹنگز ہیں کہ ختم ہی نہیں ہوتیں۔" وہ کسی کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے شروع ہو چکی تھی۔ اسے ایک دم ہی سبکی کا احساس ہوا۔ لیکن جب تک سب لوگ چلے نہ گئے وہ لب دبائے بیٹھا رہا۔ مرد حضرات تو اسے کے لباس انداز پر نظریں جھکائے اس کے پاس سے گزر گئے لیکن ریمل نے جاتے جاتے ایک نظر اس پر ضرور ڈالی تھی۔

"روز! میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ

Skorpio FriendsKorner

اول تو میرے آفس نہ آیا کرو لیکن اگر آنا ہو تو چلنے سے پہلے فون کر لیا کرو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ آفس میں کتنا ہارڈ ورک ہوتا ہے۔" وہ شائد اپنے غصے پر قابو پا چکا تھا اس لئے سمجھانے کے انداز میں بولا۔

"آئی...... ڈونٹ کیئر۔" وہ ایک ایک لفظ دبا کر بولتی ادا سے بولی۔

"بس اٹھو تم، ابھی میرے ساتھ چلو۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے اٹھانے لگی۔

"مگر کیوں۔" اسے اس افراتفری کی سمجھ نہ آئی۔

"میرے فرینڈز نے کلب میں ایک بہت بڑی پارٹی ارینج کی ہے میں تمہیں ان سب سے ملوانا چاہتی ہوں۔"

"سوری، آئی ڈونٹ ویسٹ دا ٹائم۔"

"واٹ، کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے۔" وہ چیخی۔

"نو۔"

"وائے۔"

"اس لئے کہ میں اس وقت آفس میں ہوں اور یہاں بہت کام ہے۔"

"دیکھو آفس ٹائم ختم ہونے والا ہے یہ ایک ایوننگ پارٹی ہے کیونکہ نائٹ میں ان کی فلائیٹ ہانگ کانگ کی اور اس سے پہلے ہم سب فرینڈز مل کر خوب ہلا گلہ کرنا چاہتے ہیں اور میں ان سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں ساتھ ضرور لاؤں گی اور اب تمہیں میرے ساتھ ضرور چلنا ہے۔"

"میں نے کہا نا کہ میں نہیں جا سکتا ابھی ایک بہت اہم میٹنگ میں جانا ہے۔" وہ اس کی طرف سے مکمل بے نیازی برتتے ہوئے ٹیبل پر پھیلی چیزوں کو ترتیب دینے لگا۔

"اوکے ٹھیک ہے مت جاؤ تم۔" وہ ناراض سی گویا ہوئی اور روٹھے سے انداز میں کرسی پر بیٹھ گئی۔

"مجھے کچھ پیسے چاہئیں میں اپنے فرینڈز کے لئے گفٹ خریدنا ہے۔" اور اسے بالکل بھی امید نہیں تھی کہ وہ اتنی آسانی سے مان جائے گی لہٰذا فوراً ہی اس کی ڈیمانڈ پوچھی۔

"ففٹی تھاوزنٹ۔" اس نے بلا جھجک کہا اس نے فوراً پیسے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ اگلے منٹ جا چکی تھی۔

وہ شام کو گھر پہنچی تو راحیلہ آپی کو سامنے دیکھ کر اس کی ساری تھکان جاتی رہی۔ وہ ان سے باتیں کر رہی تھی جب کہ وہ خاموش کھڑی صرف اس کی سنتی رہیں ان کی اس حالت کو وہ کافی دیر سے نظر انداز کر رہی تھی لیکن پھر پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"کیا بات ہے آپی کوئی ٹینشن ہے کیا؟"

"اوں، آں نہیں تو۔" وہ جیسے چونکی تھیں۔

"پھر کیا بات ہے، آپ اتنی خاموش کیوں ہیں؟"

"بس یونہی شاید تھکن کی وجہ سے بولنے کو دل نہیں چاہ رہا۔" انہوں نے پژمردگی سے کہا۔

"پھر بھی آپی کوئی تو وجہ ہوگی۔" اس کے لہجے میں اصرار تھا۔ انہوں نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور گہری سانس بھر کر بولیں۔

"کاش ہمارا باپ کسی قابل ہوتا یا پھر کوئی بھائی ہی ہوتا ہمارا۔" انہوں نے یاسیت سے کہا۔

"کیوں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" اس کے فکرمندانہ انداز پر جیسے وہ چونکی تھیں۔

"آں نہیں، لیکن جی تو چاہتا ہے ناں۔" ان کے لہجے میں نمی گھل گئی تو وہ فوراً ہی انہیں بہلانے لگی۔

"ارے چھوڑیں آپی، اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ اب آپ یہی دیکھیں کہ اگر اماں کا کوئی بھائی ہوتا، لیکن پھر بھی ہماری قسمت ایسی ہی ہوتی تو ہم کہاں جاتے اماں کی بھاوج تو ہمیں دوسرے ہی دن نکال گھر

Skorpio
FriendsKorner

سے باہر کرتیں اور رہیں خالہ جان تو ان کا اپنا اپنا بڑا گھر ہے کہ ان کے سامنے اس ڈربے کی کوئی اہمیت نہیں تو اب یہ اماں کی ملکیت ہی ہوا ناں۔‘‘ اس کی اتنی لمبی تقریر پر وہ مسکرا دی۔

’’ہاں واقعی اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔‘‘

’’تو بتا خالہ سے ملیں۔‘‘ انہوں نے اشتیاق سے پوچھا۔

’’ہاں ملی تھی۔‘‘

’’پھر کیسی لگیں تمہیں۔‘‘

’’بہت اچھی اور بہت پیاری بھی۔‘‘

’’اور ان کا بیٹا؟‘‘ انہوں نے شرارت سے پوچھا تو وہ گھور کر انہیں دیکھنے لگی۔

’’اچھا چھوڑ میں تو مذاق کر رہی تھی۔‘‘ وہ ہنسی۔

’’میرا بہت دل چاہتا ہے ان سے ملنے کو لیکن اتنا وقت ہی کہاں ہوتا ہے کہ ان کی طرف جا سکوں۔‘‘

’’اور تم نہیں گئیں ابھی تک۔‘‘

’’ہیں اور آپی آئندہ ایسی بات مذاق میں بھی مت کیجئے گا، آپ کو معلوم ہے وہ انگیجڈ ہے۔‘‘ اس کے لہجے میں سختی اور سنجیدگی ایک ساتھ تھی۔

’’ہاں اماں نے بتایا تھا شاید کوئی ولایتی سی لڑکی ہے ان کے کسی محسن کی بیٹی، لیکن تم کیوں نہیں گئیں ان کے گھر۔‘‘ ان کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی تھی۔

’’میں وہاں جا کر کیا کروں گی۔‘‘

’’بھئی کیا ان کا گھر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا اور پھر ایک ہی تو خالہ ہیں ہماری اتنے برسوں بعد ملیں ہیں تو ہمیں اب ان سے چاہیے چلو خیر دونوں اکٹھے چلیں گے۔‘‘

’’نہیں میں ابھی نہیں جاؤں گی۔‘‘

’’کیوں پھر کب جاؤ گی۔‘‘ انہوں نے اچنبھے سے پوچھا۔

’’ان کے بیٹے کی شادی پر۔‘‘

’’کیوں بھئی اس میں کیا خاص حکمت ہے۔‘‘

’’دیکھنا چاہتی ہوں کہ ہر وقت جینز اور شرٹ اور دوسرے بیہودہ مغربی لباس پہننے والی مشرقی لباس میں کیسی لگتی ہے۔‘‘

’’کیوں کیا تم نے دیکھا نے اسے۔‘‘

’’ہوں، ہن...... نہیں تو۔‘‘ وہ گڑبڑائی۔

’’اماں نے بتایا ہے ناں۔‘‘ وہ نظریں چرا کر بولی اور وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ تو ہر دوسرے دن اس سے ملتی تھی۔ ہمیشہ ٹیڑھا سا منہ بنا کر وہ اس کے متعلق پوچھتی تھی۔

’’کیا زوحی آفس میں ہے۔‘‘ اس کا اسٹائل یاد آتے ہی وہ ہنس دی۔

’’تمہیں کیا ہوا؟‘‘

’’کچھ نہیں بس یونہی ایک بات یاد آ گئی تھی۔‘‘ اس کے کہنے پر انہوں نے محبت سے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

’’ہنسی رہا کرو بہت پیاری لگتی ہو۔‘‘ اس نے بھی اپنا دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر رکھا تو اگلے ہی لمحے چونک سی گئی۔

’’ارے آپی آپ کے ہاتھوں کو کیا ہوا؟‘‘ وہ ان کے کٹے پھٹے کالے کالے بدرنگ سے ہاتھوں کو ٹٹولنے لگی۔

’’آپی! اتنے خوبصورت تھے آپ کے ہاتھ، آپ کو معلوم ہے ناں کتنے پسند تھے مجھے یہ ایسے کیوں ہو گئے ہیں۔‘‘ وہ حیرت و پریشانی سے ان کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ شادی سے پہلے دودھیا رنگت کے مرمریں انگلیوں والے یہ وہی ہاتھ ہیں جنہیں دیکھتے ہی دل ان کو تھام لینے کو مچل اٹھتا تھا۔

’’کچھ نہیں بھئی یہاں کام ہی کتنا ہوتا تھا، تین عورتوں کا مل بانٹ کر کر لیتی تھیں، لیکن وہاں

Skorpio
FriendsKorner

تو سارا مجھے ہی کرنا پڑتا ہے گھر کی صفائی ستھرائی برتن دھونا اور کپڑے دھونا جو سب سے مشکل ہے۔''

''آپی کیا ہاتھ سے دھوتی ہیں کپڑے؟''

''ہاں تو اور کیا، میرے باپ نے کون سا واشنگ مشین دی تھی مجھے جہیز میں۔'' وہ تلخی سے بولیں۔

یہ جانے بغیر اس کے دل پر ایک گھونسا سا لگا تھا۔ وہ یک ٹک انہیں دیکھے گئی اس کی حالت دیکھ کر انہیں فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

''آئی ایم سوری ریمل میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ رو دی۔ اب وہ پچھتا رہی تھیں ایسی بات کہہ کے۔

''مجھے معاف کر دو میری بہن یہ میری نہیں میری ساس ہے جو ہر وقت یہ طعنہ دیتی رہتی ہے۔ گھر میں پانچ مردوں کے علاوہ ہر مہینے میں پندرہ دن آ کر رہنے والی میری نند اور اس کے بچے اور ساتھ ساتھ اس کے شوہر کے کپڑے دھونا بھی میری ذمہ داری ہے۔ بقول ان کے وہ خود بوڑھی ہو چکی ہیں اور بیٹی مہمان۔'' انہوں نے نخوت سے کہا اور ان کی ساس کتنی بوڑھی ہیں وہ بھی اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ ایسی بے حسی پر کڑھ کر رہ گئی۔

''تو شہزاد بھائی ہو کچھ نہیں کہتے کیا؟''

''کیا کہیں وہ کیا کر سکتے ہیں وہ بھی ذرا سی تھکن کا اظہار کروں تو ہزاروں طعنے سننے پڑتے ہیں اور وہ تو صبح کے گئے شام کو لوٹتے ہیں۔'' وہ روتے ہوئے بتانے لگی اور اس نے انہیں بولنے دیا تاکہ وہ اپنے دل کا تمام بوجھ اتار لیں۔

''آپی آپ چند دنوں کے لئے یہاں کیوں نہیں رک جاتیں جب سے شادی ہوئی آ کر ٹھہریں ہی نہیں ہیں آپ۔'' جب وہ اچھی طرح اپنا دل ہلکا کر چکی تو وہ بولی۔

''کیسے رہ سکتی ہوں میں یہاں یہ تو ان کی مہربانی ہے جو ملوانے کے لئے لے آتے ہیں ورنہ حالات کہاں اس کی اجازت دیتے۔'' وہ افسردگی سے بولیں۔ لیکن وہ فیصلہ کر چکی تھی اس لئے جب شہزاد بھائی آئے تو اس نے خود راحیلہ کے رک جانے کی فرمائش کی۔

''پلیز صرف ایک ہفتہ شہزاد بھائی۔'' وہ لجاجت سے بولی۔

''نہیں ریمل میرے یہاں رہنے سے گزارہ نہیں ہوگا اور ویسے بھی میں کپڑے لے کر نہیں آئی۔'' ان کی بجائے آپی نے کہا۔

''آپ چپ کریں اور کپڑوں کی فکر مت کریں، میرے پہن لیجئے گا۔'' اس نے کوئی بھی عذر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو آخر کار شہزاد کو اکیلے ہی واپس جانا پڑا۔

اور پھر وہ جو کہ آفس اکاؤنٹ سے ضرورتاً ہی پیسے نکلواتی تھی، اگلے ہی دن دس ہزار روپیہ نکلوا لائی۔ آپی کو اس نے اپنے وہ سارے کپڑے دے دیئے تھے جو کہ تھے تو نئے ہی لیکن وہ آفس پہن کر نہیں جاتی تھی اور گھر میں پہننے کا اسے ٹائم نہ ملتا تھا۔ آپی اور شہزاد بھائی کے لئے دو دو نئے سوٹ اور ایک بہترین سا سوٹ ان کی ساس کے لئے خریدا اور واشنگ مشین خریدنے کے لئے اسے تھوڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا تھا بہر حال یہ پہاڑ بھی اس نے سر کر لیا۔ ان سب چیزوں کے ہمراہ وہ گھر پہنچی تو آپی نے کپڑے دیکھ کر تو کچھ نہ کہا لیکن جب واشنگ مشین کی کمپنی والوں کی گاڑی دروازے پر آئی تو وہ سر تھام کر رہ گئیں لیکن آخر کار ان کی بہت سی سخت سست سننے کے بعد اس نے انہیں منا لیا۔ ایک ہفتہ گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا تھا۔ راحیلہ آئی تو خالی ہاتھ تھی لیکن جب لدی پھندی گھر پہنچی تو ساس جو کہ اس کے اتنے دنوں وہاں رہنے پر بھری بیٹھیں تھیں اتنا کچھ دیکھ کر کھل اٹھیں لیکن اپنے ظرف کے مطابق کہنا نہ بھولیں۔

Skorpio
FriendsKorner

"ہونہہ، کیا ہوا جو دے دیا، اپنی بنی کو ہی دیا ہے نا سب کچھ میرے لئے تو یہ سستا سا سوٹ ہی ہے۔"

مسز خان کا بیٹا بیمار تھا اس لئے وہ دو دن کی چھٹی پر تھیں۔ کام کا سارا بوجھ اس پر تھا جسے وہ بڑی جانفشانی سے کم کرنے کی سعی میں مصروف تھی کہ جب انٹر کام کی بیل بجی تھی۔

"مس زیدی آپ ذرا میرے آفس آئیں پلیز۔" یوں تو وہ دن میں نجانے کتنی بار اسے طلب کیا کرتا تھا لیکن اس وقت اس کے لہجے میں ایک غیر معمولی پن تھا۔ وہ ریسور رکھ کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے جیسے ہی دروازے کے پاس پہنچ کر ہلکا سا ناک کیا وہ خود بخود کھل گیا۔

"آیئے مس زیدی!" ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہی ہاتھ کے اشارے سے اسے اندر آنے کو کہا گیا تو وہ اس سپیشل پروٹوکول پر گھبرا اس گئی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی اس نے پیچھے سے دروازہ بند کیا اور اس سے پہلے ایک سائیڈ پر دائرے کی صورت میں رکھے صوفوں کی طرف بڑھا۔

"آیئے۔" سینٹر ٹیبل پر انواع و اقسام کے کھانے سجے تھے۔

"میرے ذمے ایک ادھار تھا آپ کا وہ آج چکانا چاہتا ہوں۔" اس کے ہونٹوں پر پرخلوص مسکراہٹ تھی۔

"کیا مطلب سر!"

"ایک دن آپ نے مجھے لنچ کروایا تھا اور آج میں آپ کو کرواؤں گا۔ کیونکہ میں ادھار رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے بہت نرم لہجے میں کہا تھا لیکن اس کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا کہ آخر وہ بھی تو اس کی مقروض تھی۔

"آیئے نا آپ ابھی تک وہیں کھڑی ہیں۔"

"آئی ایم سوری سر! میں آپ کے ساتھ لنچ نہیں کر سکتی۔" اس نے قطعی انداز میں کہا۔

"تو اس وقت نہ میں آپ کا باس ہوں اور نہ آپ میری ماتحت اس وقت ہم صرف کزنز ہیں۔" اس وقت بھی اس کا لہجہ بہت سادہ اور پرخلوص تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ پر جمی تھی۔

"آیئے نا پلیز کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

"میں نے کہا نا سر میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

اسے رہ رہ کر اپنی کم مائیگی کا احساس کچوکے لگا رہا تھا لیکن وہ کسی بھی قیمت پر خود کو حقیر ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ میں اسے مناسب نہیں سمجھتی۔" اس کا انداز قطعیت لئے ہوئے تھا۔

"کیوں مناسب نہیں سمجھتی آپ اسے؟" وہ حیران تھا وہ تو اپنے ان خونی رشتوں کو پھر سے استوار کرنا چاہتا تھا اور بس تو پھر وہ کیوں گریزاں تھی وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ وہ اس کے سوال پر خاموش کھڑی تھی۔

"دیکھیں ریمل آفس ورک کے علاوہ بھی ہمارے کچھ ریلیشنز ہیں۔" اس کا انداز ناصحانہ تھا۔

"لیکن میں "آفس" میں اسی قسم کے ریلیشنز افورڈ نہیں کر سکتی، اور میرا خیال ہے کہ آئندہ آپ بھی اس بات کا خیال رکھیں گے۔" اس نے مستحکم لہجے میں کہا اور واپس مڑ گئی۔

"لیکن ریمل!" اس نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

"ریمل نہیں مس زیدی کے نام سے پکاری جاتی ہوں میں آفس میں۔" وہ مڑے بغیر رکی تھی اور اپنی بات کہہ کر تیزی سے نکل گئی۔ اس نے گہری اور طویل سانس کھینچی تھی۔

"عجیب لڑکی ہے۔"

وہ اس کے نہ سمجھ میں آنے والے رویے پر

Skorpio FriendsKorner

سوچ کر رہ گیا اس کے دل میں کوئی بھی ایسی ویسی بات تو نہیں تھی وہ تو محض اس تکلف کی دیوار کو گرانا چاہتا تھا۔ لیکن جب وہ ہی ایسا نہیں چاہتی تھی تو پھر اس نے بھی زیادہ پرواہ نہ کی۔

آنے والے دنوں میں اس کا رویہ بھی اس کے ساتھ بہت فارمل اور پروفیشنل رہا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ اس کے سوچنے پر مجبور ہو جاتا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ بھولنے لگا تھا کہ ان کے درمیان آفس کے علاوہ بھی کوئی دوسرا تعلق ہے اس نے اگلے ماہ تنخواہ نکلوانے کی بجائے کمپنی اکاؤنٹ میں جمع کروائی اور باقی جمع شدہ رقم بھی اسی کھاتے میں ڈال کر تمام ڈاکومنٹس کلیئر کروا کر وہ قرض کے بوجھ سے آزاد ہو گئی تھی۔ اس طرح سے انہیں تھوڑی مشکل تو پیش آئی تھی لیکن پھر بھی وہ مطمئن تھی۔

آج وہ آفس نہیں آیا تھا مسز خان سے پتہ چلا کہ

''احزم کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں شام میں چکر لگاؤں گی اس کی طرف اگر تم بھی چلنا چاہو تو چلو۔''

''نو میڈم! تھینک یو، میں نہیں جا سکوں گی۔''

''ایک بات کہوں ریمل! ٹھیک کام کرنے اور زندگی گزارنے کے تمہارے کچھ رولز ہوں گے لیکن ایک جگہ کام کرتے ہوئے ہمیں تھوڑا ایک دوسرے کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور پھر باس کی نظروں میں جگہ بنانے کے لئے یہ سب کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر جانا نہ چاہو تو کم از کم فون ضرور کر لینا۔'' وہ اس کے لئے دیئے رہنے والے انداز سے اچھی طرح واقف تھیں اس لئے وہ کسی بھی نئی بات کو محسوس نہ کر پائیں تھیں اور ویسے بھی اس کا رویہ تو بالکل پہلے جیسا تھا بلکہ پہلے سے بھی محتاط اور سخت اور وہ تقریباً سب کے ساتھ ایسی ہی تھی۔

''اماں خالہ نہیں آئیں کافی دنوں سے اور نہ آپ ہی گئیں ہیں ان کی طرف۔'' وہ آج جلدی گھر آ گئی تھی اور جانتی تھی کہ ان کو خالہ کے ذکر پر بہت خوشی محسوس ہوئی تھی۔

''ہاں دن تو کافی ہو گئے، تو فون کر کے پتہ تو کر۔''

''اماں پی سی او یہاں سے کون سا دور ہے۔ آپ خود جا کر فون کر لیں اس طرح آپ کی تسلی بھی ہو جائے گی۔''

''اچھا تو لا دے میری چادر میں ابھی فون کر آتیں ہوں۔'' وہ تو جیسے تیا ہی بیٹھی فوراً سبزی ایک سائیڈ پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر نتیجہ توقع کے عین مطابق تھا۔

''احزم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ڈاکٹر گھر دیکھنے آیا تھا اسے۔'' اماں کے پرتشویش لہجے پر وہ ہنس دی۔

''اماں یہ تو امیر لوگوں کے چونچلے ہوتے ہیں وہ فوراً ڈاکٹر کے پاس جانے کی بجائے اسے گھر بلا لیتے ہیں ڈبل فیس دے کر۔''

''اچھا چل زیادہ باتیں نہ بنا اور اٹھ کر تیار ہو ہم ابھی جائیں گے اسے دیکھنے۔'' اماں کے کہنے پر ایک بھرپور انگڑائی لی اور وہی دراز ہو گئی۔

''آئی ایم سوری اماں بہت تھک گئیں ہوں میں۔'' اس کے جواب پر انہوں نے گھور کر اسے دیکھا اور کپڑے بدلنے اندر چلی گئی۔ اور پھر اکیلی ہی بہن کے گھر چلی گئیں۔

''ریمل کا کیا سوچتی ہو آپا وہ تو ہو بہو تمہاری کاپی ہے۔ اپنی منوانے والی ڈٹ جانے والی اور کبھی نہ جھکنے والی اور خوددار ایسی کہ تم یقین نہیں کرو گی۔''

وہ ابھی ابھی وہاں آ کر بیٹھا تو آنٹی اپنی بیٹی

Skorpio
FriendsKorner

کی تعریفوں میں رطب اللسان تھیں۔ وہ اس کی مزاج پرسی کرنے اس کے کمرے میں گئیں تھیں اس کا حال احوال پوچھ کر چند رسمی باتیں کرنے کے بعد وہ اس کے ڈسٹرب ہونے کے خیال سے یہاں لاؤنج میں آبیٹھی تھی۔ جب کہ وہ خود بھی صبح سے لیٹ لیٹ کر اکتا گیا تھا اس لئے تھوڑی دیر بعد وہیں چلا آیا۔

''باپ کا گھر تو اس نے کبھی دیکھا ہی نہیں نانا کے گھر پیدا ہوئی پلی بڑھی جوان ہوئی لیکن نانا سے کبھی ایک روپیہ بھی نہیں مانگا۔ اسے تو جیسے شروع سے ہی آگاہی تھی کہ نانا کا گھر اپنا نہیں ہوتا۔ شعور میں قدم رکھتے ہی اس نے ہمیشہ اپنا پڑھائی کا خرچا خود اٹھایا ٹیوشن پڑھائیں کمپیوٹر سینٹروں میں دھکے کھائے دن رات محنت کی لیکن کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ جب بابا فوت ہوئے تو اس وقت ایم اے کے پہلے سال میں تھی۔ ایک مزدور آدمی کی آمدنی ہی کتنی ہوتی ہے اور تم تو اچھی طرح جانتی ہو بابا کی کمائی کیا تھی جو ملا وہ کھا لیا کوئی جمع پونجی تو تھی نہیں۔

''لیکن یہ بھی حقیقت ہے آپا کہ خدا کے بعد اس نے ہمیں سہارا دیا ہے۔ ورنہ......'' انہوں نے بہت طویل اور گہری سانس کھینچی۔

''راحیلہ کی شادی ایک بہت کڑا امتحان تھی میرے لئے اور اسے بھی آسان ریمل نے ہی بنایا میں اس کے مزاج کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ نجانے کس طرح دفتر والوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا ہوگا اس نے۔''

اور اسے وہ دن اپنی پوری جزئیات کے ساتھ یاد آیا تھا جب وہ پہلی بار اس کے آفس اپنی ایک کڑی ضرورت کے تحت آئی تھی جسے وہ بہت معمولی سمجھا تھا اور وہ تو اس کی حالت کو گھبراہٹ اور اعتمادی کی کمی پر معمول کر رہا تھا۔ لیکن اصل میں وہ اس کی انا و خودداری تھی جو اس کے سامنے اسے اپنا مدعا بیان کرنے سے روک رہی تھی۔

''اور اس قرض کو اتارنے کے لئے بھی اس نے جس طرح دن رات محنت کی ہے وہ میں کبھی نہیں بھول سکتی اور پھر محنت کرنے والوں کا تو اللہ بھی ساتھ دیتا ہے اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب قرضہ بھی اتر گیا ہے اور نوکری بھی اچھی لگ گئی ہے۔ بس اب تو یہی خواہش ہے کہ کوئی اچھا سا رشتہ مل جائے تو اس کی شادی کر دوں۔'' ان کی بات پر سلمٰی بیگم کے ہونٹوں سے طویل اور گہری سانس برآمد ہوئی تھی۔ جب کہ وہ ان کی بات کو سن کر بھی سامنے سے آتی رضیہ جنید کو دیکھ کر دھیان نہیں دے سکا تھا۔

''ہائے ازجی ہاؤ آر یو۔''

''فائن۔'' کہتے ہوئے نجانے کیوں اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

''تمہیں معلوم ہے کہ یہاں دو بزرگ خواتین بھی بیٹھی ہیں تمہارا فرض تھا کہ تم مجھ سے پہلے انہیں سلام کرتی اور پھر مجھے مخاطب کرتیں۔'' اس نے دھیمی آواز میں اسے سمجھانے کی سعی کی تو اس کی بات پر اس نے ابرو اچکائے۔

''سو واٹ، جب میں تم سے ملنے آئی ہوں تو پہلے تمہیں ہی ہیلو کہوں گی ناں، انی وے۔''

''ہیلو آنٹی۔'' اس نے سلمٰی بیگم سے کہا اور راشدہ بی بی کی طرف دیکھنے لگی۔

''اور یہ تمہاری وہی گمشدہ آنٹی تو نہیں۔''

اس کے لہجے میں تضحیک کا عنصر نمایاں تھا کہ ان کا لباس و انداز ان کی مفلسی کا گواہ بنا ہر پل ان کے ساتھ تھا۔ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ اپر کلاس لوگوں کے انداز نہیں اپنا سکتی تھیں اور وہ خود حیرت استعجاب سے منہ کھولے آدھے سے زیادہ عریاں ہوتے جسم کو دیکھ رہی تھیں آپا نے اس کے متعلق انہیں بتایا تو تھا لیکن دیکھنے کا اتفاق پہلی بار ہوا تھا اور وہ ان کی ایسی نظروں کو محسوس کر کے چہرے پر ناگواری سجائے احزم کو وہاں سے اٹھا کر اس کے کمرے میں لے گئی جس سے ان کی

Skorpio FriendsKorner

حیرت مزید دو چند ہو گئی۔ سلمیٰ بیگم ان سے نظریں چرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''آؤ راشدہ میرا خیال ہے کھانا لگ گیا ہے۔'' اور وہ دل میں بہت سے سوال لئے خاموشی سے اٹھ گئیں کہ آخر وہ بھی ایک بیٹی کی ماں تھیں اور وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ ان کے سوالوں کو کہیں کسی اور ہی مطلب میں لے لیا جائے بے شک وہ اس کی ماں جائی تھی لیکن مخمل میں ٹاٹ کا پیوند تو نہیں لگ سکتا ناں، لیکن وہ ان کے ہر سوال کو ان کی آنکھوں میں پڑھ چکی تھیں۔

''تم حیران ہو ناں کہ میں نے اپنے اتنے ہونہار اور فرمانبردار بیٹے کے لئے ایسی لڑکی کا انتخاب کیسے کر لیا۔''

اس کے اس طرح بننے میں اس کا اپنا قصور نہیں ہے اس کی ماں انگریز عورت ہے۔ لیکن جنید بھائی بہت اچھے انسان ہیں۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ جنید بھائی نے ہر مشکل میں حسن کے ساتھ دوستی نبھائی ہے حسن جب سوتیلی ماں کی مار کھا کر گھر سے بھاگے تو انہوں نے ہی انہیں سہارا دیا اور جب حسن نے مجھ سے شادی کی تو جنید بھائی ہی تھے جنہوں نے قدم قدم پر ہماری مدد کی اور آج جس مقام پر حسن کھڑے ہیں۔ وہ سب جنید بھائی کی بدولت ہے وہ بہت پرشان تھے اپنی بیٹی کے لئے اسے اس ماحول سے نکالنا چاہتے تھے۔ حسن سے ان کی یہ پریشانی دیکھی نہ گئی ورا سے احزم کے لئے مانگ لیا اور حسن کا ہر فیصلہ مجھے اپنی ہر خواہش سے زیادہ مقدم ہے بلکہ شاید زندگی سے بھی بڑھ کر عزیز۔'' وہ نجانے انہیں کیا باور کرانا چاہتیں تھیں۔

صبح آفس پہنچ کر اس نے سب سے پہلے اختر صاحب کو اپنے کمرے میں طلب کیا کہ جن کا تعلق فنانس ڈیپارٹمنٹ سے تھا۔

''اختر صاحب! آپ ایسا کریں کہ مس زیدی کی سیلری میں تھری تھاؤزنٹ کا اضافہ کر دیں اور انہیں پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کریں اور ہاں ایک عدد سیل فون بھی مہیا کریں انہیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے کانٹیکٹ کیا جا سکے۔'' اس خالص پیشہ ورانہ انداز میں حکم صادر کیا۔

''او کے سر۔'' لیکن ابھی چند ماہ پہلے ہی تو ان کی تنخواہ میں دو ہزار کا اضافہ کیا گیا ہے۔

''آپ سے جو کہا گیا ہے وہ کیجئے، دیٹس آل۔''

اگلی صبح جب وہ آفس جانے کے لئے گھر سے نکلی تو وردی میں ملبوس ڈرائیور گاڑی لئے کھڑا تھا اس نے اسے دیکھتے ہی آگے بڑھ کر اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اس نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا کیونکہ اس ابھی تک کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں پہنچی تھی۔

''میڈم! اب میں آپ کو ہر روز پک اینڈ ڈراپ کرنے کے فرائض انجام دوں گا۔'' اس نے ادب سے کہا۔

''کیوں؟''

''یہ ایم ڈی صاحب کا حکم ہے میڈم!'' اس کے جواب پر اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا۔

''اور کس کس کو یہ سہولت دی گئی ہے۔'' یہ سوال پوچھنے کے لئے لب کھولتے کھولتے دبا گئی۔

''تم جاؤ ڈرائیور میں خود ہی آ جاؤں گی۔''

''لیکن میڈم!''

''میں نے کہا ناں جاؤ۔'' اس کے سختی سے کہنے پر وہ متذبذب سا واپس چلا گیا۔

وہ آفس پہنچی تو مسز خان نے خوشدلی سے اس کا استقبال کیا اور پھر اسے تنخواہ میں اضافے کی خوشخبری سنا کر مبارکباد دی اور ایک سیل فون بھی اس کے حوالے کیا۔

Skorpio FriendsKorner

وہ اتنی عنایات پر سر تھام کر بیٹھ گئی۔

''آخر چاہتا کیا ہے یہ شخص؟''

''میڈم! میں ذرا ایم ڈی صاحب سے مل کر ان کا شکریہ ادا کروں۔'' انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی۔

''اتنی عنایات کا مطلب پوچھ سکتی ہوں سر!'' اس نے جاتے ہی موبائل چھیننے کی صورت میں اس کے سامنے رکھا تھا وہ جو اپنے کام میں منہمک تھا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور گہری سانس لیتے ہوئے پشت سے ٹیک لگائی۔

''ہر کمپنی اپنے محنتی اور اچھے ورکرز کو سہولتیں پرووائیڈ کرتی ہے۔'' ڈرائیور نے چونکہ آتے ہی ساری رپورٹ پیش کی تھی اس لئے وہ لاشعوری طور پر اس صورتحال کے لئے تیار بیٹھا تھا۔

''لیکن مجھے کمپنی کے ملازمین سے ہٹ کر ایسی مراعات نہیں چاہئیں جو کہ مجھے آپ کی امارت اور اپنی مفلسی کم مائیگی کا احساس دلائیں۔ میری محنت کے عوض مجھے جتنی تنخواہ ملتی ہے میرے لئے اتنی ہی کافی ہے اور نہ ہی میں آفس سے کبھی لیٹ ہوئی ہوں کہ گاڑی کی ضرورت محسوس کروں اور آفس میں میرے ذمہ جتنا کام ہوتا ہے اور مجھے اپنے باقی وقتی مسائل کسی کی بھی مدد کے بغیر حل کرنا ہیں، آپ کا بہت بہت شکریہ۔'' وہ اس طرح بولتی کہیں سے بھی روزانہ والی خاموش خاموش سر جھکا کر کام کرنے والی ''مس زیدی'' نہیں لگ رہی تھی۔ کسی کی عزت نفس اور خودداری پر چوٹ لگاؤ تو شاید وہ اسی طرح چیختا ہے۔

''اور پلیز آئندہ آپ مجھ پر اس قسم کے احسانات کر کے مجھے یہ احساس مت دلائیے گا کہ آپ بہت اونچے اور میں بہت پستی میں کھڑی ہوں۔'' اس نے کہا مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی اور وہ جو اسے سمجھانے کی غرض سے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔

''ہائی فٹ۔'' اس نے پورے غصے سے ٹیبل کو ٹانگ رسید کی۔

''خود کو کوئی آفاقی چیز سمجھتی ہے شاید، میری بلا سے جہاں مرضی دھکے کھاتی پھرے۔'' باآواز بلند بڑبڑانے کے باوجود اس کا غصہ کم نہیں ہوا تو گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا۔

تقریباً سات ماہ ہونے کو آئے تھے انہیں اپنے درمیان تعلق کی پہچان ہوئے لیکن آج بھی وہ پہلے ہی کی طرح اجنبی تھے اور ان سات ماہ میں بھی مزید تین ماہ کا اضافہ ہو گیا لیکن اجنبیت ہنوز قائم تھی۔ لیکن اب وہ اسے اگنور کرنے کی بجائے جھنجھلانے لگا تھا۔ اکثر و بیشتر وہ اس کے رویے کو سوچنے پر مجبور ہو جاتا تو سوائے جھنجھلاہٹ کے کوئی سرا ہاتھ نہ آتا اور نجانے کس احساس کے تحت وہ رضیہ جنید کو زیادہ وقت دینے لگا اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش بنا پس و پیش ماننے لگا تھا۔ شاپنگ کلب، پارٹیز ہر جگہ اس کا ساتھ رہتا۔ رات بھی ان کی واپسی تقریباً تین بجے ہوئی تھی کلب سے واپسی پر وہ روز کو اس کے اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر خوبصورت اور خوشگوار موسم میں لانگ ڈرائیو کو انجوائے کرتا ہوا گھر پہنچا تھا اور اب سنڈے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سارا دن جی بھر کر سونے کے بعد وہ بھرپور سستی اور کاہلی سے بستر پر پڑا تھا۔ ویسے بھی ماما تو یہاں تھی نہیں جو اسے اٹھاتیں وہ جب سے پاکستان واپس آئیں تھیں ان کا یہ تیسرا چکر تھا جو وہ انگلینڈ لگا چکی تھیں اور ہر چکر دو مہینوں پر مشتمل ہوتا تھا وہ انتہائی بوریت محسوس کرتا تھا ماما کے بغیر پاپا سے وہ بار بار کہہ چکا تھا کہ وہ وہاں سے بزنس وائنڈ اپ کر پاکستان آ جائیں لیکن ان کا ہر بار یہی جواب ہوتا کہ بزنس اتنا پھیل چکا ہے کہ اتنی جلدی سے

Skorpio FriendsKorner

سہنا ممکن نہیں اور ویسے بھی انکا فی الحال ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس نے تکیہ اٹھا کر پوری قوت سے پرے اچھالا اور سائیڈ ٹیبل پر لگا بٹن پش کیا۔ دس منٹ بعد ہی ملازم چائے لے کر آ گیا۔ وہ چائے کی پیالی اٹھائے کھڑکی کی طرف آیا، ونڈو گلاسز میں سے باہر کا نظارہ اسے چونکا گیا کپ رکھ کر گلاسز کھسکائے اور جیسے ہوائیں تو اسی انتظار میں تھیں ٹھنڈ کی تیز لہر نے اس کے اندر سنسنی دوڑا دی۔ گزشتہ تین چار دنوں سے سردی کے اس شدید موسم میں ہی اچھی خاصی گرمی کا احساس ہونے لگا تھا لیکن رات سے موسم خوشگوار تھا اور اب تو اس کے تیوری بدلے ہوئے تھے۔ اس نے جلدی جلدی چائے کا کپ خالی کیا اور چار چھینٹے منہ پر مارے سلیپنگ ڈریس سے نجات حاصل کی اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا، خوبصورت موسم کا وہ دیوانہ تھا اور لانگ ڈرائیو اس کی کمزوری۔

''اُف سردی کے موسم میں ہی گرمی کا یہ حال ہے تو گرمیوں میں کیا حالت ہوگی۔'' اس نے آفس سے آتے ہی پسینہ صاف کیا۔ اماں نے فوراً گھڑے میں سے پانی ڈال کر پلایا۔

''ہاں تین چار دنوں سے ایسا ہی لگتا ہے کہ جیسے سچ مچ گرمی آ گئی ہو۔'' اماں بولیں اس نے گلاس خالی کر کے ان کی طرف بڑھایا۔

''ہاں اماں اور میں سوچ رہی ہوں کہ اس سال کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ فریج بھی لے لیں۔''

''وہ تو ٹھیک ہے پر سب سے زیادہ ضروری تو فون لینا ہو گیا ہے بہت شرمندگی ہوتی ہے دوسروں کے گھروں میں جا کر فون سننے پر پہلے تو اتنی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن اب آپا اکثر فون کرتیں تو باتوں باتوں میں اس کمی کا احساس ہونے لگتا۔''

''او میری پیاری اماں پہلے کہا ہوتا، چلیں ٹھیک ہے میں آپ کو کل ہی بالکل نیا موبائل فون لا کر دوں گی۔''

''چل ہٹ پرے نیا کیا ضروری ہے بات تو سیکنڈ ہینڈ سے بھی ہو سکتی۔''

''ارے چھوڑ بھی اماں اب آپ کی بیٹی کوئی ایویں سی نہیں ہے، بہت کماؤ ہو گئی ہے فون بھی لیں گے فریج بھی اور کمپیوٹر بھی۔ ہاں تھوڑا وقت ضرور لگے گا لیکن انشاءاللہ اس سال میری اماں کو نہ تو دوسروں کے گھروں سے برف لینے جانا پڑے گا اور نہ ہی فون سننے۔'' اس نے ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر بڑے لاڈ سے کہا تو وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر پھر منہ ہی منہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک دیا۔

''اچھا چل ٹھیک ہے، پر تجھے بتا دوں کہ اس مہینے کا سارا راشن ختم ہو گیا ہے کل وہ ضرور [illegible]تا۔''

''اچھا اماں ٹھیک ہے۔'' وہ صحن پر بچھی چارپائی پر لیٹ گئی اور انگڑائی لیتی ہوئی بولی۔

ابھی وہ وہیں لیٹی تھی کہ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے اسے اپنے حصار میں لے لیا اس نے مسکراتے ہوئے کل کئے جانے والے کاموں کا ٹائم ٹیبل دیکھا اور ان پر عمل کرنے کا تہیہ کرتی ہوئی مغرب کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صبح جب وہ سو کر اٹھی تو آسمان پر کالے کالے بادل تھے ٹھنڈی ہوا صحن کے ایک کونے میں لگے انار کی سرخ سرخ کلیوں سے اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے پرمست جھونکوں نے اس کے اندر ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر بلا مقصد صحن میں چکراتی پھری ہلکے پھلکے ناشتے کے بعد گھر کے کاموں میں اماں نے لنچ تیار کیا تقریباً چار بجے کے قریب وہ بازار جانے کے لئے گھر سے نکلی تھی بازار پہنچنے سے پہلے ہی ہلکی ہلکی بوندا

Skorpio FriendsKorner

باندی شروع ہوگئی جو کہ صبح سے ہی تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے کی تھکا دینے والی شاپنگ کے بعد بازار سے سٹاپ تک پہنچتے پہنچتے دھواں دھار بارش میں تبدیل ہوگئی تھی۔ وہ چند قدم پر ہی بھیگ گئی بس آئی لیکن شاید بارش سے بچنے کے لئے ساری دنیا اسی میں ہی سوار ہوگئی تھی اور بس سٹاپ پر جو اکا دکا مسافر کھڑے تھے وہ بھی پائیدان سے لٹک گئے۔ موسم کے تیور خطرناک صورت اختیار کرتے جا رہے تھے۔ اس نے رکشے، ٹیکسی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن اتنی عام شاہراہ پر کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔ اس کے ہاتھوں میں تھامے بڑے بڑے شاپر جو ایک سائیڈ پر رکھ کر کھڑی تھی دوبارہ اٹھائے اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کسی جائے پناہ کی تلاش میں نظر میں دوڑاتی رہی۔ ہلکا سا کاٹن کا سوٹ جس پر سلیولیس سوئٹر پہنے ہوئے اور ہڈیوں کو چیرتی ہوائیں سردی کو روکنے کے لئے اس کا لباس ناکافی تھا۔ اس کے دانت مسلسل بج رہے تھے سردی کی شدت سے اس کی ہمت جواب دے رہی تھی۔

وہ کافی دور نکل آیا تھا جب برستی بوندوں نے طوفان بادوباراں کا روپ دھارا تھا۔ سردی کی شدت برداشت سے باہر ہونے لگی تو اس نے گاڑی کا ادھ کھلا شیشہ پورا بند کر دیا اور واپسی کے لئے گاڑی موڑ لی بارش کے قطروں کو صاف کرتے وائپر مسلسل حرکت کر رہے تھے۔ تیز بارش اور تیز ہوائیں اور ایسے میں فٹ پاتھ پر نظر آتا وہ نکتہ اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ بلیک کلر پر بڑے بڑے ریڈ ڈاٹس والا سوٹ پہنے سیاہ چادر اوڑھے یقیناً وہ وہی تھی۔ کیونکہ کل آفس میں اس نے یہی کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس کی چادر بھیگ کر اسے کے ساتھ چپک گئی تھی۔ اس کے قریب پہنچ کر اس نے ذرا سے بریک لگائی اور فوراً ہی فرنٹ ڈور کھول دیا۔ وہ شیشے پر بارش کے قطروں کی وجہ سے اندر بیٹھی شخصیت کو تو نہ دیکھ پائی تھی لیکن گاڑی پہچان چکی تھی۔ اس لئے وہ فوراً ہی فٹ پاتھ سے اتر کر گاڑی کے آگے سے ہوتے ہوئے دوسری سائیڈ پر آئی اور بغیر کسی ہیل و حجت کے بیٹھ گئی۔ لیکن اتنی دیر میں ہی اس کی حالت بالکل غیر ہو چکی تھی۔ اس لئے بیٹھتے ہی سر سیٹ کی پشت سے لگا لیا۔ اس میں تو اتنی بھی سکت نہ تھی کہ اپنی طرف کا دروازہ ہی بند کر سکتی وہ اب تک نجانے کس طرح چلتی رہی تھی اور اس لمحے اس کی ساری انا و خودداری نجانے کہاں جا سوئی تھی۔ اس نے بغور اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ بند کر دیا گاڑی سٹارٹ کرتے ساتھ ہی اس نے ہیٹر آن کیا تھا اور گاڑی ڈرائیو کرتے بار بار اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ سردی کی شدت سے ہونٹ نیلے اور رنگت زرد ہو چکی تھی۔ گود میں رکھے لرزتے ہاتھ بھی اپنی رنگت چھوڑ گئے تھے۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی بگڑتی حالت اسے تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔ وہ وقفے وقفے سے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھنے کی کوشش کرتی لیکن کامیاب نہ ہو سکی تو یہ کوشش ترک کر کے دوبارہ پشت سے سر ٹیک کر اپنے اردگرد سے بے نیاز ہوگئی تو وہ گھبرا گیا۔

''یو آر آل رائٹ ریمل!'' اس نے اس کا کندھا ہلایا تو اس نے نیم وا آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا اور پھر بند کر لیں۔ اس نے گاڑی کی رفتار بڑھانے کی کوشش کی لیکن دھواں دھار بارش اور گرجتے چمکتے بادلوں کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسے موسم میں گاڑی چلانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تھوڑی سی تلاش کے بعد اس نے گاڑی ایک دوکان کے شیڈ کے نیچے کھڑی کر دی۔

Skorpio
FriendsKorner

ہیٹر کی وجہ سے گاڑی کا ماحول اچھا خاصہ گرم ہو چکا تھا اور شاید شدید ٹھنڈ کے بعد ایک دم یہ گرمائش اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی تھی۔ نیم غنودگی کے عالم میں اسے پہلی بار چھینک آئی اور پھر دوسری پھر تیسری اس نے ٹشو پیپر کا ڈبہ اس کے سامنے کر دیا۔ اس نے آنکھوں میں آئے پانی کو صاف کر کے رگڑ کر ناک صاف کی لیکن پھر چھینکوں کا ایک سلسلہ تھا جو کہ شروع ہو چکا تھا۔ وہ پہلے ہی نڈھال تھی مزید نڈھال ہو گئی۔ کچھ وقفہ آتے ہی اس نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس کی سانس دھونکنی کی طرح تیز چل رہی تھی۔ چھینکوں کے اس پیریڈ میں اس کے جسم کا منجمد خون گردش کرنے لگا تھا۔ نیلے ہونٹ سرخی مائل ہو گئے اور چھوٹی سی ناک بار بار صاف کرنے کی وجہ سے قدرے گلابی ہو چکی تھی۔ بند آنکھوں پر لرزتی لمبی گھنی سیاہ پلکیں وہ شاید آج پہلی بار اسے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا اور یہ لمحہ...... اس نے اس لمحے سے نظریں چرا کر گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی اور سپیڈ بڑھا دی۔

گاڑی کا ہارن سنتے ہی اماں جو اس کی فکر میں کئی بار دروازے تک آ کر باہر دیکھ چکی تھیں اور پھر مایوس لوٹ کر برآمدے میں جا کھڑی ہوتیں باہر بھاگیں۔ اس نے گاڑی روکتے ہی اپنی طرف کا دروازہ کھولا اور دوسری طرف آتے آتے پوری طرح بھیگ گیا۔ اس نے فرنٹ ڈور کھولا ہی تھا کہ دروازے پر اماں نمودار ہوئیں۔

''جلدی کریں آنٹی ریمل کی طبیعت کافی خراب ہے، آپ اسے لے کر اندر چلیں میں کسی ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں؟''

انہوں نے نڈھال سی ریمل کو سہارا دے کر باہر نکالا اور اندر لے گئیں۔

اس نے دوبارہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو وہ گھرر کی آواز پیدا کر کے خاموش ہو گئی۔

''او مائی گاڈ۔'' اس نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔ وہ باہر نکلا اور اسے لاک کر اندر چلا آیا۔ ایک کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن کچن سے برتنوں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ وہیں چلا آیا۔

''آنٹی! گاڑی خراب ہو گئی ہے کیا یہاں قریب کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔''

''نہیں بیٹا! ویسے بھی موسم کافی خراب ہے شاید کوئی ڈاکٹر نہ ملے اس وقت اس لئے رہنے دو تم بھی سارے بھیگ چکے ہو ایسا کرو میں تمہیں بابا کے کپڑے نکال دیتی ہوں انہیں بدل لو۔'' انہوں نے چائے کا پانی چولھے پر رکھا اور کچن سے باہر آ گئیں۔ وہ بھی دوسرے کمرے میں ان کے پیچھے چلا آیا۔ جب وہ باہر نکلا تو اماں ٹرے میں چائے کے مگ رکھے ساتھ والے کمرے میں جا رہی تھیں۔

''ادھر ہی آ جاؤ بیٹا!'' ریمل رضائی اوڑھے لیٹی تھی۔ انہوں نے ٹرے میز پر رکھی اور خود باہر چلی گئیں۔

''اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟'' اس کے پوچھنے پر وہ ''ٹھیک ہے'' کہہ کر خاموش ہو گئی اس نے اس کی طرف ایک نظر دیکھ کر کپ اٹھا لیا۔ اماں گیس ہیٹر لے آئیں اور اسے چلا کر کمرے کے وسط میں رکھ دیا۔

''گھر میں اگر کوئی ٹیبلیٹ ہو تو آپ وقتی طور پر وہ لے لیں۔'' جیسے ہی اماں نے کپ ریمل کو تھمایا وہ بولے بنا نہ رہ سکا۔

''اماں رائٹنگ ٹیبل کی دراز میں گولیاں رکھی ہیں وہ دے دیں مجھے۔'' انہوں نے گولیاں نکال کر ٹیبل پر رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیل کر اسے دیا اور خود بھی چائے کا کپ اٹھا کر اس کے برابر بیٹھ گئیں۔

''تمہارا بہت بہت شکریہ بیٹا! کہ تم اس

Skorpio
FriendsKorner

مشکل میں ہمارے کام آئے۔"

"کیسی غیروں والی باتیں کر رہی ہیں آنٹی! آپ، میں تو ایسے ہی گھومنے کی غرض سے گھر سے باہر نکلا تھا کہ اتفاقاً ان پر نظر پڑ گئی۔ لیکن ایسے خراب موسم میں آپ نے انہیں گھر سے جانے کیوں دیا؟"

"کیا کریں بیٹا! مجبوری تھی پھر کون کرے یہ سارے کام، پہلے تو میں خود ہی سب کچھ کر لیتی تھی لیکن اب مجھ بوڑھی جان سے کچھ نہیں ہوتا۔ بجلی کا بل، پانی، گیس کا بل، گھر کا راشن اور باقی ہر ضرروت کے لئے اسے ہی جانا پڑتا ہے اور کیا پتہ تھا کہ موسم اتنا خراب ہو جائے گا۔"

"لیکن آج تو سنڈے ہے سب بازار بند ہوں گے۔"

"ہم پلازہ سینٹرز سے شاپنگ نہیں کرتے ہم جیسے لوگوں کے لئے بازار سنڈے کو ہی لگتا ہے۔" اس کی باریک سی آواز پر اس نے اماں سے پرے نظر کی وہ اپنی چائے ختم کر چکی تھی۔

اس کی بات پر اس کا شدت سے جی چاہ کہ وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھے کہ "آخر تم اس قدر احساس کمتری کا شکار کیوں ہو" لیکن خاموش رہ گیا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ اس کی موجودگی میں لیٹنے سے گریزاں ہے لیکن پھر اماں کے کہنے پر وہ ان کی آڑ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے گرد اچھی طرح رضائی لپیٹ کر لیٹ گئی۔ اماں نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو ہاتھ سے ہٹایا اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"اسے تو بہت تیز بخار ہو گیا ہے۔"

ان کی بات پر وہ لب کاٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ بارش کچھ تھم گئی ہے میں کسی ڈاکٹر کا پتہ کرتا ہوں۔"

"نہیں پلیز رہنے دیں میں نے ٹیبلٹس لے لیں ہیں تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جاؤں گی آپ کو زیادہ تردد کرنے کی ضرورت نہیں ہے پہلے ہی آپ کو میری وجہ سے کافی تکلیف اٹھانا پڑی ہے، آپ کا بہت بہت شکریہ۔" اس کی بات پر اس کے لب بھینچ گئے۔

"میرا خیال ہے میں چلتا ہوں آنٹی! اب میری یہاں ضرورت نہیں ہے۔" اس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔

"ارے اسے کیا ہوا، میری بات سنو بیٹا!" وہ تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے لپکی وہ برآمدے میں آ کھڑا ہوا۔

"نجانے یہ لڑکی اپنی کھوکھلی انا کا پرچم کب تک بلند رکھے گی۔" اس نے اپنے بوٹ کی ٹوہ سے اکھڑے فرش کو ٹھوکر مار کر مزید اکھیڑ دیا۔

"ایسے موسم میں کیسے جاؤ گے بیٹا! تم گاڑی بھی خراب ہو گئی ہے تمہاری اور رات بھی زیادہ ہو گئی ہے۔"

Skorpio FriendsKorner

"کوئی بات نہیں آنٹی! آپ فکر نہ کریں گاڑی صبح ڈرائیور لے جائے گا۔ میری وجہ سے آپ لوگ ڈسٹرب ہوں مجھے یہ مناسب نہیں لگتا خدا حافظ۔" وہ انہیں کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تو وہ اس کی ناراضگی کا سبب جانے بغیر اسے جاتا دیکھتیں رہیں اور دل ہی دل میں اسے خدا کے حفظ و امان میں دیتی کمرے میں آ گئیں۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی اس طرح کہنے کی۔" وہ اس کا قصور نا سمجھتے ہوئے بھی اس پر پل پڑیں۔

"اماں میں نے تو سرسری بات کی تھی ان کی تکلیف کے خیال سے ہی منع کیا تھا نجانے کون سی بات بھری لگ گئی انہیں۔" اس نے وضاحت کی۔

"اچھا اچھا اب زیادہ صفائیاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے آرام سے سو جا۔" وہ کچھ

اس سے اور کچھ خود سے الجھتی کپ اٹھانے لگیں۔

اور پھر تین دن کے شدید نزلہ زکام اور بخار میں جھلسنے کے بعد وہ چوتھے دن آفس آئی تھی۔

''کہاں رہ گئیں تھیں بھئی تم۔''

''بس طبیعت خراب ہوگئی تھی۔'' وہ پھیکا سا ہنسی۔

''ٹھیک تو اب بھی نہیں لگتی۔'' انہوں نے اس کا جائزہ لیا۔

''میرا خیال ہے کہ تم مزید چھٹی لے کر کچھ دن اور ریسٹ کرو۔''

''نہیں میڈم! پہلے ہی بنا بتائے اتنی چھٹیاں کر چکی ہوں۔''

''کیا مطلب بنا بتائے تین دن کی لیو اپلی کیشن تو آئی تھی تمہاری۔''

''آں...... اچھا۔'' وہ کچھ سوچتے ہوئی بولی۔

Skorpio FriendsKorner

''شاید بیماری کا اثر میرے دماغ پر بھی ہو گیا ہے۔'' وہ خوش دلی سے مسکرائی۔

''سر نہیں آئے کیا؟''

''نہیں، آج صبح کی فلائیٹ سے ان کی مدر کو انگلینڈ سے آنا تھا، اب تو شاید وہ لنچ بریک کے بعد ہی آئیں۔''

''اچھا۔'' کہہ کر وہ اپنے کام میں لگ گئی سارا دن کے کمر توڑ کام کے بعد اس کا سر چکرانے لگا تھا اور زکام کی شدت میں اضافہ ہوگیا تو وہ جلد ہی چھٹی لے کر گھر آگئی۔ دروازے پر کھڑی گاڑی خالہ جان کی اطلاع دے رہی تھی اور جب وہ ان سے ملی تو ابھی بھی اسے مسلسل چھینکتے دیکھ کر پریشان ہوگئیں۔

''ارے بیٹا! تمہاری طبیعت اتنی خراب تھی تو کیوں گئیں آفس، چلو ابھی میرے ساتھ میں تمہیں خود ڈاکٹر سے چیک کرواں گی۔''

''نہیں خالہ جان! میری میڈیسن رکھی ہیں وہی لے رہی ہوں۔''

''اسی لئے ٹھیک ہوگئی ہو۔'' انہوں نے مسکرا کر طنز کیا تو وہ شرمندہ سی ہوگئی۔

''نہیں یہ تو پھر آج کی تھکن کی وجہ سے۔''

''کوئی بہانہ نہیں چلے گا چلو میرے ساتھ۔''

انہوں نے اسے پکڑ کر اٹھایا تو وہ بھی ان کی محبت کے سامنے مجبور ہو گئی۔ ڈاکٹر نے اسے مکمل ریسٹ بتائی تھی۔

اور جب اس نے پورے ہفتے بعد اس کے آفس میں قدم رکھا تو وہ لمحے بھر کے لئے چونکا تھا۔ اپنے مخصوص انداز میں نظریں جھکائے وہ آہستہ آہستہ چلتی ٹیبل کے قریب آن رکی۔

''السلام وعلیکم سر!'' وہ جو اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا اس کے سلام کرتے ہی بے نیاز سا ہو کر اپنی مصروفیت ظاہر کرنے لگا۔

''سر! یہ فائل چیک کر لیں۔'' اس نے فائلیں اس کے سامنے رکھیں۔

''ٹھیک ہے رکھ دیجئے میں کر لوں گا چیک۔'' اس کا پھولا پھولا سا منہ دیکھ کر اس کا جی چاہا کہ وہ اس سے اس کی ناراضگی کا سبب پوچھے لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جسے ہونٹوں میں دبا کر نکل گئی۔ اس نے اس کے جاتے ہی پن بیچا ایک دوسرے میں انگلیاں پھنسا کر چٹخائیں اور جڑے ہاتھوں کو بالوں میں پھیرا۔

مہینہ ختم ہو چکا تھا نجانے اسے کیا سوجھی کہ اس نے ڈرائیور کو پیسے دے کر ایک گھر کے پورے مہینے کا راشن منگوایا اور ریمل کی غیر موجودگی میں ہی اس کے گھر بھجوا دیا۔ شام کو گھر پہنچی تو اس کی اس کارکردگی پر آگ بگولہ ہوگئی۔

''اماں میں پوچھتی ہوں کہ آخر آپ نے یہ

سب کچھ رکھا کیوں؟"

"اب ڈرائیور لے کر آیا تھا تو میں اسے کیا کہتی۔" اماں کی بات پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

"بھکاری سمجھ رکھا ہے ہمیں جو اٹھا کر اتنا کچھ بھیج دیا۔ یہ تو ہم دو لوگوں کے لئے چھ مہینے کا راشن ہے۔ یہ بیف مٹن چکن مچھلی، یہ سب ایک عدد فریج بھی بھجوا دیتے ساتھ ہی۔" اس نے طنز کیا۔

"اور یہ اتنی ساری دالیں جیسے پوری بارات کو حلیم بنا کر کھلانا ہے ہم نے اور یہ سرف، صابن، شیمپو آخر کیا ضرورت تھی انہیں یہ سب کچھ کرنے کی۔" وہ تلملا رہی تھی۔

"اتنے ہی گرے پڑے سمجھ لیا ہے ہمیں۔"

"اچھا بس زیادہ بک بک نہ کر تجھے تو کسی کے خلوص کی پہچان ہی نہیں ہے۔ اب اگر اس نے ہمارا اتنا خیال کیا اتنی محبت کرتا ہے وہ مجھ سے تو کیا میں منہ توڑ کر کہہ دیتی کہ لے جاؤ واپس ہمیں نہیں چاہیے یہ سب، اتنے عرصے بعد مجھے میرے اپنے ملے ہیں اور تجھے برداشت نہیں ہو رہا۔"

"سال بھر ہو گیا ہے آپ کے اپنوں کو ملے ہوئے پہلے تو خیال نہیں آیا۔ آپ نے اپنی مجبوریوں کا رونا رویا ان کے سامنے تو ہی احساس ہوا ناں۔"

"چل ہو تو گیا۔ تیرے باپ کو تو وہ بھی نہ ہوا کبھی۔ آج اگر وہ کسی قابل ہوتا تو کیوں دوسروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہم اور کیوں تجھے یوں صبح شام دھکے کھانا پڑتے۔" وہ رو دیں تو وہ لب بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ وہ ان کے قریب جا کر انہیں چپ کروانا چاہتی تھی۔ تسلی دینا چاہتی تھی لیکن پھر اٹھ کر مٹھیاں بھینچتی کرسی کو ٹانگ مار کر اندر چلی گئی۔

اگلا دن چھٹی کا تھا۔ اماں نے کچھ گوشت صاف کر کے ہمسائیوں کی فریج میں رکھوا دیا اور کچھ مزیدار کھانے بنا کر راحیلہ اور اس کے سسرال والوں کی شاندار سی دعوت کر ڈالی اور جاتے جاتے ڈھیر سارا کھانا ہمراہ بھی کر دیا۔

صبح وہ آفس پہنچی تو سیدھی اس کے کمرے میں گئی۔ وہ اسے دیکھتے ہی اس کے تیور بھانپ گیا تھا، لیکن جب وہ بولی تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"تھینک یو ویری مچ سر! آپ نے ہم بے سہارا لوگوں کا اتنا خیال کیا۔" وہ توقع کے برعکس بہت نرم لہجے میں بات کر رہی تھی۔

"لیکن ہم جیسے غریب لوگوں کے کندھے بہت ناتواں ہوتے ہیں سر! کسی کے احسانوں کا بوجھ زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتے۔" اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ہزار ہزار کے تین نوٹ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔

"پلیز آئندہ ایسی زحمت مت کیجئے گا۔" آخری جملے تک آتے آتے اس کا لہجہ اچھا خاصا کھردرا اور دوٹوک ہو گیا تھا۔

توہین کے شدید احساس سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اعصاب تن گئے اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ پلٹی اسی دم دروازہ کھلا اور رضیہ جنید اندر آ گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی وہ دانتوں پر دانت جمائے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"ہائے زومی ڈیئر، ہاؤ آر یو۔" اس کے پرجوش انداز پر بھی وہ خاموش رہا وہ تیزی سے اپنے اعصاب کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہائے زومی مائی ڈارلنگ، یو آر گریٹ۔"

"اس کو اردو میں کیا کہتے ہیں۔"

Skorpio FriendsKornet

"ہاں اس کو کہتے ہیں، دل کو دل سے راہ ہونا۔" اس نے خالص مغربی زبان میں اردو محاورہ بڑے اسٹائل سے ادا کیا۔

"بائے داوے تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے۔" اس نے پیسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"یہ پیسے وہی رکھ دو۔" اس کے برہم سا کہنے پر وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

"کیوں؟" اس نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"میں نے کہا ناں یہ وہیں رکھ دو۔" اس نے "یہ" پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اس نے کندھے اچکائے اور پیسے واپس رکھ دیئے۔

"بولو کتنے پیسے چاہئیں تمہیں۔" اس نے اپنا والٹ نکالا۔

"اونلی تھرٹین تھاؤزنٹ، ایکچوئلی پاپا کا ڈرافٹ نہیں آیا ابھی تک جیسے ہی ڈرافٹ آیا تمہیں واپس کر دوں گی۔"

"ویسے تمہارے اور میرے پیسے سیپرٹ تو نہیں ہیں۔" اس نے بڑے دلربا انداز میں کہا اور نجانے کیوں آج پہلی بار اسے اس کا یہ انداز انتہائی ناگوار محسوس ہوا تھا۔

"بائی داوے ان میں ایسی کیا بات ہے جو میں یہ نہیں لے سکتی۔" اس نے اس کے ہاتھ سے پیسے لیتے ہوئے ٹیبل پر رکھے پیسوں کی طرف اشارہ کیا۔

"تم اپنے کام سے کام رکھو اور میں نے تمہیں ہزار بار منع کیا ہے کہ میرے آفس مت آیا کرو، تم اپنا مطالبہ ماما سے بھی کہہ سکتی تھیں۔"

"کچھ زیادہ ہی روڈ نہیں ہو رہے تم اس وقت اور میری یہ بات کان کھول کر سن لو تم، میرے فیانسی تم ہو ماما نہیں تم سے پیسے لینے کا میں پورا حق رکھتی ہوں انڈرسٹینڈ۔" اس کے دلبرانہ انداز اب اس کی برداشت سے باہر ہوتے جا رہے تھے۔

"ٹھیک اس وقت تم جاؤ اور وقت بے وقت مجھے ڈسٹرب کرنے مت آیا کرو۔"

"اوکے ڈارلنگ بائے۔" وہ اس کے گال کو چھوتے ہوئے بولی اور واپس چلی گئی۔ اس کی پرسوچ نگاہوں نے اس کا دروازے تک پیچھا کیا تھا اور پھر ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"ایک وہ لڑکی ہے اور ایک یہ۔ واؤ میرے مولا اتنا ڈفرینس ایک ہی صنف میں۔"

وہ اس وقت آفس میں موجود اپنے کام میں منہمک تھا جب اس کے موبائل کی بپ ہوئی۔

"جی ماما السلام وعلیکم!"

"وعلیکم السلام احزم! تم فوراً گھر آ جاؤ بیٹا!" ان کی گھبرائی ہوئی آواز اس تک پہنچی تو۔

"خیریت ماما!"

"لندن سے منیجر صاحب کا فون آیا ہے کہ تمہارے پاپا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ہوسپٹل میں ہیں وہ۔"

"او مائی گاڈ! کیا ہوا ہے انہیں؟"

"مجھے نہیں معلوم تم ایسا کرو پہلی فلائیٹ سے میری سیٹ کنفرم کروا دو۔"

"اوکے ماما میں ابھی آ رہا ہوں آپ گھبرائیں مت۔"

"وہاں پہنچتے ہی مجھے فون کر دیجیے گا ماما!" وہ اس وقت ایئرپورٹ کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

"اوکے بیٹا!" انہوں نے اس کی پیشانی چومی اور اندر چلی گئیں۔

وہ وقفے وقفے سے پاپا کے نمبر پر فون کر رہا تھا لیکن وہ مسلسل بند تھا۔ اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔ وہ ساری رات جاگنے کے بعد ابھی سویا تھا کہ فون کی بیل بج اٹھی۔

Skorpio FriendsKorner

''ماما! اتنی دیر سے فون کیا ہے آپ نے آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنا پریشان ہوں۔''

''بیٹا! پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے تمہارے بابا بالکل ٹھیک ہیں ان کا بی پی اپ ہو گیا تھا اور وہ چیک اپ کے لئے ہوسپٹل گئے تھے۔ مینجر صاحب نے سرسری سا ہی ذکر کیا تو میں گھبرا گئی۔ تم کوئی ٹینشن مت لینا مائی چائلڈ وہ بالکل ٹھیک ہیں اور میں اب کچھ دن رکوں گی یہاں۔''

''پاپا سے بات کروائیں میری۔'' اور پھر وہ پاپا سے بات کر کے مطمئن ہو گیا تھا۔

ماما کو گئے ابھی دو ہی دن ہوئے تھے لیکن اسے ایسا لگتا کہ جیسے نجانے کتنے دن گزر گئے ہو آفس سے آنے کے بعد وہ پوری نیند لے کر اٹھا تھا شام کا ملگجا سا اندھیرا پھیل چکا تھا گھر کا کل وقتی ملازم کل ہی چھٹی لے کر اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ پاپا کی غیر موجودگی ڈرائیور کی ویسے ہی چھٹی ہوتی تھی گیٹ پر موجود چوکیدار سینما کا شوقین بھی رات کے شو دیکھنے کے لئے اس کی بڑی خوشامد کر کے چھٹی لے گیا۔ گھر کی صفائی ستھرائی کے لئے ملازمہ صبح اس کے آفس جانے کے بعد آتی تھی۔ اس نے خود ہی اپنے لئے چائے بنائی اور اسٹڈی میں چلا آیا اور ابھی اسے اپنے کام میں مصروف ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک درد ناک پکار سن کر چونک اٹھا۔

''سلمیٰ آپا، سلمیٰ آپا، کہاں ہو تم باہر آؤ، دیکھ تیری نصیبوں جلی بہن تیرے در پر بھیک مانگنے آئی ہے۔''

''آنٹی!'' وہ گھبرا کر اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر آیا کہ ان کی دل کو چیرتی ہوئی پکار مسلسل جاری تھی۔ وہ آنکھیں بند کیئے روئے چلی جا رہی تھیں۔ گم صم سی ریمل عام سے حلیے میں سیاہ چادر کی بجائے گھر کا معمولی سا دوپٹہ لئے ایک طرف کھڑی تھی۔

''کیا ہوا آنٹی!'' اس نے انہیں بازوؤں میں پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔

''میری بچی، ہائے میری بچی کو بچالو ہائے میری ریمل کو بچالو۔'' وہ بین کرنے کے انداز میں فریاد کرنے لگیں اس نے ایک پریشان نظر خود سے بے خبر ریمل کو دیکھا۔

''آنٹی! پلیز بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے آخر؟''

''آپا، آپا کہاں ہیں میری انہوں نے کہا تھا کہ وہ میری ہر مشکل میں کام آئیں گی وہ میری مدد ضرور کریں گی۔ ہائے آپا مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے مجھے اب تو کہاں چھپی بیٹھی ہے۔ ہائے میری بچی برباد ہو جائے گی، آپا اس کو بچالے، ہائے میں کیا کروں کیسے کہوں؟''

''آنٹی! پلیز ایسے مت کریں مجھے بتائیں کیا ہوا ہے۔'' اس کا دل کسی انہونی کے خیال سے لرز رہا تھا۔

Skorpio FriendsKorner

''ماما گھر پر نہیں ہیں وہ انگلینڈ گئیں ہیں پاپا کے پاس آپ یہاں آئیں بیٹھیں اور مجھے بتائیں کیا بات ہے میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گا۔ جو بھی مجھ سے ہو سکا میں کروں گا۔'' اس نے انہیں پکڑ کر صوفے پر بیٹھایا اور ساتھ ہی اپنی مدد کا یقین دلاتے ہوئے پانی کا گلاس بھر کر ان کی طرف بڑھایا۔ لیکن ان کے ذہن میں جیسے بجلی سی کوندی تھی۔

''ہاں، ہاں تم ہی میری مدد کر سکتے ہو، تم میری بیٹی سے شادی کر لو۔'' وہ اچانک ہی اٹھ کر بولیں تو اس کے ساتھ ساتھ ریمل کو بھی جھٹکا لگا تھا۔

(باقی اگلے ماہ)

☆☆☆

دوسری قسط

مکمل ناول

مجھے اپنے ملن کا غرور دو

ثناء ظفر

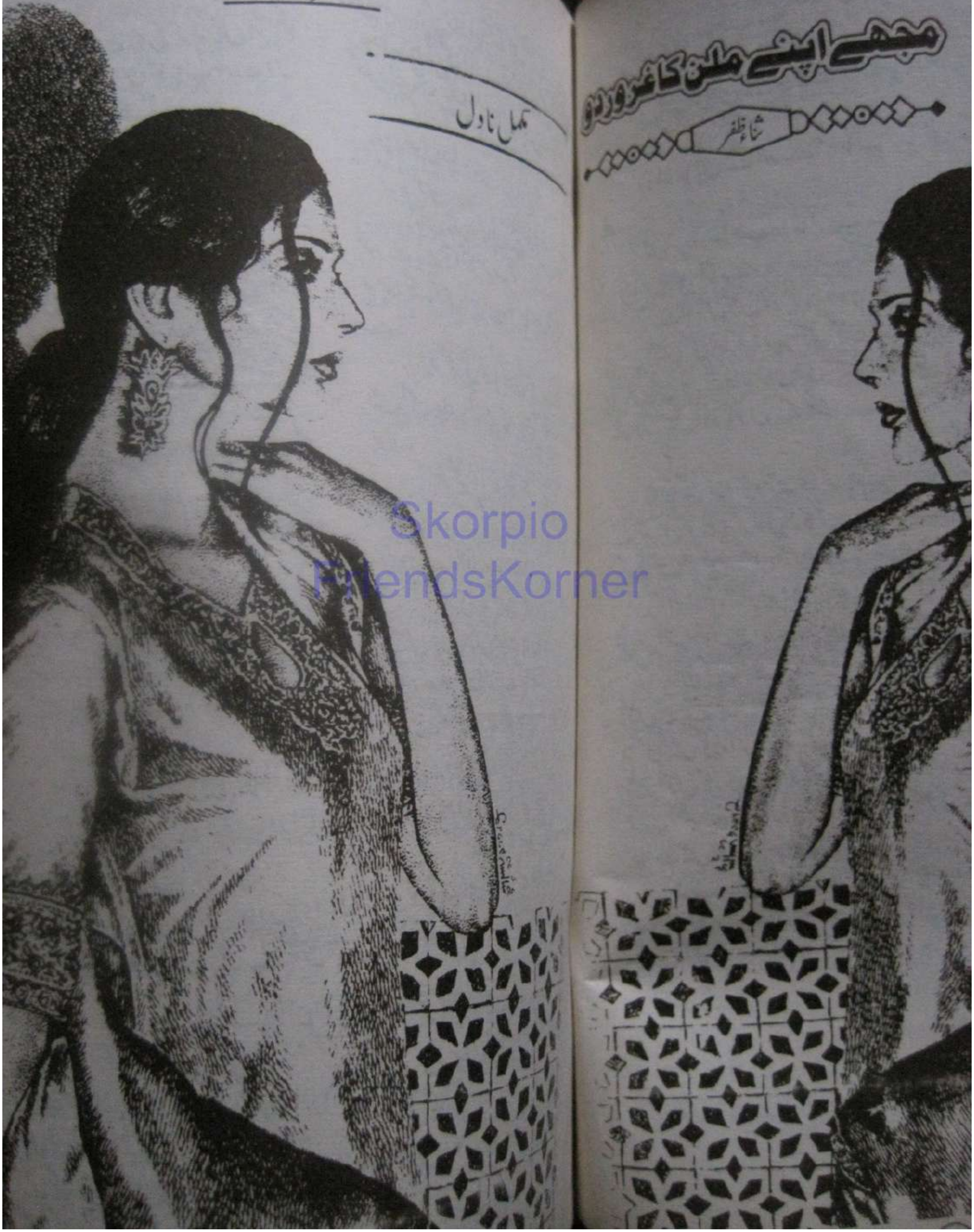

Skorpio
FriendsKorner

"کیا؟"

"ہاں، تم ریمل سے نکاح کر لو ہاں اس کا یہی حل ہے ورنہ، ورنہ اس کا باپ اسے اس بوڑھے سیٹھ سے بیاہ دے گا۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آنٹی آپ؟"

"ٹھیک کہہ رہی ہوں، نکاح پر نکاح نہیں ہوتا۔ بس کچھ دنوں کے لئے اس کو اپنا نام دے دو اور کچھ نہیں چاہیے ہمیں تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔" اماں بول رہی تھیں اور وہ حیران پریشان انہیں دیکھ رہا تھا جب کہ ریمل ہسٹریائی انداز میں نفی میں سر ہلاتے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"لیکن آنٹی! یہ سب کیسے ہو سکتا ہے اور پھر اتنی جلدی۔"

"ماما بھی یہاں نہیں ہیں۔" اس کی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"خدا کے لئے تمہیں اللہ کا واسطہ انکار مت کرنا، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میری بچی کی زندگی بچا لو، ایک غریب بے سہارا عورت تم سے مدد کی بھیک مانگتی ہے۔"

"آنٹی پلیز آپ اس طرح تو......" وہ ابھی بول ہی نہ پایا تھا کہ انہوں نے اپنی چادر اتار کر اس کے قدموں میں رکھ دی۔

"تجھے میری اس عزت اس چادر کا واسطہ انکار نہ کرنا۔" وہ اس صورتحال کے لئے قطعی تیار نہیں تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آنٹی آپ۔" وہ خود بھی جھکی اس کے قدموں میں بیٹھ گئیں تھیں۔

"اماں!" وہ چیخ کر آگے بڑھی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم۔ اٹھو گھر چلیں۔" وہ انہیں کھینچ کر اٹھانے لگی۔ اس کے قدموں میں پڑی ماں کی چادر اور اس کے قدموں پر جھکی اس کی ماں اسے حواسوں میں لے آئی تھی۔

ابھی کچھ ہی دیر پہلے تو ابا آیا تھا وہ دونوں ابھی مغرب کی نماز ادا کر رہی تھیں پر دستک ہوئی تھی اماں نے سلام پھیر [cut] کھولنے چلی گئیں۔

"کون؟" انہوں نے پوچھنے کے سا[تھ] [cut] دروازہ کھول دیا۔

"تو۔"

"ہاں میں، کیوں تجھے خوشی نہیں ہوئی [cut] عورت ہے تو اتنا عرصہ شوہر جیل میں رہا تو [cut] پوچھا تک نہیں اور اب آ گیا ہوں تو حیران ہو [cut] ہے۔"

"خوشخبری لایا ہوں تیرے لئے۔" [cut] میں بھی چارپائی پر پورے استحقاق سے [cut] بولا۔

"خوشخبری اور تو تیرے پاس سوائے منحوس خبر کے کوئی دوسری بات نہیں ہو [cut]" انہوں نے حقارت سے کہا۔

"ارے ناشکری عورت ایسا بھی کیا [cut] نہیں بول رہا بہت بڑی خوشخبری لایا ہوں بیٹی کدھر ہے ارے کیا بھلا سا نام ہے اس [cut] ارے لعنت ہے مجھ پر اپنی بیٹی کا نام بھی نہیں [cut] ارے وہ چھوٹی والی بڑی کو تو، تو نے بیاہ دیا [cut] اب چھوٹی کی ہی باری ہے۔" وہ اٹھ بیٹھا۔

"کیوں کیا کام ہے تجھے اس سے، پیسے چا[ہیے] [cut] تو ایک پیسہ نہیں تیرے لئے ہمارے پاس۔" انہوں نے اس کے لفظوں پر غور کئے بغیر کہا۔

"ناں راشدہ بیگم ناں، اب مجھے پیسے [cut] کوئی تھوڑ نہیں، پتہ ہے سیٹھ زمان خان نے [cut] سے میری بیٹی کا رشتہ مانگا ہے۔" اس نے اکڑ [cut] کہا۔

"کیا، کیا بکواس کر رہا ہے تو۔"

"بکواس نہیں کر رہا سچ کہہ رہا ہوں میری جان! بڑا بنا پھرتا ہے۔ میری ذمہ داری لینے کو [cut] ہی نہیں تھا پھر پتہ نہیں کہاں دیکھ لیا اسے کہ دیو[انہ] ہی ہو گیا۔ نہ صرف مجھے چھڑوایا بلکہ کار [cut]

Skorpio FriendsKorner

بھی حصے دار بنا رہا ہے۔

''چپ کر جا میں کہتی ہوں چپ کر جا ورنہ میں تیری زبان کاٹ کر پھینک دوں گی اگر میری بیٹی کے متعلق ایک بات بھی ایسی کہی۔'' وہ ریمل کے لئے ایسی ہی جذباتی تھیں۔

''ارے پاگل ہوئی ہے تو، ساری زندگی کی روٹیاں لگ جائیں گی اور وہ ستر اسی سال کا بوڑھا بیٹو اور کتنا عرصہ جی لے گا، ساری زندگی راج کرے گی راج۔''

''میں کہتی ہوں دفع ہو جا یہاں سے بے غیرت بے حیا۔'' انہوں نے اسے دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا۔

''ارے پاگل مت بن راشدہ خود سوچ کہ بیٹھے بٹھائے لاٹری نکل آئی ہے ہماری۔''

''چلا جا یہاں سے اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں سے قتل ہو جائے تو چلا جا یہاں سے۔''

انہوں نے اسے پورے زور سے دھکا دیا اس لمحے ان کے کمزور وپا تو اس جسم میں نجانے کہاں سے اتنی طاقت آ گئی تھی کہ وہ لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا اپنی اولاد کو بچانے کے لئے تو چڑیا بھی سانپ سے لڑ جاتی ہے اور پھر وہ تو ایک انسان تھیں اور ان کے سامنے نشے کا مارا ہوا بوڑھا کمزور بے غیرت باپ کھڑا تھا وہ کیوں نہ شیر کی طرح جھپٹتی۔

''تو، تو پاگل ہو گئی ہے راشدہ مگر سن چاہے مرضی دھکے دے پرسوں شام کو بارات لے کر آؤں گا میں اور رانی بنا کر لے جاؤں گا اپنی بیٹی کو اور سن اگر کوئی گڑبڑ کی تو یاد رکھنا بڑے خطرناک لوگ ہیں وہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے مجھے بھی جا کر سیٹھ کی طرف سے تیاریاں کرنی ہیں۔ یہ لے کچھ پیسے رکھ لے یہ دو دن بھی اس لئے رکھے ہیں کہ تو اچھی سی تیاری کر لے اور خوبصورت سی دلہن بنانا میری بیٹی کو بڑی شان سے بارات آئے گی اس کی۔''

''میں تھوکتی بھی نہیں تیرے پیسے پر دفع ہو جا یہاں سے اور اپنی منحوس شکل لے کر یہاں نہ آنا۔'' وہ چیخی اور اس کے نکلتے ہی فوراً دروازہ بند کرلیا اور اسی سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئیں۔ برآمدے میں کھڑی ریمل چارپائی پر بیٹھ گئی۔ دونوں کے وجود کی عمارتیں زلزلوں کی زد میں تھیں اور اس سے پہلے کہ یہ عمارتیں ڈھے کر آرزوؤں کے ملبے تلے دب جائیں۔ وہ جھٹکے سے اٹھیں بھاگ کر ریمل کے پاس آئیں اس کا ہاتھ تھاما اور کھینچتی ہوئی گھر سے باہر لے آئیں۔ رات کی تاریکی ہر چیز کو آہستہ آہستہ اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اور یہ تاریکی شاید اس کے وجود میں بھی سرائیت کر گئی تھی اس لئے تو اسے کچھ بھی سجھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کب اماں نے رکشہ رکوایا کب وہ اس میں سوار ہوئیں کیسے یہاں تک پہنچیں اماں کیا کہہ رہی تھیں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ لیکن اس کے قدموں میں پڑی اماں کی چادر اور اس کے قدموں میں جھکی اس کی ماں اسے حواسوں میں لے آئی تھی۔

''اماں!'' وہ چیخ کر آگے بڑھی تھی۔

''یہ کیا کر رہی ہو تم۔''

''اٹھو، اٹھو یہاں سے چلو گھر، کچھ نہیں ہوگا مجھے۔'' وہ انہیں بازو سے پکڑ کر کھینچنے لگی۔

''معاف کیجیے گا سر! میری ماں پاگل ہو گئی ہے اسے بیٹی کی محبت نے پاگل کر دیا ہے۔'' وہ مسلسل روتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی اور پھر انہیں اٹھانے لگی۔

''اٹھیں اماں چلیں گھر چلتے ہیں ابھی ایسا بھی اندھیر نہیں مچا کہ وہ جو مرضی کرتا پھرے۔''

''چھوڑ دے مجھے تو نہیں جانتی اپنے باپ کو تجھے نہیں پتہ کیسے درندوں میں پھنسا ہے وہ، وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔''

''بیٹا! میں تم سے کچھ نہیں چاہتی صرف اسے اپنا نام دے دو یہ محفوظ ہو جائے گی۔ نکاح پر

Skorpio FriendsKorner

بھی حصے دار بنا رہا ہے۔"

"چپ کر جا میں کہتی ہوں چپ کر جا ورنہ تیری زبان کاٹ کر پھینک دوں گی اگر میری بیٹی کے متعلق ایک بات بھی ایسی کہی۔" وہ ریمل کے لئے ایسی ہی جذباتی تھیں۔

"ارے پاگل ہوئی ہے تو، ساری زندگی کی موجیاں لگ جائیں گی اور وہ ستر اسی سال کا بوڑھا اور کتنا عرصہ جی لے گا، ساری زندگی راج کرے گی راج۔"

"میں کہتی ہوں دفع ہو جا یہاں سے بے غیرت بے حیا۔" انہوں نے اسے دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا۔

"ارے پاگل مت بن راشدہ خود سوچ کہ بیٹھے بٹھائے لاٹری نکل آئی ہے ہماری۔"

"چلا جا یہاں سے اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں سے قتل ہو جائے تو چلا جا یہاں سے۔" انہوں نے اسے پورے زور سے دھکا دیا اس لمحے ان کے کمزور و ناتواں جسم میں نجانے کہاں سے اتنی طاقت آ گئی تھی کہ وہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگا اپنی اولاد کو بچانے کے لئے تو چڑیا بھی سانپ سے لڑ جاتی ہے اور پھر وہ تو ایک انسان تھیں اور ان کے سامنے نشے کا مارا ہوا بوڑھا کمزور بے غیرت باپ کھڑا تھا وہ کیوں نہ شیر کی طرح جھپٹتی۔

"تو، تو پاگل ہو گئی ہے راشدہ مگر سن چاہے جتنی دھکے دے پرسوں شام کو بارات لے کر آؤں گا میں اور رانی بنا کر لے جاؤں گا اپنی بیٹی کو اور سن اگر کوئی گڑبڑ کی تو یاد رکھنا بڑے خطرناک لوگ ہیں وہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے مجھے بھی جا کر سیٹھ کی طرف سے تیاریاں کرنی ہیں۔ یہ لے کچھ پیسے رکھ لے یہ دو دن بھی اس لئے رکھے ہیں کہ تو اچھی سی تیاری کر لے اور خوبصورت سی دلہن بنانا میری بیٹی کو بڑی شان سے بارات آئے گی اس کی۔"

"میں تھوکتی بھی نہیں تیرے پیسے دفع ہو جا یہاں سے اور اپنی منحوس شکل لے کر یہاں نہ آنا۔" وہ چیخی اور اس کے نکلتے ہی فوراً دروازہ بند کر لیا اور اسی سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلیں گئیں۔ برآمدے میں کھڑی ریمل چارپائی پر بیٹھ گئی۔ دونوں کے وجود کی عمارتیں زلزلوں کی زد میں تھیں اور اس سے پہلے کہ یہ عمارتیں ڈھے کر آرزوؤں کے ملبے تلے دب جاتیں۔ وہ جھٹکے سے اٹھیں بھاگ کر ریمل کے پاس آئیں اس کا ہاتھ تھاما اور کھینچتی ہوئی گھر سے باہر لے آئیں۔ رات کی تاریکی ہر چیز کو آہستہ آہستہ اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اور یہ تاریکی شاید اس کے وجود میں بھی سرائیت کر گئی تھی اس لئے تو اسے کچھ بھی سجھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کب اماں نے رکشہ رکوایا کب وہ اس میں سوار ہوئیں کیسے یہاں تک پہنچی اماں کیا کہہ رہی تھیں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ لیکن اس کے قدموں میں پڑی اماں کی چادر اور اس کے قدموں میں جھکی اس کی ماں اسے حواسوں میں لے آئی تھی۔

"اماں!" وہ چیخ کر آگے بڑھی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم۔"

"اٹھو، اٹھو یہاں سے چلو گھر، کچھ نہیں ہو گا مجھے۔" وہ انہیں بازو سے پکڑ کر کھینچنے لگی۔

"معاف کیجیے گا سر! میری ماں پاگل ہو گئی ہے اسے بیٹی کی محبت نے پاگل کر دیا ہے۔" وہ مسلسل روتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی اور پھر انہیں اٹھانے لگی۔

"اٹھیں اماں چلیں گھر چلتے ہیں ابھی ایسا بھی اندھیر نہیں مچا کہ وہ جو مرضی کرتا پھرے۔"

"چھوڑ دے مجھے تو نہیں جانتی اپنے باپ کو تجھے نہیں پتہ کیسے درندوں میں پھنسا ہے وہ، وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"

"بیٹا! میں تم سے کچھ نہیں چاہتی صرف اسے اپنا نام دے دو یہ محفوظ ہو جائے گی۔ نکاح پر

Skorpio FriendsKorner

نکاح نہیں ہو سکتا پھر وہ کچھ نہیں کر سکیں۔ جب یہ بلا سر سے ٹل گئی طلاق دے دینا تم، تم فیصلہ کرنے میں بااختیار ہو۔"

"اماں خدا کے لئے چپ کر جاؤ اور چلو گھر چلیں۔" اس کی بات پر اس نے بہت سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا جس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے اور بے بسی چہرے سے مترشح تھی۔ اس نے فیصلہ کن انداز میں چادر اٹھائی اماں کے سر پر رکھی انہیں بازوؤں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا اور خود وسیع وعریض ڈرائنگ روم کے ایک کونے میں رکھے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ ریسور ہاتھ میں تھا چند منٹ بات کی اور پھر اسے کریڈل پر رکھ کر باہر نکل گیا۔ پندرہ بیس منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو جو لوگ اس کے ساتھ تھے وہ انہیں دیکھ کر دم بخود رہ گئی۔ منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے وہ حیرانی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اماں نے اس کا ڈوپٹہ کھینچ کر کے سر جھکا دیا۔ وہ انہیں لئے صوفوں کی طرف بڑھ گیا۔ نجانے کون کون سے کاغذات تھے جنہیں وہ پر کر رہا تھا اور پھر وہ لوگ اٹھ کر اس کی جانب آئے۔ جب کہ وہ وہیں بیٹھا رہا اسے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں وہ آنکھوں میں بے یقینی لئے انہیں دیکھ رہی تھی اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ ان سب کو دھکیلتی ہوئی یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے۔

"لیکن کہاں۔" کہیں بھی تو کوئی جائے پناہ نہ تھی۔

"جی اجازت ہے۔"

"جی مولوی صاحب شروع کریں۔" اور پھر نجانے وہ اس سے کیا پوچھ رہے تھے اس کی نگاہیں تو اماں پر جمی تھیں جن سے مسلسل آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کر اس کی گود میں گر رہی تھیں۔

"بولو بیٹا! قبول ہے۔" مولوی صاحب تیسری بار پوچھ چکے تھے۔

"ہاں، بول دے میری بچی۔" اماں نے فریاد کی لیکن ایک جامد خاموشی تھی جو کہ ٹوٹ نہ پا رہی تھی اور پھر اماں نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے اور وہ جس کی ساری توجہ ادھر ہی تھی یہ منظر دیکھ کر لب بھینچ گیا۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔ کسی بزرگ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ مولوی صاحب نے اپنے الفاظ دوبارہ دہرائے۔

"قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔" کہتی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس کی آواز کانوں تک پہنچتے ہی ایک طویل سانس اس کے ہونٹوں سے خارج ہوئی تھی۔

ان سب کے جانے کے بعد وہ صوفے کے بازو پر کہنی جمائے ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھے بیٹھا تھا۔ اس وقت وہ اپنے احساسات سے خود بے خبر تھا۔ خود کو بھی سمجھنے سے قاصر تھا وہ۔

"اچھا بیٹا! اب ہمیں بھی اجازت دو، تم نے جو کچھ ہمارے لئے کیا اس کے احسان مند ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ جیسے حالات سازگار ہوئے تم اپنا فیصلہ کرنے میں بااختیار رہو گے۔ جس خاموشی سے یہ سب ہے اسی راز داری سے ختم ہو جائے گا میں کوشش کروں گی کہ اب جلد از جلد ہمارے جوڑ کا رشتہ مل جائے تم پر بھی بھروسہ۔ میں نے اسی لئے ہے کہ تم اس شخص کے بیٹے ہو جس نے میری بھی کے اعتبار کو کبھی دھوکا نہیں دیا۔" وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولتی اماں کی طرف منہ اٹھائے دیکھ رہا تھا۔

"خدا حافظ بیٹا!" وہ پلٹی اور صوفے پر بیٹھی ریمل کو اٹھایا تو اس نے بنا نظر اٹھائے اماں سے قدم سے قدم ملا دیئے۔ وہ انہیں جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے آج وہ اپنا سب

Skorpio FriendsKorner

کر جا رہی ہو اور اس کے پاس بچا بھی کیا اپنی انا اپنی خودداری اور اپنی عزت نفس آج وہ کسی کے قدموں میں ڈال گئی تھی۔ نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ بے دم گیا اس کے کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی اس کا دماغ مختلف آوازوں کی آماجگاہ بنا وہ وہیں لیٹ گیا۔

''ہم تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں یں یقین دلاتی ہوں کہ حالات ساز گار ہی تم اپنا فیصلہ کرنے میں بااختیار ہو گے خاموشی سے یہ سب کچھ ہوا ہے اسی راز سے ختم ہو جائے گا ہمارے جوڑ کا رشتہ مل تو......'' وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

یہ جو کچھ ہو چکا ہے کیا اس کے بعد یہ سب آسان ہو گا؟ بڑے بڑے سوالیہ نشان تھے جو کے ذہن میں چکراتے پھر رہے تھے۔

''ریمل اٹھ جا میری بچی کیا آج بھی دفتر جائے گی۔'' لیکن وہ کروٹ لیے خاموش رہی تو وہ اس کے پاس آبیٹھی۔

Skorpio
FriendsKorner

''چل اٹھ کر تیار ہو کر دفتر جا شاباش۔''

''آپ نے ایسا کیوں کیا اماں، آپ کو ایسا کرنا چاہیے تھا۔'' اس کے رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے۔

''تو خود ہی بتا اس کے سوا کوئی چارہ تھا ے پاس۔''

''تو پھر کوئی ہم پلہ ڈھونڈا ہوتا اب، اب کیا کروں گی، کس طرح سامنا کروں گی میں۔'' ے ایک ہی بات ہولائے جا رہی تھی۔

''تجھے کس نے کہا ہے سامنا کرنے کو جو ہو یکھا جائے گا بس تو پریشان نہ ہو اللہ جو کرتا بہتر کرتا ہے اور تو خود سوچ کوئی ہمارے جیسا ان ان لوگوں کا کیا کر لیتا احزم کوئی چھوٹا آدمی ہے اور نہ ہی اس کا باپ، بڑی پہنچ ہے اس کی، بس تو چھوڑ ان باتوں کو اور دفتر چلی جا اور کوشش کرنا دیر سے آنے کی میں بھی گھر پہ تالا ڈال کر کسی کے گھر بیٹھ رہوں گی نہیں تو پھر ایسا کیوں نہ کریں کہ تو دفتر سے سیدھی خالہ کی طرف چلی جا میں بھی وہیں آجاؤں گی۔''

''نہیں کہیں نہیں جاؤں گی اماں گھر آؤں گی سیدھی جو ہو گا ناں دیکھا جائے گا۔'' اس نے سخت لہجے میں دوٹوک جواب دیا اور اٹھ کر آفس جانے کی تیاری کرنے لگی۔

''مسز خان، مس زیدی پہنچ گئیں ہیں تو انہیں میرے کمرے میں بھیجیں۔''

''نہیں ابھی تو وہ نہیں آئی اور نہ ہی کوئی اطلاع دی ہے اس نے کل بھی بنا بتائے ہی چھٹی کر لی تھی۔'' وہ کچھ پریشانی سے بولیں۔

''ہوں۔'' کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''شاید وہ اب نہ آئے۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا۔

''کچھ کہا تم نے۔''

''ارے نہیں تو ٹھیک ہے آپ اپنا کام کریں۔''

''کیا بات ہے احزم میں نوٹ کر رہی ہوں تم کل سے کچھ ڈپریس ہو، کوئی پرابلم ہے کیا انکل ٹھیک ہیں ناں۔''

''ہاں ٹھیک ہیں وہ بس ان کی طبیعت کچھ خراب تھی اور وہ اتنی دور ہیں بس شاید اسی وجہ سے۔'' اس نے بات ٹالی تو وہ سر ہلا کر رہ گئیں اور اسے تسلی دیتی ہوئیں باہر نکل گئیں۔

ریمل جب آفس پہنچی تو وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں تھا۔

''کیا بات ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔'' مسز خان متفکر تھیں۔

''جی میڈم! طبیعت ٹھیک نہیں ہے میری۔'' وہ ایک بار اپنی سیٹ پر بیٹھی تو دوبارہ وہاں سے اٹھنے کی ہمت نہ کر سکی۔ میڈم نے بھی اس کی

طبیعت کی ناسازی کا خیال رکھا تھا۔

''ریمل! تم یہ فائلز ہیں انہیں چیک کر لو گی کئی دنوں سے ایسے ہی پڑی ہیں مجھے بالکل بھی وقت نہیں ملا انہیں دیکھنے کا اور ابھی بھی بہت سا کام پڑا ہے جو مجھے آج ہی کمپلیٹ کرنا ہے۔'' انہوں نے سیف میں سے کچھ فائلیں نکال کر علیحدہ کر کے اس کی ٹیبل پر رکھیں اور خود اپنی سیٹ پر بیٹھ کر کمپیوٹر آن کیا۔ وہ ان فائلوں کو باری باری کھول کر دیکھنے لگی۔

''مسز خان وہ مہران برادرز کی اسائمنٹ کا......'' وہ اپنی ہی رو میں اندر آیا تھا لیکن اس پر نظر پڑتے ہی ایک لمحے کے لے چپ رہ گیا۔ میڈم اس کے اندر آتے ہی اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں بے شک لاکھ انڈرسٹینڈنگ سہی لیکن وہ جونیئرز کے سامنے اس کے عہدے کا احترام کرتیں تھیں اور دو سینئرز کی موجودگی میں بھلا وہ کیسے بیٹھی رہ سکتی تھی۔ وہ اپنے لرزتے وجود کو سمیٹتی کھڑی تو ہو گئی تھی لیکن نچلا ہونٹ سختی سے دانتوں تلے لیا تھا لرزتی سیاہ پلکیں اس کے عارض پر سایہ فگن تھیں۔ ہاتھوں کی لغزش چھپانے کے لئے ایک ہاتھ کی مٹھی بھینچے دوسرے ہاتھ میں پکڑے پن سے سامنے رکھے کاغذ پر مسلسل کلیریں کھینچ رہی تھی۔ وہ بات تو یقیناً مسز خان سے کر رہا تھا لیکن نظریں اس پر جمی تھیں وہ شاید کوئی بات کرتے کرتے بھول گیا تھا اس لئے مسز خان کے کسی سوال کا جواب غلط دے بیٹھا تھا۔ وہ بڑی حیرانی سے دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

''جی سر! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟'' انہوں نے بہت کھوجتی ہوئی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔ لیکن اس کا سارا دھیان اس کی طرف تھا جس کی تیزی سے زرد ہوتی رنگت اس بات کی غماز تھی کہ اگر وہ چند لمحے بھی مزید کھڑا رہا تو وہ یقیناً گر جائے گی۔

''اوکے مسز خان آپ تھوڑی دیر بعد میرے کمرے میں آئیں اس سلسلے میں پھر تفصیلی بات ہو گی۔'' وہ اس کی کیفیت کو بہت اچھی طرح سمجھ رہا تھا کسی سے نہ ماننے والی بھی نہ جھکنے والی پر تقدیر نے ایسا کاری وار کیا تھا کہ وہ منہ کے بل گری تھی اور اسے سنبھلنے کے لئے کچھ وقت تو درکار تھا ناں۔

اس نے اپنی بات سمیٹی اور تیزی سے نکل گیا۔ اس کے کمرے سے نکلتے ہی اس نے سیٹ پر گرتے ہی سر تھام لیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف آئیں تھیں۔

''کیا ہوا ریمل؟'' ان کے لہجے میں تشویش تھی اسے اپنے اردگرد ہر شے چکراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

''یو آر آل رائٹ۔''

''اوں، ہاں، یس میڈم!'' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بمشکل کہا تو انہوں نے گلاس میں پانی بھر کر اسے دیا جو کہ وہ ایک سانس میں پی گئی۔ مسز خان کے لئے یہ بچویشن بہت چونکا دینے والی تھی۔ وہ احزم کو ایک عرصے سے جانتی تھیں۔ ان کی پہلی ملاقات لندن یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔ وہ ایم بی اے کے پہلے سال میں تھا۔ شیرون خان اور حنا خان کزنز ہونے کے ساتھ ساتھ منگیتر بھی تھے۔ پاکستانی ہونے کے ناطے تین سال سینئر ہونے کے باوجود ان دونوں کی دوستی احزم سے ہو گئی۔ ان کو یہ سیدھا سادا اور مخلص سا نوجوان بہت پسند آیا تھا۔ لڑکیاں اس کے گرد پروانوں کی طرح منڈلاتی تھیں لیکن وہ ان سے رسمی سی دوستی تو ضرور کرتا لیکن کبھی کسی کو توجہ کے قابل نہ سمجھا تھا۔

''لیکن آج یہ سب......'' کیوں اور کیسے وہ سمجھنے سے قاصر تھیں اور پھر ریمل بھی تو کوئی پہلی بار آفس نہیں آئی، گزشتہ دو سالوں سے وہ ان کے ساتھ کام کر رہی تھی اور پھر کون سی ایسی نئی بات ہو گئی تھی۔

Skorpio FriendsKorner

''کیا پرابلم ہے ریمل!''
''آں، کک...... کچھ نہیں۔'' انہوں نے بہت کھوجتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا اور اپنی سیٹ پر واپس آ گئیں۔
چھٹی ٹائم وہ ایک مخمصے میں پھنسی تھی آخر وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔
''عبدل تم ابھی تک یہاں کیوں بیٹھے ہو۔'' وہ جانے کے لئے اپنے کمرے سے نکلا تھا۔
''وہ جی چھوٹی میڈم ابھی تک آفس میں بیٹھیں ہیں۔''
''کون؟ ریمل!''
''جی صاحب!''
''ٹھیک ہے تم جاؤ۔'' لیکن پھر کچھ سوچ کر فوراً بولا تھا۔
''نہیں میرا خیال ہے تم رکو جب وہ چلی جائیں تو لاک کر کے جانا اور ہاں یہ لفافہ انہیں دے دینا۔''
''ٹھیک ہے صاحب جی!'' اس نے لفافہ تھاما اور ماتھے پر ہاتھ لے جا کر اسے سلام کیا تو وہ سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔
''بی بی صاحبہ! یہ بڑے صاحب نے آپ کے لئے دیا ہے۔''
''میرے لئے، کیا وہ چلے گئے؟''
''سب چلے گئے جی، آپ ہی یہاں ہو بس۔'' اس کے بتانے پر خوف کی ایک تیز لہر اس کے اندر دوڑ گئی۔
اس نے لفافہ چاک کر کے کاغذ نکالا اور کھول کر دیکھتے ہی اس کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا وہ نکاح نامے کی رجسٹرڈ کاپی تھی۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے اسے بیگ میں ڈالا اور باقی چیزیں سنبھال کر چادر اوڑھتی ہوئی باہر نکل آئی۔
گھر واپسی پر وہ جس ہنگامے کی توقع کر رہی تھی دور دور تک بھی اس کے نشان نہیں تھے۔
''اماں کیا ہوا ابا تو نہیں آیا۔'' اس کا انداز ہراساں سا تھا۔
''آیا تھا بڑی جلدی میں تھا کہنے لگا آج کے لئے تیاری نہ کرنا بارات تھوڑے دنوں بعد آئے گی۔'' اتنا کہا اور میری سنے بغیر ہی چلا گیا۔
''اور ہم تو جیسے ساری تیاری کیئے بیٹھے ہیں۔''
''اماں یہ گلی کے موڑ پر خالہ کا ڈرائیور ملا تھا یہ لفافہ دے گیا ہے۔''
''کیا ہے اس میں؟''
''پتہ نہیں میں نے تو کھول کر نہیں دیکھا۔'' اس نے نگاہیں چراتے ہوئے کہا اور اندر چلی گئی۔
انہوں نے اسے کھولا تو اسے دیکھتے ہی جیسے اس سے چھپانے کے لئے چوری رازداری کے انداز میں اپنے کمرے میں گئیں اور بکس میں رکھے کپڑوں کی سب سے نچلی تہہ میں اسے چھپایا تھا اب ان کے پاس ایک ثبوت تو موجود تھا جس سے وہ اپنی بیٹی کی زندگی تباہ ہونے سے بچا سکتی تھیں۔

دو دن بہت خاموشی سے گزرے تھے۔
اگلے دن اسے اپنی سیٹ پر بیٹھے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کا پیغام آ گیا۔
''مسز خان! ریمل کو میرے آفس میں بھجوائیں پلیز۔'' وہ بے اختیاری میں کہہ گیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے وہ ہمیشہ اسے ''مس زیدی'' کہہ کر پکارتا تھا۔ لیکن اس بات کا احساس اسے بعد میں بھی نہ ہوا تھا۔ مسز خان کچھ سوچتے ہوئے ریمل کو دیکھنے لگی اور پھر انہوں نے گہری سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھا اور اسے مخاطب کیا۔
''جاؤ بھئی ریمل تمہارا ابلاوا آیا ہے۔'' ان کا انداز سنجیدہ تھا وہ پچھلے دو تین دن سے ان کے درمیان خاموشی کو نوٹ کر رہی تھیں کہ نہ تو اس

Skorpio FriendsKorner

نے اسے طلب کیا تھا اور نہ ہی اسے کمرے میں گئی تھی ان کے اس گریز کو وہ بہت خاموشی سے جانچ رہی تھیں۔ لیکن کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اس وقت فون پر بات کر رہا تھا جب وہ اندر داخل ہوئی۔ وہ کوشش کے باوجود بول نہ پائی تھی جب کہ اس نے اسے دیکھتے ہی اثبات میں سر ہلا کر اندر آنے کی اجازت دی تھی وہ ٹیبل کے پاس پہنچی تو اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کو کہا وہ ہاتھ مسلتی نظریں جھکائے بیٹھ گئی۔ وہ فون پر بات کرتا مسلسل اسے دیکھ رہا تھا اور پھر اپنی بات سمیٹ کر ریسیور رکھ دیا۔ اپنے سامنے رکھے اخبار کے ایک پرچہ پر ریڈ پین سے ایک جگہ سرکل بنایا اور اس کے سامنے رکھ دیا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے پڑھنے کو کہا۔ اس نے دیکھا وہ ایک چھوٹی سی خبر تھی۔

شہر کے رئیس سیٹھ زمان احمد خان اس دار فانی سے کوچ کر گئے 75 سالہ سیٹھ زمان احمد خان کو دو دن سے فالج اور دل کا دورہ، ایک ساتھ پڑا تھا ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبے میں موت و زندگی کی جنگ کرتے ہوئے بلا آخر آج صبح اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی، ان کی نماز جنازہ کل بعد از نماز ظہر ادا کی جائے گی۔

''او تھینک گاڈ!'' اس نے خبر پڑھتے ہی گہری سانس لیتے ہوئے آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور پھر ماتھے پر آئے پسینہ کو صاف کرتے ہوئے سر پر آئی کسی ناگہانی کو ہاتھ پھیر کر ہٹایا تھا۔ وہ بغور اس کی کیفیت کو جانچ رہا تھا۔ اس کی حالت اس وقت ایسی تھی جیسے کسی قیدی کو موت کی خبر سنا کر چند دن بعد آزادی کا پروانہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ وہ شاید کچھ دیر کے لئے اس کی موجودگی اور اس سے بنے تعلق کو بھول گئی تھی،

لیکن پھر ایک کوندا سا لپکا تھا اس کے دماغ میں اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ جو اس پر نظر جمائے ہوئے تھا گہری سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آن رکا۔ ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اس کی نظروں نے بھی حرکت کی تھی۔ تقدیر نے کیسا سنگین مذاق کیا تھا ان کے ساتھ، ایک ایسے دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا انہیں۔ وہ کھڑکی میں کھڑا کسی ان دیکھے نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور وہ جیسے اس کے کسی فیصلے کی منتظر اس پر، اس نے رخ پھیر کر اس کی طرف دیکھا اور پھر کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ ایک دم سے دروازہ کھلا اور رضیہ جنید اندر چلی آئی اور وہ جو پچھلے چند دنوں سے اس کی حقیقت کو فراموش کر بیٹھا تھا چونک اٹھا۔

''ہائے زومی ڈیئر کہاں ہو ڈارلنگ اتنے دنوں سے۔'' وہ اس کے قریب آ کر بڑی ادا سے بولی تھی اور وہ جس پر کچھ دنوں سے ایک ٹرانس کی سی کیفیت طاری تھی جیسے اپنے حواسوں میں ہی اب آیا تھا۔ اس لئے اس کے اس طرح پکارنے پر چونک کر اسے دیکھا اور پھر ریمل کو دیکھ کر گہری سانس لے کر رہ گیا۔

''او کے مس زیدی اس پرابلم پر پھر ڈسکس کریں گے۔'' اس نے پروفیشنل انداز اپنایا۔ وہ اٹھی اور مرے مرے قدم اٹھاتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے جاتی ہوئی ریمل کو دیکھا اور پھر قریب کھڑی روز کو۔

کیسی عجیب بات تھی یہ کہ ایک اس کی منگیتر تھی دوسری اب اس کی بیوی قدرت کے اس مذاق پر وہ پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

''احزم ڈیئر کہاں ہو تم اتنے دنوں سے میں تمہیں ٹرائی کر رہی ہوں لیکن تم ملتے ہی نہیں موبائل تمہارا آف ہے، گھر جاؤں تو گیٹ کیپر بتاتا ہے کہ تم گھر پر نہیں ہو یہاں فون کردوں تو تم

Skorpio
FriendsKorner

میں ہو، انی وے، اتنے دنوں کے بعد
تمہیں مجھے سپیشل سا لنچ اور اچھی سی شاپنگ
... انا ہوگی۔"
وہ اس کے بازو سے لپٹ گئی تھی اور اس کی
... کی اسے خاصی ناگوار گزری تھی لیکن پھر
... آہستگی سے اس کا بازو ہٹایا اور اپنی سیٹ پر
... بیٹھا۔
"آئی ایم سوری روز، اس وقت میں
... ہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔" اس کا لہجہ بہت
... یما اور انداز بہت سادہ تھا۔
"کم آن ڈارلنگ ہر وقت کام کام کیوں
... جان مارتے ہو تم اتنا کچھ تو ہے تمہارے
... س۔" وہ پھر اس کے سر پر آن کھڑی ہوئی آج
... کا انداز کچھ زیادہ ہی رومانٹک تھا۔
"پلیز اٹھو ناں۔" اس نے پھر اس کا ہاتھ
... تکلفی سے تھاما تھا جس نے اسے فوراً ہی جھٹک
... یا۔
"میں نے کہا ناں میں نہیں جا سکتا تمہارے
... ساتھ، پلیز یو کین گو اینڈ ڈونٹ ڈسٹرب می۔"
"واٹ از یور پرابلم احزم حسن، میں دیکھ
... ہی ہوں کہ تم چند دنوں سے مجھے نظر انداز کر
... ہے ہو آخر کیوں؟"
"آئی ایم بزی۔" اس نے لاتعلقی سے
کہا۔
"میں تمہاری مصروفیت کو اچھی طرح سمجھ
... ہی ہوں احزم حسن گیلانی۔" اس نے مسز خان
کے خوبصورت چہرے پر انگارے برساتی نظریں
ڈالتے ہوئے کہا۔ جو اسی وقت کمرے میں آئیں
تھیں۔
وہ صرف بہت اچھے موڈ میں ہی اردو کے
لفظ استعمال کرتی تھی ورنہ عام طور پر وہ انگریزی
ہی بولتی تھی۔
"لیکن احزم حسن یاد رکھنا میں ایسا ہرگز نہیں
کرنے دوں گی تم میرے ہو اور صرف میرے

انڈرسٹینڈ۔" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے
ہوئے کہا۔ جب کہ دونوں کا انداز ایسا تھا جیسے
کوئی بچہ بیوقوفی کی بات کرے تو بڑے اس پر توجہ
نہیں دیتے۔ وہ باری باری دونوں کو شعلہ بار
نظروں سے دیکھتی پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔
اس کے جانے کے بعد اس نے جیسے سر ہلا کر خود کو
کسی بوجھ سے آزاد کیا تھا۔
"آئی ایم سوری مسز خان!"
"نو پرابلم۔" انہوں نے مسکرا کر کہا اور پھر
چونکی۔
"وہ میں اس لئے آئی تھی کہ ریمل یہاں
سے نکلتے ہی بنا کچھ بتائے گھر چلی گئی ہے۔"
انہوں نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
کیونکہ جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی تو اس
کی حالت دیکھ کر نہ تو وہ کچھ پوچھ پائیں اور نہ ہی
وہ بولنے کی پوزیشن میں تھی۔
"اوکے، آپ ایسا کریں کہ ان کی دو دن
کی لیو بنا کر مجھ سے سائن کروا لیں۔" اس نے
بالوں میں ہاتھ پھیر کر سر کو کرسی کی پشت سے ٹکا
دیا۔
"اینی پرابلم احزم!" انہوں نے کھوجتے
کے انداز میں پوچھا کہ وہ عام طور پر ان کے
ساتھ بہت سی باتیں شیئر کر لیتا تھا لیکن صرف وہی
جو کہ وہ چاہتا تھا۔
"نو پرابلم مسز خان!"
"انکل کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں، مجھے تم
کافی پریشان لگ رہے ہو۔"
"جی ہاں وہ بالکل ٹھیک ہیں ابھی صبح ہی
دونوں سے بات ہوئی ہے۔"
"تو پھر کوئی اور مسئلہ؟"
"میں نے کہا ناں مسز خان کوئی مسئلہ نہیں
ہے کوئی پرابلم نہیں ہے۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی
جھنجھلا گیا۔ لیکن وہ برا مانے بغیر دیکھتی رہی اور پھر
بڑے سکون سے بولیں۔

Skorpio FriendsKorner

"مسئلہ تو تمہارے ساتھ ضرور کوئی ہے ہاں تم بتانا نہ چاہو تو اور بات ہے۔ لیکن اس طرح اس کی تشہیر بھی مت کرو۔" انہوں نے اس کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہارے چہرے پر "میں پریشان ہوں" کا بہت بڑا سائن بورڈ لگا ہے، او کے وش یو بیسٹ آف لک۔" وہ کہتی ہوئی چلی گئیں۔

ریمل نے احزم کے روم میں جانا بالکل موقوف کر دیا تھا اور اگر جانا بھی پڑتا تو وہ کسی نہ کسی کی موجودگی میں جاتی تھی، نظر ملا کر پہلے بھی اس نے کبھی بات نہ کی تھی، لیکن اب تو مسلسل نظریں چرائے رکھتی۔ اس وقت بھی رانا صاحب کو اس کے آفس جاتے دیکھا تو موقع غنیمت جان کر وہ ایک اہم فائل اٹھائے چلی آئی۔

"ایکسکیوزمی سر! پہلے یہ فائل دیکھ لیں۔" وہ رانا صاحب کے بیٹھنے اور بات کرنے سے پہلے ہی بول اٹھی اس نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور رانا صاحب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"جی فرمائیے رانا صاحب!" اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کہہ رہا ہو کہ "آپ ر[illegible] بجا! بالکل احساس نہیں ہے" وہ اپنی جگہ چور سی ہو گئی اور واپس جانے لگی۔

"تشریف رکھیئے آپ بھی۔" اس کا لہجہ برہم تھا۔ اسے آڈر دے کر وہ پھر رانا صاحب سے بات کرنے لگا جو کہ اسے کسی نئے پروجیکٹ کے شروع کرنے کے بارے میں بتا رہے تھے۔ چونکہ سامنے والی کرسی پر بیٹھے تھے اس لئے وہ ریمل کی دائیں سائیڈ پر رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ پندرہ، بیس منٹ بعد وہ اپنی بات ختم کر کے جا چکے تھے اور ان کے جاتے ہی اس نے فائل کھول کر اس کے سامنے کر دی پہلے تو وہ خاموشی اور بے دھیانی میں اسے سنتا رہا، لیکن پھر کچھ سمجھ نہ آنے کی صورت میں گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا چند منٹوں تک تو وہ نظر... کرتی رہی لیکن پھر نظروں کی شدت کو... کر کے لب بھینچ گئی۔ چند سیکنڈز گزرنے کے... ہی جب اس نے اپنی نگاہوں کا زاویہ نہ بدلا... جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ریمل!" دو قدم پر ہی وہ اس کی پکار... کر سہم گئی تھی۔ وہ اس کی پشت پر آن کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے ریمل، کیوں کر رہی ہو... طرح سے تم۔" اس کے گمبھیر لہجے پر اس کی... سانسیں اٹک گئیں۔

"کس بات کا ڈر ہے تمہیں جو اس طرح... سے چھپتی پھر رہی ہو مجھ سے۔" وہ پتلون کی... جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کک...... کیا مطلب؟" اس کے... پر وہ اس کے سامنے آ گیا۔

"تم اچھی طرح سے جانتی ہو کہ میں کیا... چاہتا ہوں۔" اس نے اس کے صبیح چہرے... نظریں جمائیں تو اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کک...... کیا مطلب کیا سمجھ رہے ہیں آپ۔"

"یہی کہ تم خوف زدہ ہو اور......"

"پلیز سٹاپ اٹ، اگر آپ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو میں آپ پر واضح کر دوں احزم صاحب! کہ آپ میرے لئے کبھی بھی اہم نہیں رہے نہ آج اور نہ کل اور نہ ہی کبھی آئندہ۔" برہمی سے بولتی ایک ایک لفظ اس پر واضح کرتی چلی گئی۔

"میں آپ کے جلد فیصلے کی منتظر رہوں گی۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سائیڈ سے ہوتی ہوئی چلی گئی۔ وہ وہی کچھ سمجھنے اور کچھ نہ سمجھنے کی کیفیت میں کھڑا رہ گیا۔

Skorpio FriendsKorner

''ٹھک ٹھک، ٹکا، ٹھک ٹھک۔'' وہ بہت
...ی سے ٹائپ رائٹر پہ ہاتھ مار رہی تھی کام
...ٹ کرتے ہی اس نے گہری سانس لی تھی۔
...کو فولڈ کر کے لفافے میں ڈالتی ہوئی اٹھ
...ی ہوئی۔ آج وہ آفس محض اسی کام کے لئے
...ی تھی۔

''یہ لیں میڈم!'' اس نے لفافہ میڈم کے
...منے رکھا۔

''یہ کیا ہے بھئی۔'' انہوں نے اسے اٹھا کر
...ولتے ہو پوچھا۔

''میرا ریزائن۔'' انتہائی سنجیدگی سے جواب
...یا تو وہ چونکی۔

''کیا ریگزنیشن، مگر کیوں؟''

''میں یہ ملازمت چھوڑ رہی ہوں۔'' اس
...نے بہت سوچ سمجھ کر کیئے گئے اپنے اس فیصلے کے
...بارے میں انہیں آگاہ کیا کہ اب اس کے سوا
...ے کوئی دوسری راہ نظر نہ آتی تھی۔

''لیکن کیوں ریمل!'' ان کے سوال کا اس
کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

''دیکھو ایسی بیوقوفی مت کرو۔'' انہوں نے
اس کا ہاتھ تھام کر پاس بٹھایا۔

''مجھے بتاؤ کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ، کیا
کہیں اور جاب مل گئی ہے۔'' ان کے مشفق انداز
پر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

''نو میڈم! ایسی کوئی بات نہیں ہے، بس
اب میں یہاں کام نہیں کر سکتی۔'' اس کی بات پر
انہوں نے بغور اسے دیکھا اور ہاتھ میں پکڑا کاغذ
دوبارہ فولڈ کر کے لفافے میں ڈالا اور اس کی
طرف بڑھا دیا۔

''ٹھیک ہے تم یہ ریگزنیشن احزم کے پاس
لے جاؤ کیونکہ اسے ہی اس پر سائن کرنے ہیں
میں تو کچھ نہیں کر سکتی۔'' ان کی بات پر وہ لب بھینچ
کر کھڑی ہو گئی کہ آخر اسے یہ کاغذ اس کے
سامنے رکھنے کے بعد اپنی آزادی کا پروانہ بھی تو

حاصل کرنا تھا۔ وہ اپنی دھڑکنوں پر بند باندھتی
اس کے کمرے میں چلی آئی اور بہت خاموشی سے
لفافہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کان سے لگا ریسیور کریڈل پر
رکھا اور لفافہ اٹھا لیا۔

''کیا ہے یہ؟'' لیکن وہ خاموش رہی کہ
بولنے کی سکت وہ خود میں نہ پاتی تھی۔

اس نے اسے پڑھا اور پھر انتہائی سنجیدہ
نظریں اس پر جماتے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے قریب پڑی ردی کی ٹوکری کے نذر
کر دیا۔ وہ لب دانتوں تلے دبائے اس کی اس
حرکت کو دیکھتی رہی۔ اسی دوران فون کی گھنٹی
دوبارہ بج اٹھی تو ریسیور کان سے لگانے سے پہلے
وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''جاؤ اپنی سیٹ پر بیٹھو جا کر۔'' اس نے
تنبیہہ انداز اپنایا تو وہ مرے مرے قدموں سے
واپس لوٹ آئی۔

لیکن اب اس کے چہرے پر پہلے جیسا
اضطراب اور بے چینی موجود نہ تھی اس لئے مسز
خان کچھ بھی اخذ نہ کر پائیں تو فوراً پوچھا۔

''ہو گیا منظور استعفیٰ۔'' اس کے نفی میں سر
ہلانے پر وہ مسکرا اٹھیں۔

''بتانا پسند کرو گی کہ تم نے یہ بے وقوفی
کیوں کی حالانکہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اب
تمہارا استعفیٰ کبھی بھی منظور نہیں ہو گا۔'' ان کا لہجہ
معنی خیز تھا جسے وہ نظر انداز کرتے ہوئے بولی
تھی۔

''میڈم! پلیز آپ میری سیٹ کسی اور ڈیپارٹمنٹ
میں ٹرانسفر......''

''تمہارا پرابلم یہ سیٹ نہیں۔'' ان کا انداز
لاتعلقی لئے ہوئے تھا۔

''جی؟''

''تمہارا مسئلہ یہ ہے مس ریمل افتخار زیدی۔''
وہ اپنی سیٹ سے اٹھیں تھیں۔

Skorpio FriendsKorner

"نہیں۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی
بول رہی تھی اور دروازے کے ہینڈل پر دباؤ ڈال کر
اسے کھولتا ہوا احزم حسن ٹھٹھک کر وہیں رک گیا۔
"احزم حسن گیلانی سے محبت ہو گئی ہے۔"
انہوں نے اس کے ٹیبل پر دونوں ہتھیلیاں جماتے
ہوئے ریمل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا
دھماکہ کیا تھا وہ فوراً ہی نظریں چرا گئی۔
"لیکن میرے لئے یہ بہت انہونی یا حیران
کن بات نہیں ہے۔ کیونکہ احزم حسن کے سرکل
میں موو کرنے والی تقریباً اسی پرسنٹ لڑکیاں اس
کی محبت میں مبتلا ہیں، لیکن احزم کے لئے میں
آج تک اسے امپاسبل سمجھتی رہی تھی لیکن
اب......"

"آئی ایم سوری میڈم! ضروری نہیں کہ
حقیقت وہی ہو جو آپ محسوس کر رہی ہیں کبھی کبھی
آنکھوں دیکھا بھی جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ کبھی
کبھی حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ انسان وہ
سب کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو کہ وہ نہیں کرنا
چاہتا۔"

"میں تم دونوں کا مسئلہ سمجھ رہی ہوں زیادہ
نہیں تو اتنا تو ضرور جانتی ہوں کہ "مسئلہ یہاں
ہے" انہوں نے دل کی جگہ سینے پر ہاتھ کے
انگوٹھے سے اشارہ کرتے ہوئے کیا۔

"اور جب بات دل کی ہو تو معجزے ظہور
پذیر ہونے لگتے ہیں۔ حیرانی مجھے تم پر نہیں اس
معجزے پر ہے، اینی وے میری دعائیں تمہارے
ساتھ ہیں، وش یو بیسٹ آف لک۔" ان کی بات
پر اس نے زچ ہو کر سر جھٹکا۔

"بات وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہی ہیں،
آپ یقیناً کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئی ہیں میڈم!"
"مجھے سمجھانے کی بجائے خود کو یہ بات باور
کرواؤ تو زیادہ بہتر ہے۔" انہوں نے کہا اور
اپنے کام میں مصروف ہو گئیں اس کا بس نہ چل
رہا تھا کہ وہ ان کے دماغ میں کلبلاتے اس

کیڑے کو نکال کر باہر پھینک دے۔

وہ اس وقت کچن میں تھی اور ایک
سے پھلکے اتار اتار کر چنگیر میں رکھے رومال
رہی تھی جب باہر بائیک رکنے کی آواز
اور چند ہی لمحوں بعد دوبارہ اسٹارٹ ہو
دور جانے کی آواز کے ساتھ ہی دروازے
دستک ہوئی۔ چار روٹیاں وہ بنا چکی تھی
اس نے توا اتار کر برنر بند کیا، کچن سے نکلی
شاید عشاء کی نماز پڑھ کر لیٹ گئیں تھیں۔
"کون؟" پوچھنے پر آپی کی آواز
ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔
"ارے آپی!" وہ فوراً ہی ان سے
تقریباً تین مہینے بعد انہوں نے اپنی شکل
تھی۔ ان کے ہاتھ میں پکڑا بیگ چھوٹ
اور وہ اس کے گلے لگتے ہی دھواں دھار رو
"ارے رے رے آپی کیا ہوا آپ
انہیں ساتھ لگائے اندر لے آئی، اماں بھی
آواز سن کر باہر آ چکی تھیں۔
"بتائیں تو صحیح کیا ہوا ہے کیوں رو رہی
اس طرح اور شہزاد بھائی باہر سے ہی کیوں
گئے، اندر کیوں نہیں آئے۔"
"اماں دیکھیں ناں آپی کو۔" وہ
پریشان ہوا اٹھی تھی فوراً پانی کا گلاس لانے بھاگی۔
اماں اس کے قریب آن بیٹھی سر پر ہاتھ
پھیرا پانی کا گلاس منہ سے لگایا اور پھر جب
اچھی طرح رو کر اپنا چہرہ دوپٹے سے خشک کر چکی
اماں نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی۔
"کچھ نہیں اماں میں تو بس ایسے ہی بہت
دنوں بعد آئی ہوں ناں، بہت اداس ہو گئی تھی
اسے سامنے دیکھ کر رونا آ گیا۔" وہ ابھی بھی
ناک رگڑ رہی تھی۔ ریمل پنجوں کے بل اس کے
گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔
"پلیز آپی وہ بات بتائیں جو...

Skorpio FriendsKorner

کوشش مت کریں۔" اس کے کہنے پر وہ خاموشی سے اپنی اس پیاری سی بہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے مجھ سے وعدہ کر کہ تو اس بات کے لئے کبھی ہامی نہیں بھرے گی جس کی وجہ سے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے۔" انہوں نے کہا تو وہ دونوں حیرانگی سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے بات ہی ایسی عجیب کی تھی۔

"کون سی بات آپی؟"

"تو نے میرے لئے اتنا کچھ کیا ہے کہ......

لیکن خوشیاں تو تقدیر سے ملتیں ہیں مال و زر سے نہیں اور میں تجھے اپنی وجہ سے برباد نہیں ہونے دوں گی، میرے کون سے بچے برباد ہو جائیں گے پیچھے، جہاں میری ماں نے شوہر کے بغیر ساری زندگی گزادی میں بھی گزار دوں گی۔" وہ پھر رونے لگیں اماں نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

"آپا کیا پہیلیاں بجھوا رہی ہیں آپ اصل بات کیوں نہیں بتاتیں۔" وہ چیخ اٹھی۔

وہ دھیرے دھیرے انہیں سب کچھ بتانے لگیں ساری بات سن کر اسے اپنے حواس گم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ جب سے شادی ہوئی تھی اس کی ساس کے طعنے ہی ختم نہیں ہوتے تھے۔ اسے تنگ کرنا ہی ان کا مشغلہ تھا۔ لیکن پچھلے کچھ دنوں سے انہوں نے ایک دم ہی خوش اخلاقی کا چولا اوڑھ لیا تھا۔ بڑا میٹھا میٹھا بولنے لگیں بہو کا بہت خیال رکھنے لگیں اور اس کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بھی بٹانے لگیں تھیں۔ وہ حیران تھی کہ یہ کایا پلٹ کیسے ہوئی اور تو اس کا بڑا دیور بھی اس کے آگے پیچھے پھیرے لگانے لگا۔ وہ حیران تھی کہ اس لوفر کو تو اپنے لفنگے پن سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی کجا کہ ہر وقت کی خوش آمد۔ بہر حال جو بھی تھا وہ اس صورتحال سے خاصی مطمئن ہو گئی تھی۔ کہ چلو کچھ تو انہیں میری خدمتوں کا احساس ہوا۔ لیکن جلد ہی ان کے چہرے پر بڑا خود غرضی کا نقاب اتر گیا۔ اس دن کچن میں کام کرتے ہوئے ساس نے آخر اپنے دل کی بات کہہ دی۔

"میں تو اب بوڑھی ہو گئی ہوں بیٹی مجھ سے یہ کام وام نہیں ہوتے اب، تو اپنا ہاتھ بٹانے والی لے آ۔" وہ ان کی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔ اس کے پوچھنے پر دوبارہ گویا ہوئیں۔

"زبیر ماشاءاللہ جوان ہے کام دھندے سے بھی لگ گیا ہے میں چاہتی ہوں اس کی شادی کر دوں۔"

"او۔" اس نے گہری سانس لی۔

"تو ماں جی نیک کام میں دیر کیسی۔ کوئی لڑکی ہے آپ کی نظر میں۔"

"لو بھلا میرے زبیر کو لڑکیوں کی کمی ہے بھلا ایک سے بڑھ کر ایک گھر پڑا ہے اس کے لئے پر میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی لڑکی لاؤں جو خوبصورت پڑھی لکھی ہونے کے ساتھ ساتھ اس گھر میں تمہارا ساتھ ہمیشہ مل جل کر رہے۔ میری تو یہی خواہش ہے کہ میرے سب بیٹے ایک چولھے پر سدا ایک ساتھ رہیں اور اس میں تیرا ہی بھلا ہے تم مل جل کر رہو گی مل بانٹ کر کام کرو گی تو مجھے ہی سکون ملے گا۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے ماں جی پر ایسی لڑکی ملے گی کہاں۔"

"لو اور سنو، لڑکی تو اپنے گھر کی ہے۔" وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"ارے اپنی ریمل اور کون؟ مجھے تو وہ پہلی نظر میں ہی اپنے زبیر کے لئے بھا گئی تھی اور پھر تو نے ہی بتایا تھا کہ اس کی نوکری بڑی اچھی لگ گئی ہے۔ اچھا کمانے لگی ہے تیرا یہاں بیٹھی کا اتنا خیال کرتی ہے، تو جب بیاہ کر یہاں آجائے گی تو کتنا کرے گی اور اس دن تیری ماں کا فون بھی تو آیا تھا کہ اس نے فریج اور کمپیوٹر خرید لیا ہے۔ ارے اتنی کماؤ لڑکی کسی اور کا گھر بھرے تو اس

Skorpio
FriendsKorner

سے بہتر نہیں کہ تو اسے لے آ۔'' وہ بول رہی تھیں اور وہ کیسے عالم میں کھڑی آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہی تھی۔ توے پر پڑی روٹی جل چکی تھی۔

''اور پھر شہزاد کو بھی نجانے کیا پٹی پڑھائی ہے کہ وہ بھی ان کے ہمنوا ہو گئے ہیں۔ دن رات ایک ہی رٹ ہے، لیکن میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی وہ کمینے لوگ چاہتے ہیں کہ ایک ساری عمر ان کی خدمت کرے تو دوسری کما کر کھلائے اور وہ بیٹھ کر کھائیں۔'' اس نے حقارت سے کہا شاید اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ وہ کافی دیر تک اپنے دل کی بھڑاس نکالتی رہی۔ وہ بیچاری نجانے کتنے دنوں سے اس بوجھ کو سینے پر رکھے سو نہ پائی تھی اس لئے آج ساری بھڑاس نکال لینے کے بعد ہلکی پھلکی ہو کر جلد ہی سو گئی، لیکن اسے نجانے کب نیند آئی تھی۔ صبح بھی جلدی ہی آنکھ کھل گئی۔ راحیلہ ابھی سو رہی تھی وہ اسے جگائے بنا آفس چلی آئی۔

احزم کسی اہم پروجیکٹ کے سلسلے میں اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ اسے آج رات کو واپس آنا تھا اس لئے وہ یہاں آ کر خود کو بہت آزاد محسوس کر رہی تھی۔

شام کو آپی کا رویہ کل کی نسبت بالکل مختلف تھا۔ وہ قدرے مطمئن اور مسکراتی ہوئی اس سے ملیں تھیں۔

''اتنی بڑی بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی۔'' پہلے تو وہ کچھ سمجھی نہیں اور پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

''میں تو اب انہیں صاف صاف بتا دوں گی کہ جیسا وہ چاہتے ہیں اب ویسا نہیں ہو سکتا اور تم بھی ذرا ہوشیاری سے کام لو یہ کوئی معمولی سی بات ہے کہ جسے تم اہمیت ہی نہ دو۔ قسمت نے اگر ایک بہترین انسان تمہارے نام کر دیا ہے تو اسے اپنے ہاتھ سے جانے مت دینا۔''

''آپا پلیز ایسی فضول باتیں مت کریں۔''

''لو اس میں کون سی فضول بات ہے۔ نکاح ہوا ہے تمہارا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے شوہر ہے وہ تمہارا حق ہے تمہارا اس پر۔'' ان کی بات پر خفت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپی نے کتنی آسانی سے وہ سب باتیں کہہ دیں تھیں جنہیں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ وہ اٹھ کر الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

''میری باتوں پر دھیان دو تمہیں تو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔'' اس نے پلٹ کر برہمی سے پوچھا۔

''نہیں، کیوں؟ میرا دماغ نہیں ہے کیا۔ اماں کی تو منطق ہی نرالی ہے، کہتی ہیں۔ میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ معاملہ سنبھلتے ہی وہ خود مختار ہے جو چاہے فیصلہ کرے اگر اس نے برے وقت میں مجبوراً ہمارا ساتھ دیا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم اس پر مسلط ہی ہو جائیں۔ لو بھلا یہ بھی کوئی کرنے کی بات ہے۔''

''ٹھیک کیا ہے اماں نے اس میں کیا غلط ہے۔''

''لو، تم نے اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر تو نکاح نہیں پڑھوایا ناں آخر یہ سب اس نے اپنی مرضی سے ہی کیا ناں۔''

''آپا، آپ نہیں جانتی کہ اس وقت حالات کیا تھے۔'' اس نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''اس کی جگہ کوئی ہوتا تو وہ یہ سب کرنے کے لئے تیار ہو جاتا اور وہ تو اتنا کیئرنگ اور اچھا ہے کہ......'' اس نے کہتے کہتے زبان دانتوں تلے دبالی۔

''لو یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔'' وہ ہنس دیں اور اس کے قریب چلی آئیں۔

''نکاح کے دو بول چیز ہی ایسی ہے کہ دو اجنبیوں کو ایک کر دیتی ہے۔'' انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیار سے دیکھا جو

Skorpio
FriendsKorner

وہ اب اپنے اعتراف کے بعد نظر چرائے شرمندہ سی کھڑی تھی۔

"آپا پلیز لیو دس ٹاپک۔" وہ کہتے ہوئے چہرے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئی اور باتھ روم میں جا گھسی۔ نہا کر کپڑے بدل کر واپس آئی تو وہ ابھی تک برآمدے میں بیٹھی اسی کی منتظر تھیں۔

"بس اب کچھ نہیں بولیں گی آپ اور ہاں آپ اپنے سسرال والوں کو کیا بتانا چاہ رہی ہیں۔ اگر آپ نے انہیں کچھ بتایا تو اس طرح تو بات پھیل جائے گی۔"

"تو پھر اس سے کیا فرق پڑے گا۔ اب تمہیں ساری زندگی تو اس قید خانے میں لے کر نہیں ڈالوں گی۔"

"سب کچھ بتاؤں گی تو ہی جان چھوٹے گی۔"

"اماں سمجھائیں آپا کو۔" اس نے کچن سے نکلتی اماں سے فریاد کی۔

"راحیلہ اتنا جذباتی ہو کر مت سوچو، جو کچھ تم سوچ رہی ہو وہ ناممکن ہے۔"

"اماں کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ، کیوں ممکن نہیں ہے آخر کس چیز کی کمی ہے ہماری ریمل میں اور کیا آپ چاہیں گی کہ اپنی اتنی قابل بیٹی کو ایک نکھٹو کے پلے باندھ دیں، میں جب تک انہیں اس کے نکاح کے متعلق نہیں بتاؤں گی وہ لوگ میری زندگی عذاب بنائے رکھیں گے اور آپ تو شہزاد بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ زبیر اور اس کی بیگم کا رویہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے بات پکی ہو چکی تھی۔" اماں کے چہرے پر تفکرات کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ آپی اپنے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی اور اماں کی دم کی ہوئی چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" اماں تھک ہار کر چارپائی پر لیٹ گئیں۔

"اچھا تو ایسا کر۔" وہ ایک دم ہی اٹھ بیٹھی۔

"انہیں بتا دے کہ تیری خالہ رشتہ پکا کر گئی ہے جیسے ہی وہ دونوں باہر سے آئیں گے شادی کر دیں گے۔"

"اللہ کرے اماں ایسا ہی ہو۔" آپی نے جذب سے دعا کی اور چائے لاتی ریمل کا دل پوری شدت سے ڈوب کر ابھرا تھا۔

پتہ نہیں آپی کی باتوں کا اثر تھا یا کچھ اور کہ وہ اگلی صبح آفس میں وہ پورا دن اس کا سامنا کرنے سے کتراتی رہی تھی۔ عجیب سی گھبراہٹ سوار تھی اس پر اور ویسے بھی وہ دو دن بعد صبح آٹھ بجے کی فلائیٹ سے سیدھا آفس آیا تھا اور اب صبح سے تمام سینئرز کو اپنے آفس میں جمع کیے وہاں نمٹائے گئے کام کی تفصیلی جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ انہیں آئندہ کے لئے تیار رہ کردہ لائحہ عمل سے آگاہ کر رہا تھا اور یہ میٹنگ تقریباً مزید ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس میٹنگ میں اس کی موجودگی بھی ضروری تھی لیکن وہ نہیں گئی تھی۔ انٹر کام کی بیل پر اس نے بہت خاموشی سے ریسیور کان کو لگایا تھا۔

"کم ان مائی روم۔" اس کی تحکمانہ آواز کانوں سے ٹکرائی اس نے کوئی بھی جواب دیئے بغیر خاموشی سے ریسیور رکھا اور خود کو سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ فائل لے جائیں اور ان تمام ڈاکومنٹس کی فوٹو کاپی تیار کریں اور پھر تمام سلائڈز بنا کر میرے پاس لائیں اور آج ہی یہ سارا کام کمپلیٹ کر کے آف کریں گی آپ، او کے۔"

"یس سر!" اس نے دھیرے سے کہا۔ اس کی خاموشی اور لہجہ و انداز کا دھیمہ پن اسے چونکا گیا۔ چہرے پر چھائے کسی انجانے سے تاثر نے

Skorpio FriendsKorner

اسے بغور دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔ چند ثانیے اس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور اس کے پلٹ جانے پر سر جھٹک کر مصروف ہو گیا۔

''اوکے گائز، میرا خیال ہے کہ آپ سب اب تک اپنا اپنا کام سمجھ چکے ہوں گے اور میں آپ سے یہ امید کرتا ہوں کہ آپ سب وقت سے پہلے اپنا کام کمپلیٹ کر لیں گے۔ مجھے اس موقع پر آپ کے تعاون کی بھرپور ضرورت ہے۔''

''آف کورس سر!'' وہ سب ہم آواز بولے۔

یہ ساری جدوجہد فارن سے ایک ماہ بعد آنے والے ڈیلیگیشن کے سلسلے میں تھی۔ اس سے میٹنگ میں کامیابی کے نتیجے میں کمپنی کو کروڑوں کا فائدہ پہنچنے کے سو فیصد چانسز تھے اور وہ یہ چانس کسی صورت مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''اوکے، وش دا بیسٹ آف لک۔''

''تھینک یو سر!'' وہ سب ایک ایک کر کے اٹھنے لگے تو وہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''مسز خان! کم ہیئر پلیز۔'' اس نے اٹھ کر باہر کی طرف قدم بڑھاتی مسز خان کو پکارا تو وہ قریب چلی آئیں۔

''ہاں کہو کیا بات ہے؟''

''پلیز ذرا یہ رپورٹ دیکھیں۔'' اس کے کہنے پر وہ بھی اس کے ساتھ ہی کمپیوٹر کے سامنے جھک گئیں تو انہیں رپورٹ کے متعلق اہم نکات سمجھانے لگا لیکن چند ہی منٹ بعد کرسی سے اٹھ گیا۔

''آپ پلیز ذرا اسے چیک کریں میں ابھی آیا۔'' وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ سر ہلا کر اسی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

اس نے بہت آہستگی سے دروازے کو پش کیا تھا اور بغیر آواز اپنے پیچھے بند کر دیا۔ وہ کرسی کی پشت پر سر رکھے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی اور لرزتی پلکیں اندرونی اضطراب کی غماز تھیں۔ وہ چند لمحے خاموشی سے دیکھتا رہا لیکن جب اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر اس کے بالوں میں جذب ہوا وہ پکار بیٹھا۔

وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی تھی اور تیزی سے چہرے پر بہہ آنے والے آنسوؤں کو ہاتھوں سے صاف کرنے لگی۔

''اینی پرابلم۔'' اس کا انداز کھوجتا ہوا تھا۔

''نن، نو سر!''

''گھر میں سب خیریت تو ہے نا۔'' اس کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

''یہ...... یس سر!'' وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا جو اپنے دوپٹے سے اپنا چہرہ خوب اچھی طرح رگڑ چکی تھی۔ وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

''میں یہاں تمہارا باس بن کر نہیں آیا بلکہ ہمدرد بن کر ہی گردان سننے آیا ہوں۔'' اس کے چہرے پر موجود نرمی کے تاثرات کی جگہ اب بے زاری نے لے لی تھی۔

''بتاؤ مسئلہ کیا ہے؟''

''وہ...... وہ آپی کی اپنے سسرال والوں سے کوئی ناراضگی ہو گئی ہے اور وہ گھر آ گئی ہیں۔'' وہ نظریں جھکاتے رک رک کر بولی تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

''کوئی بڑا مسئلہ ہے کیا؟''

''نن...... نن...... نہیں تو، مجھے معلوم نہیں۔'' وہ گھبرا گئی۔

''تمہیں معلوم نہیں یا مجھے بتانا نہیں چاہتیں، اینی وے۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں خود معلوم کر لوں گا۔'' وہ جانے کے لئے پلٹا لیکن پھر رک گیا۔

''اور ہاں اتنا ناقابلِ اعتبار بندہ نہیں ہوں جتنا کہ تم مجھے سمجھتی ہو۔'' وہ کہہ کر پلٹ گیا۔

''کبھی اعتبار کا کوئی سرا میرے ہاتھوں میں

Skorpio FriendsKorner

بھی تو تھما ؤ احزم حسن۔" اس کے بے آواز لب ہلے تھے اور آنکھیں ابھی تک دروازے پر جمی تھیں۔

دروازے پر پڑا تالا اسے تشویش میں مبتلا کر گیا وہ اپنے پاس موجود چابی سے دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ بیگ ایک طرف رکھا اور چادر اتار کر چارپائی پر پھینکی اور پیروں کو سینڈلوں سے آزاد کر کے وہ کچھ دیر سر کو تھامے بیٹھی رہی اور پھر کچن کے دروازے کے پاس رکھی فریج میں جھانکا سکنجبین کا لبالب بھرا جگ دیکھ کر پیاس میں مزید اضافہ ہو گیا۔ پہلے وہ گھر آ کر عصر کی نماز ادا کر کے لیٹتی تو مغرب کے وقت ہی اٹھتی تھی۔ لیکن آج پانی پیتے ہی مغرب کی اذان ہو گئی وہ لیٹنے کا ارادہ ترک کرتی وضو کرنے کے لئے اٹھ گئی۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آنسوؤں کے ریلے نے اس کی تمام دعاؤں کا گلا گھونٹ دیا۔ کافی دیر رو چکنے کے بعد دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو وہ جائے نماز سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وجود پر چھائے بوجھل پن کو دور کرنے کے لئے باتھ روم میں گھسی اور جب وہ نہا کر نکلی تو، تو اچھا خاصا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ اب وہ پریشان ہو گئی بالوں کو تولیے سے اچھی طرح صاف کر کے تولیے کو تار پر پھیلایا اور دوپٹہ صحیح کرتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھی تاکہ سامنے والے گھر میں رہنے والی خالہ سے اماں کے متعلق پوچھ سکے لیکن ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ دستک ہونے لگی۔ اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ تو اماں چادر سے پسینہ پونچھتی اندر داخل ہوئیں۔ اس نے سلام کیا اور کوئی بھی سوال پوچھنے سے پیشتر انہیں پانی پلایا وہ بھی شاید گرمی کی شدت سے نڈھال ہو گئیں تھیں۔

"کہاں چلی گئی تھیں اماں اور آپا کہاں ہیں۔"

"چھوڑنے گئی تھی اس کو پتہ نہیں کیسی عورت ہے اس کی ساس اپنی بیٹی کو کائی بھی چھیے تو آسمان سر پر اٹھا لے اور دوسروں کی بیٹیوں کا احساس بھی نہیں۔" وہ راحیلہ آپی کی ساس کے متعلق کہہ رہی تھیں۔

"تو پھر؟"

"بس پھر کیا بھڑک اٹھی سن کر وہ تو ایسے کر رہی تھی کہ جیسے ہم نے دے کر چھین لیا ہو پتہ نہیں کون کون سے پلان بنائے بیٹھی تھی۔"

"اچھا سن، میں نے احزم کو فون کیا تھا اس سے بات کرنے کے لئے کہہ رہا تھا کہ آپ نے تو پلٹ کر خبر بھی نہیں لی۔ بڑا افسوس ہوا مجھے اس کی بات سن کر، واقعی کیا سوچتا ہوگا کہ اپنا مطلب نکل گیا تو دوبارہ پوچھا تک نہیں پر کیا کروں شرمندگی کے مارے سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہی میں تو۔ اب سوچتی ہوں تو واقعی اپنا فیصلہ غلط لگتا ہے۔ حالات اور جذبات کی رو میں بہہ کر بہت جذباتی ہو گئی تھی میں۔"

ان کا یہ ملال تو کسی طور بھی کم نہ ہوتا تھا۔ وہ بے طور پر اپنی بیٹی کی زندگی تباہ کر چکی تھیں۔ چاند کی طلب ان کی فطرت میں کبھی بھی نہ رہی تھی۔ لیکن پھر بھی خوفزدہ تھیں کہ ایسی باتیں چھپی تو نہیں رہتی۔ پھر کوئی کنواری متعلقہ سے شادی کرنے پر تیار ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوالیہ نشان تھا جو کہ وہ کسی طور حل نہ کر پائی تھیں۔ وہ خاموشی سے ان کے سامنے سے اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ اسی دم گاڑی کا مخصوص ہارن سنائی دیا تو اس کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا اور ٹانگوں میں اتنی سکت بھی نہ رہی تھی کہ وہ ایک قدم ہی اٹھا پاتی۔ ہاتھوں میں لرزش پیدا ہوئی تو توا اتارنے کے لئے جو رومال اٹھایا تھا واپس وہیں رکھ دیا اور ماتھے پر آئی پسینے کی بوندوں کو ہاتھ سے صاف کیا۔ وہ خود کو بھی نہ سمجھ میں آنے والی کیفیت کا شکار تھی وہ ہر روز اس سے ملتی تھی ہر روز اس کے حکم پر ڈھیروں کام انجام دیتی تھی لیکن وہ آفس تھا اور یہ گھر۔

''آفس میں تو وہ اس کا باس تھا لیکن گھر میں.....''

اماں کچن کی طرف چلی آئیں۔

''ڈرائیور آیا ہے احزم کا گاڑی لے کر۔''

ان کے ایک ہی جملے پر اس کا رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔

''مجھے بلایا ہے اس نے۔'' وہ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

''تو پھر کیا جواب دوں اسے۔''

''میں کیا کہہ سکتی ہوں اماں، ابھی تو آپ آئیں ہیں اتنا تھک کر۔''

''مجھے کون سا پیدل جانا یا بسوں کے دھکے کھانے ہیں۔'' ان کے جواب پر اس نے ان کی طرف دیکھا وہ جانے پر آمادہ نظر آتیں تھیں۔

''مرضی ہے آپ کی، آپ کا موڈ ہے تو چلی جائیں۔'' اس نے لاتعلقی اختیار کی۔

''میرا خیال ہے کہ چلی جاتی ہوں آخر بات کسی پار تو لگے۔''

''تم چلو گی؟''

''میں، نہیں میں کیا کروں گی جا کر ویسے بھی مجھے بہت کام ہے۔'' اس نے قطعی لہجے میں کہا۔

''اچھا پھر میرے لئے روٹی نہ ڈالنا۔'' وہ شاید خود بھی یہی چاہتی تھیں کہ وہ نہ جانے اپنے تئیں۔ وہ ان دونوں کا سامنا نہ ہونا ہی بہتر خیال کرتیں تھیں کہ ایک حماقت وہ تو کر ہی چکی تھیں لیکن اب نہیں چاہتی تھیں کہ دوسری حماقت ان کی بیٹی سے بھی ہو۔ لیکن حماقتیں تو از خود سرزد ہوتی ہیں بس۔ کسی کا اس میں کیا دوش۔

''مس ریمل افتخار زیدی، کیا آپ میرے کمرے میں آنا پسند فرمائیں گی۔'' اس کے تند و تیز لہجے پر کل شام سے اس پر چھائی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس کے کمرے سے باہر بھی ایک دو بار اس کا اس سے سامنا ہوا تھا لیکن کمرے میں جانے کی خود میں ہمت نہ پاتی تھی کیونکہ وہ جو اپنے حلقے میں بہت خوش اخلاق اور ہنس مکھ جانا جاتا تھا۔ گزشتہ کچھ عرصے سے اس پر ایک جمود کی سی کیفیت طاری تھی ایک سنجیدگی جو کہ اس کی فطرت تو نہ تھی لیکن اب اس کی شخصیت کا حصہ بن چکی آج صبح سے اس میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوتی تو وہ کچھ لکھنے میں مصروف ''جی تشریف رکھیے۔'' مصروفیت کے باوجود لہجہ سخت تھا۔ وہ کرسی پر خوف سے دھڑکتے دل کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بھی اس کو تو کبھی اس کے مسلسل چلتے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے فل اسٹاپ لگاتے ہوئے گہری سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

''جی تو، مس...... ریمل...... افتخار...... زیدی۔'' اس نے اس کے پورے نام کو چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

''یا پھر اگر، آپ تسلیم کریں تو ''مسز احزم حسن گیلانی'' اس نے اس پر نظریں گاڑے ہوئے کہا تو اس اچانک حملے پر وہ گڑبڑا کر اس کی طرف دیکھنے لگی اور پھر فوراً ہی اپنے سرخ ہوتے چہرے کو لب بھینچ کر جھکا گئی۔

''کیوں کیا کچھ غلط کہا میں نے۔'' اس کی بات کے جواب میں وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''بیٹھ جاؤ ریمل۔'' اس نے آہستہ لیکن سرد سے انداز میں کہا تھا۔ وہ رات سے ایک ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا اور نجانے کیوں وہ اسے بھی اس آگ میں بھسم کر دینا چاہتا تھا۔ وہ اس کے کہنے کے باوجود نہ بیٹھی تھی کہ وہ اس صورتحال کا سامنا نہ کر پا رہی تھی وہ اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا تو ٹانگوں میں سکت نہ پاتے ہوئے وہ کرسی پر گر سی گئی۔

Skorpio
FriendsKorner

"تو پھر، اب کیا سوچا ہے تم نے۔" اس نے ٹھہرے ہوئے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔ لیکن شاید وہ ابھی تک خود کو سنبھال نہ پائی تھی۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔" وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔

"مم..... میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"کیوں؟" وہ اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

"زندگی تمہاری، فیصلہ بھی تمہارا ہونا چاہیے۔"

"اپنی زندگی کے فیصلوں کا اختیار اگر مجھے ہوتا تو میں اس حق کو پہلے استعمال کرتی۔" شاید وہ سنبھل گئی تھی۔

"اب جو بھی کرنا ہے آپ کو کرنا ہے کیونکہ اب تمام اختیارات آپ کے پاس ہیں۔"

"اچھا فرض کرو فیصلے کا اختیار تمہارے پاس ہے پھر تمہارا کیا فیصلہ ہو گا۔" اس نے مصلح جو انداز اپنایا۔

"جس بات کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو اسے میں کیوں فرض کروں۔" اس کے جواب پر وہ چند لمحے خاموش رہا۔

"او کے۔" اس نے اپنے سامنے رکھے بڑا سا کاغذ اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ پورا پیپر صرف دو جملوں سے بھرا تھا۔

"مس ریمل افتخار زیدی یا مسٹر احزم حسن گیلانی، اس میں سے ایک جملہ چوز کر لو فیصلہ خود بخود ہو جائے گا۔"

وہ پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے گھبرا کر چہرے پر آئے پسینے کو صاف کیا۔ اس کے ہاتھوں کی لغزش بہت واضح تھی۔

"مم..... میں چلتی ہوں۔"

"کیوں؟ میں نے کوئی مشکل کام نہیں کہا تم سے۔ بیٹھ جاؤ یہ لو پین، نشان لگاؤ۔"

"مس ریمل افتخار زیدی یا پھر مسٹر احزم حسن گیلانی۔" اس نے تنبیہی لہجے میں کہا۔

"میرا جو نام ہے میرے لئے وہی کافی ہے۔" اس نے دوٹوک انداز میں کہا۔

"ہے یا تھا۔" کہتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تو وہ پھر گڑبڑا گئی۔

"پلیز فار گاڈ سیک، آپ کو جو کرنا ہے کیجئے۔" اس نے آنکھوں کو انگلیوں سے ڈھانپ لیا۔

"اچھا چلو تم خود کو میری جگہ رکھ کر سوچو کہ تم اگر میری جگہ ہوتی تو کیا فیصلہ کرتیں۔"

"مجھے زبردستی کسی پر مسلط ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" اپنی کم مائیگی کا احساس اسے کسی پل چین نہ لینے دیتا تھا۔ وہ آج بھی اس کے قدموں میں رکھی ہوئی اپنی ماں کی چادر اور اس کے سامنے جھکے سر کو ایک لمحے کے لئے بھی نہ بھول پائی تھی۔ اپنے احساسات چھپانے کے لئے اس نے نخوت بھرا انداز اپنایا تھا۔ وہ بہت خاموش اور بے تاثر انداز میں اسے دیکھنے لگا اور پھر ایک دم فوراً آنے والے غصے کو کنٹرول کرنے کے لئے ہونٹ بھینچ لئے اور کرسی سے اٹھ کر پشت پر جا کھڑا ہوا۔

"زبردستی تم پر مسلط ہونے کے لئے میں خود تمہارے پاس نہیں گیا تھا ریمل بی بی تم خود چل کر آئیں تھیں میرے پاس۔" اس نے ایک ایک لفظ بہت سرد سے لہجے میں ادا کیا تھا وہ چونک کر سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی لیکن فوراً ہی آنکھوں میں دھند اتر آئی۔ اس نمی کو چھپانے کے لئے اس نے فوراً ہی گردن جھکا لی۔ جو بات اس نے اپنے حوالے سے کی تھی وہ اسے اپنے لئے سمجھ بیٹھا تھا۔ لیکن اب اسے وضاحت دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ مدد کی بھیک مانگنے ہم ہی آپ کے در پر پہنچے تھے۔ لیکن اب

Skorpio
FriendsKorner

مجھے طلاق کے پیپرز پر آپ کے سائن جلد از جلد چاہئیں کیونکہ مجھے مسز ارحم گیلانی بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں مس افتخار زیدی تھی اور رہنا چاہتی ہوں۔" اس نے کٹیلے انداز میں کہا اور بنا رکے چلی آئی تھی۔

عجیب بے چینی اور بے کلی پھیلی تھی اس کے اندر وہ خود ہی اپنی اس کیفیت کی وجہ جاننا نہیں چاہتی۔ فارن سے آنے والا وفد دو ماہ کے لئے ڈیلے ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی تین دن کی چھٹی لکھی اور گھر آ گئی۔ لیکن گھر کا دروازہ پار کرتے ہی اسے بہت زور سے جھٹکا لگا تھا۔ راحیلہ آپی اماں کی گود میں سر رکھے بلک بلک کر رو رہی تھی اور رونے سے اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ اماں بالکل سکتے کی کیفیت میں بیٹھی تھیں۔

"او مائی گاڈ! پھر نئی ٹینشن۔" وہ جھنجھلا کر بڑبڑائی۔ وہ سکون کی تلاش میں لنچ ٹائم ہوتے ہی گھر آ گئی تھی لیکن شاید سکون ان کی زندگیوں سے ختم ہو چکا تھا۔ اس نے بہت اکھڑ لہجے میں سلام کیا تو وہ دونوں جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹیں تھیں اماں نے چونک کر اسے دیکھا اور راحیلہ بھی منہ صاف کرتی سیدھی ہوں۔

"اب کیا مسئلہ ہے۔" اس کا لہجہ بہت روکھا پھیکا سا تھا۔

"تم اتنی جلدی؟"

"ہاں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میں آرام کروں گی اور پلیز مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔" وہ اجنبی سی نظر ان پر ڈالتی آگے بڑھ گئی اور راحیلہ کے رکے ہوئے آنسو اس کی اس قدر لاتعلقی پر ایک دفعہ پھر بہہ نکلے۔

"ہاں آخر کب تک وہ میرے ہی مسائل سلجھاتی رہے گی۔" وہ شام تک کمرے سے باہر نہ نکلی تھی۔ کمرے کا بند دروازہ ان کے لئے تشویش کا باعث بنا تھا اور جب یہ تشویش حد سے بڑھی تو اماں نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دے دی۔

"ریمل اٹھو بیٹا عصر کا ٹائم بھی نکلا جا رہا ہے۔" اور وہ جسے ڈھیر سارا رونے کے بعد بمشکل نیند نے اپنی آغوش میں لیا تھا۔ اتنی جلدی اٹھائے جانے پر کوفت میں مبتلا ہو گئی۔ وہ کسلمندی سے لیٹی رہی تھی لیکن دوبارہ دستک پر اٹھنا پڑا بمشکل تمام جسم کو گھسیٹتی دروازے تک آئی اور چٹخنی گرا کر دوبارہ بستر پر ڈھیر ہو گئی۔

"کیا ہوا میری بچی طبیعت تو ٹھیک ہے۔" انہوں نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بال ہٹائے۔

"ٹھیک ہوں میں اماں اتنی جلدی کیوں جگا دیا مجھے۔" وہ سستی سے بولی۔

"جلدی کیوں بیٹا اب تو مغرب ہونے والی ہے۔"

"کیا، مغرب۔" ایک دم ہی اس کی ساری سستی کافور ہو گئی۔

"تو اور کیا میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی کہ نجانے کیا بات ہو گئی۔"

"او مائی گاڈ! دو نمازیں رہ گئیں میری، پہلے کیا کم نحوست ہے ہمارے گھر میں۔"

"بری بات بیٹا ایسے نہیں کہتے۔"

"تو اور کیا کہوں پریشانیوں اور مصیبتوں نے رستہ ہی تو دیکھ لیا ہے ہمارے گھر کا۔" ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"نہیں میری بچی یہ پریشانیاں، مصیبت نہیں آزمائش ہے ہمارے لئے۔"

"آزمائش نہیں عذاب کہیے اماں۔" وہ جھنجھلا کر اٹھی اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی اور باہر بیٹھی راحیلہ اپنے لب کاٹ کر رہ گئی۔ وہ کپڑے لئے جب کمرے سے باہر نکلی تو ٹھٹک کر رک گئی۔ لیکن وہ رخ موڑ کر کچن میں چلی گئیں تو وہ گہری سانس لیتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ نہا کر نکلی تو گرما گرم چائے کا کپ اس کا منتظر تھا

Skorpio
FriendsKorner

حلق میں اتارتے ہی ساری تھکن اور جسم کا
ل پن کہیں دور جاسویا۔

آپی کے لئے انہوں نے انتقامی طور پر جو
کھڑا کیا تھا وہ کوئی بہت انہونا نہیں بلکہ بہت
قسم کا تھا۔ نجانے وہ لوگ شادی کے ڈھائی
گزرنے کے بعد اب تک کیسے خاموش

''آ تو، تو گئی ہے پھر کان کھول کر سن لے
چند دن کے اندر اندر بچہ پیدا ہونے کے آثار
آئے تو سمجھ لینا تمہارا اس گھر سے دانہ پانی
گیا، میں اپنے بیٹے کی دوسری شادی کر دوں
اور ایسی بہو لاؤں گی کہ دنیا دیکھے گی۔'' وہ ان
بات پر انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ اسے یاد تھا کہ
وہ اس گھر میں دلہن بن کر آئی تھی تو رشتے
وں اور محلے والوں نے دانتوں میں انگلیاں
لیں تھیں۔

''ارے صغرا کہاں سے ڈھونڈ لی ہے تو نے
چاند سی بہو اور رنگت تو دیکھو جیسے دودھ ملائی
نہائی ہو۔''

''ہائے خالہ بال تو دیکھیں بھابھی کے۔''
شوخ سی لڑکی نے سر سے دوپٹہ کھسکتے ہی اس
ریشمی بالوں کو مٹھی میں بھر لیا۔

''ہونہہ دیکھا کیسے جل گئیں ساری کی
ری۔'' ان سب کے جانے کے بعد اسی ساس
رائے تھی یہ۔

''کہتی تھیں تمہارے بی اے پاس کلرک
کو کون سی حور پری ملے گی۔ لو میری بہو کم ہے
حور سے۔''

اور اب اسی حور پری میں اسے ہی کیڑے
آنے لگے تھے۔ حالانکہ کیڑے تو اس نے
لے تھے اس گھر کے صرف ایک ہفتہ بھی ہی
وت دیا تھا اسے گھر کے کاموں میں۔ پھر گھر
صفائی کے دوران جو گند برآمد ہوا تھا الامان

اور جلد ہی اس کی وجہ بھی اسے سمجھ آ گئی تھی۔
کیبل کی شوقین تو اس سے ایک دن پہلے رخصت
ہونے والی نند سیر بیانے کی۔ چپہ چپہ سالوں پر مشتمل
یہ گھر اتنا برا نہ تھا جتنی کہ اس کی حالت تھی۔ اس
نے اپنا سارا غصہ گھر میں کام کرنے والی ادھیڑ عمر
کی ماسی پر نکالا تھا۔ جو کہ اپنی بیماری کی وجہ سے کئی
کئی دن غائب رہتی تھی اور آخر تنگ آ کر اس نے
اسے جلد ہی فارغ کر دیا۔ شہزاد سے چھوٹا زبیر تو
سارا دن گھر اور محلے سے غائب رہتا تھا۔ البتہ
زبیر سے چھوٹا زاہد خاصا منہ پھٹ اور بدتمیز تھا۔
سارا سارا دن بیٹھک کا دروازہ کھول کر دو چار
آوارہ دوستوں کو بٹھائے فل والیوم میں ڈیک
لگائے بیٹھا رہتا۔ شام ہوتے ہی چارپائی باہر اور
چھوٹی سی گلی میں سے گزرنے والوں کا جینا دوبھر
ہو جاتا۔ سکول اور کالج کی چھٹی ٹائم گلی کی نکڑ پر
کھڑے ہو کر آتی جاتی لڑکیوں کو گھورنا اور
آوازیں کسنا ان کا دل پسند مشغلہ تھا۔ چند دن
تک تو اس نے یہ سب برداشت کیا تھا لیکن پھر
آہستہ آہستہ وہ شہزاد کی توجہ گھریلو مسائل کی طرف
دلانے لگی جو کہ محض کمانے والی مشین بن کر رہ گیا
تھا۔ وہ دبے دبے لفظوں میں اسے اس کے
مشاغل سے آگاہ کرنے لگی وہ شکایت نہیں لگاتی
بلکہ غیر محسوس انداز میں اس کی حرکتوں سے مطلع
کرتی۔ شہزاد خود تو سارا دن آفس اور پھر اوور ٹائم
کر کے اس کا پیٹ پالتے تھے ان کی آمدنی کوئی
ایسی کم بھی نہ تھی کہ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو
بھی پورا نہ کیا جا سکتا۔ لیکن بغیر کسی منصوبہ بندی
کے خرچ کرنے کی عادت کی وجہ سے مہینے کے
آخر تک قرض لینے پر مجبور ہو جاتے اس نے جلد
ہی سارا حساب کتاب اپنے ہاتھ میں لے لیا
ساس تو شاید پہلے ہی اس ذمہ داری سے گھبرائی
ہوئیں تھیں اس لئے بلا چوں چراں سب کچھ اس
کے حوالے کر دیا اور ویسے بھی ہر وقت گھر میں
رہنے کی وجہ سے گھر کا سودا سلف لانا تو زاہد کی

Skorpio FriendsKorner

ذمہ داری تھی جو کہ جتنے لے جاتا اتنے ہی اڑا دیتا۔ ہر چیز کی قیمت دوگنی چوگنی کر کے بتاتا۔ اس لئے مہینے کی تنخواہ ملتے ہی مہینے بھر کا سارا راشن وہ خود شہزاد کے ساتھ جا کر لے آتی تھی اور ہر ہفتے بھر کی سبزی قریبی لگنے والے اتوار بازار سے شہزاد سے کہہ کر منگوا لیتی جو کہ زیادہ سودا ہونے کی وجہ زاہد یا صابر اور شاکر میں سے کسی کو ساتھ لے جاتا اور پھر زاہد کے پھول کھلنے پر یہ ساری ذمہ داری دونوں چھوٹے بھائی صابر اور شاکر پر آ گئی۔

جو کہ باقی دونوں سے قدرے معقول اور دسویں جماعت کے اسٹوڈنٹ تھے۔ شہزاد حیران اور زاہد پریشان تھا اور دل ہی دل میں ابل کھا رہا تھا۔ گھریلو بجٹ کنٹرول میں آ چکا تھا۔ سب کی ضرورت اور خواہش بروقت پوری ہو جاتی تھی۔ گھر کی تمام تر ذمہ داری کے ساتھ ساتھ تمام دیوروں کے کپڑے دھو کر استری کر کے ان کے کمروں کی الماریوں میں لٹکانا بھی اس کی ذمہ داری تھی ساس صاحبہ کا دل چاہتا تو سبزی وغیرہ بنا دیتی ورنہ سارا دن لیٹی پلنگ توڑتی رہتی یا پھر ہر دوسرے دن آنے والی بیٹی کے نازنخروں میں مصروف رہتی۔

وہ اس وقت گھر کے معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر اپنا ناشتہ بنا کر وہیں لے آئی تھی امی کو چائے پکڑا کر خود بھی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔ جب زاہد دندناتا ہوا اس کے سر پر آن کھڑا ہوا۔

"بھاوج صاحبہ! ہم تمہیں اس گھر میں بھائی جان کی کمائی پر قبضہ جمانے کے لئے نہیں لائے۔" وہ دانت چبا کر اونچی آواز میں خاصی بدتمیزی سے دھاڑا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو کچھ غلط تو نہیں کہا میں نے تم یہاں بیٹھ کر عیاشیاں کرو گی تو ہمارا فقیروں والا حال ہی ہو گا ناں۔" اس نے اس کے سامنے رکھے پراٹھے انڈے اور ہاتھ میں پکڑے ... کے کپ پر چوٹ کی تھی۔

"زاہد تمیز سے بات کرو۔"

"ہونہہ تمیز، مہارانی صاحبہ میری ... کیا تمہارے میکے سے آئی ہوگی کوئی ... لگائے گی۔"

"زاہد!" شہزاد کی گرجدار غصے ... آواز پر اس کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ گھر کے ... میں ملبوس شاید ابھی سو کر اٹھا تھا۔ ان کا ... وی لاؤنج کے بالکل ساتھ تھا شہزاد کو رات ... بخار کی شکایت تھی اس لئے وہ آج آفس نہیں ... تھا۔

اس کے اور امی کے سوائے شاید کسی ... اس کی گھر میں موجودگی کی خبر نہ تھی لیکن امی ... اس وقت ٹی وی میں لگے ڈرامے میں ... بھول گئیں تھیں۔ اس لئے بیٹے کی بدتمیزی ... اسے نہ ٹوکا تھا۔

"شرم نہیں آتی تمہیں اپنی بھابھی سے ... لہجے میں بات کرتے ہوئے۔" شہزاد کا چہرہ ... سے سرخ ہو گیا تھا اور اس سے پہلے کہ ان ... اس کا منہ لال کر جاتا راحیلہ نے آگے بڑھ کر ... کا ہاتھ تھام لیا۔

"رہنے دیں شہزاد پلیز۔"

"اور اماں آپ۔" غصہ اور دکھ کی ملی ... کیفیت میں اس کا کوئی بس نہ چل رہا تھا۔

"کیا یہ حیثیت ہے میری بیوی کی اس ... میں۔"

"وہ بیٹا میں تو۔" وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگیں۔ ... جانتی تھیں کہ اول تو اسے غصہ آتا نہ تھا ... اگر آتا تو بہت برا آتا تھا۔

"ہاں آپ کو اس منحوس سے فرصت ... آپ کچھ اور دیکھیں ناں، آج ہی نکالتا ہوں ... اس نحوست کو گھر سے کیا کیا نہیں کیا میں نے ...

Skorpio FriendsKorner

لوگوں کی خاطر اور تم لوگوں کی نظروں میں میری بیوی کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔''

''تو بچے اس میں میرا کیا قصور ہے، اس کو خیال رکھنا چاہیے تھا ناں، اب بیچارے کی شرٹ کا بٹن ٹوٹا ہے تو کیا کرے جلدی میں ہوگا دیر ہو گئی اور غصے میں کہہ بیٹھا اس طرح۔''

''کیوں؟'' وہ پھر گرجا۔

''جب آپ ماں ہو کر اپنے بچوں کی ضرورتوں کا خیال نہیں رکھ سکتیں تو وہ کیوں کرے۔''

''ٹھیک ہے بس بہت ہو گئی اب مزید نہیں دیکھ سکتا یہ سب، میں، میں آج ہی کرائے کا کوئی گھر دیکھتا ہوں، جس گھر میں میری بیوی کی کوئی عزت نہیں اس گھر میں رہنا حرام ہے میرے لئے۔''

سب کے ساتھ ساتھ راحیلہ نے بھی چونک کر دیکھا تھا اسے جب سے شادی ہوئی آج پہلی بار وہ اس قدر غصے میں دیکھ رہی تھی ورنہ وہ بڑے تحمل اور صبر والے انسان تھے اور ماں کے سامنے سر اٹھا کر بات کرنا تو ان کی سرشت میں شامل ہی نہ تھا اور آج آسمان کو چھوتا ہوا ان کا غصہ اسے بھی اندر سے لرزا گیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اطمینان اور سرشاری کی سی کیفیت بھی دل میں در آئی تھی۔

''ہائے ناں میرے بچے کیسی باتیں کر رہا ہے تو اور زاہد شرم نہیں آتی تجھے چل معافی مانگ بھابھی سے۔'' ماں نے زاہد کے سر پر چپت لگائی وہ بھی سر جھکائے آگے بڑھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ باپ کے بعد بڑے بھائی نے ان کے لئے کیا کیا کچھ کیا تھا اور پھر وہ تو بہت شفیق اور مہربان بھائی تھے۔ اگر ان کی جگہ ان کا باپ بھی ہوتا تو شاید اس طرح ان کے لئے اپنا دن رات کا سکون برباد نہ کرتا جتنا کہ انہوں نے کیا تھا اور پھر بھابھی بھی کچھ کم تو نہ تھیں۔ اپنے محلے کے بہت سے گھروں کی داستانیں اس کے سامنے تھیں۔ وہ بھی اگر چاہتیں تو ان کا حصہ بن کر ان کے بھائی کو ان سے جدا کر سکتیں تھیں لیکن اس کے برعکس انہوں نے ایک سال کے اندر اندر ہی ان کی اور ان کے گھر کی حالت بدل کر رکھ دی تھی۔ اگر بھائی گھر چھوڑ کر چلے گئے تو پھر کیا ہوگا۔

''آئی ایم سوری بھابھی جان! مجھے معاف کر دیں۔'' اس نے سچ مچ صدق دل سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی تھی۔

''کوئی بات نہیں زاہد! تم میرے چھوٹے بھائی ہو میرا کوئی بھائی نہیں ہے لیکن تم سب کو میں نے بھائی ہی سمجھا ہے۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جایا کرے تو بڑی بہن سمجھ کر معاف کر دیا کرو۔''

ایک تو وہ فطرتاً ہی نرم مزاج تھی اور دوسرے اسے اس سے دشمنی ختم کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نظر نہ آیا تھا لیکن ساس کے دل میں جیسے گرہ سے بندھ گئی تھی۔ جو بیٹا کبھی ان کے سامنے اونچی آواز میں نہیں بولا تھا آج اس کی وجہ سے ان کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ پہلے انہوں نے اس کے کام میں کبھی روک ٹوک نہ کی تھی اپنے زیادہ تر کام وہ خود ہی کر لیتی تھیں لیکن اب آہستہ آہستہ وہ اس کے ہر کام میں دخل دینے لگیں۔ بات بے بات ٹوکنے لگیں اس کا کیا ہوا کوئی کام انہیں پسند نہ آتا پہلے تھوڑی اور پھر شہزاد سے اس کی شکایتوں کا سلسلہ دراز ہونے لگا۔ پہلے ایک سال میں اسے گھر کے کام کبھی بوجھ نہ محسوس ہوئے تھے لیکن اب وہ کھلنے لگی تھیں۔ شہزاد کو اس سے شکایتیں رہنے لگیں تھیں ماں کے احساس دلانے پر انہیں پتہ چلا کہ گھر کے کام اتنے نہیں ہوتے بس تمہیں نظر انداز کرنے کا بہانہ ہے اور پھر ریل کے رشتے کی بات شہزاد کو وہ پیاری سی سلجھی ہوئی لڑکی اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی اور اس پر امی کی تجویز کوئی ایسی بری بھی نہ تھی۔ کوئی اور نہ جانے کیسی ہوتی دونوں بہنیں ہوں گی تو گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔ لیکن یہ

Skorpio
FriendsKorner

بات راحیلہ کے لئے قابل قبول نہ تھی۔ انہوں نے ہر طریقے سے اسے منانے کی کوشش کی تھی وہ نہ مانی تو جیسے انہیں بھی ضدی ہو گئی اور وہ اسے چھوڑ آئے اور اس کے جانے کے بعد وحشتوں نے آن گھیرا تھا وہ ان کی تنہائیوں کی ساتھی تھی کتنے ڈھیر سارے دکھ تھے جو اس نے اپنے دامن میں سمیٹ کر اسے خوشیاں اور محبتیں بخشیں تھیں۔ کتنی فکروں سے آزاد کر رکھا تھا اس نے انہیں اور اب ماں بھائی کا مطالبہ۔

''کیا وہ لوگ مان جائیں گے۔''

کہاں ریمل جیسی پڑھی لکھی سلجھی ہوئی لڑکی جس نے ڈھیروں ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر اٹھا رکھیں تھیں اور کہاں ان کا انٹر فیل بھائی جو سارا سارا دن نجانے کہاں کہاں خجل خوار ہوتا رہتا تھا رات گئے گھر لوٹتا اور دوپہر تک سوتا۔ کیا وہ اس کے قابل تھا۔ کبھی تو زیادتی لیکن نجانے کیوں انہیں ریمل کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ یقین تھا کہ وہ اسے سیدھی راہ پر لے آئے گی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہر ممکن طریقے سے وہ لوگ مان جائیں اسی لئے تو انہوں نے راحیلہ کو اتنی بڑی دھمکی دی تھی۔

''ہم شاکر نے پر راضی ہوں تو تم بھی اس گھر میں آسکتی ہو ورنہ تمہارے لئے اس گھر میں کوئی جگہ نہیں۔''

اور جب وہ اسے دروازے پر ہی چھوڑ آئے تھے تو اس کا اداس اور ویران چہرے پر برستے آنسو انہیں اپنے دل کی سرزمین پر گرتے محسوس ہوئے اور اس سے پہلے کہ ان کا دل نرم پڑتا وہ وہاں سے چلے آئے تھے اور اگر وہ نہ مانے اور وہ نہ آئی تو کیا وہ اس کے بغیر رہ سکتے تھے؟ اماں نے کبھی بھی اسے لانے پر راضی نہیں ہوں گی۔

''اگر ہمارا کوئی بچہ ہوتا تو......'' وہ ایک دم چونکے تھے۔

زندگی اتنی مصروف ہو گئی تھی کہ انہیں کبھی اتنی بڑی کمی کا احساس ہی نہ ہوا تھا۔ وہ دو دن تک آفس نہ گئے تھے۔ سارا گھر الٹا پڑا تھا۔ اماں بڑبڑاتی پھرتیں تھیں۔

''آج بچے ہوتے تو اتنا نہ اکڑتی وہ بیگم کی شادی بھی تو تمہارے ساتھ ہوئی تھی وہ دوسرے بچے کی ماں بننے والی ہے اور یہاں کوئی آثار ہی نہیں۔'' اور اماں کی یہ باتیں ان کی وحشتوں میں مزید اضافہ کر گئیں۔ انہیں وہ دن صدیوں پہ محیط لگے تھے اور شاید یہ ان کے دل کی شدتیں ہی تھیں کہ وہ تیسرے دن اپنی اماں کے ساتھ چلی آئی تھی، لیکن جو خبر اس نے سنائی تھی امی کو مزید بھڑکا گئی تھی۔ اس کی اماں کے باہر نکلتے ہی امی نے آسمان سر پر اٹھا لیا یہاں تک کہ وہ اسی وقت اسے لے کر لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے۔ لیکن علاج مہنگا اور فیس بہت زیادہ تھی۔ امی نے تو سنتے ہی طوفان اٹھا دیا۔

''نہیں ہے ہمارے پاس اتنا پیسہ، جاؤ جا کر ماں سے ہی علاج کرواؤ تمہارا، اسے بیٹیاں پیدا کرنے کا بڑا شوق تھا ان کے علاج کے لئے پیسہ خرچ کرتے جان نکلتی ہے۔'' اور پھر ان کے ہر ممکن دفاع کے باوجود ان کی ساری کوشش بے سود رہی تھی اور وہ نا چاہتے ہوئے بھی اگلے ہی دن اسے دوبارہ چھوڑ جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

''ریمل! تمہارے پاس کچھ پیسے ہوں گے؟'' وہ اس وقت کپڑے پریس کر رہی تھی کہ اماں خاموشی سے بیڈ پر آن بیٹھی تھیں اور بہت متذبذب سے انداز میں بنا تمہید باندھے سوال کیا۔

''جی اماں کیوں خیریت۔''

''ہاں بس جس لیڈی ڈاکٹر سے چیک اپ کروایا ہے اس کی اپنی فیس تو مناسب ہی ہے لیکن علاج اور دوائیوں کا خرچ بہت زیادہ ہے۔''

Skorpio FriendsKorner

سوئچ آف کر کے ان کے قریب آن بیٹھی۔

"آپ فکر نہیں کریں اماں، بس کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کروائیں آپی کا اور یہ رکھیں باقی میں کل بینک سے لے آؤں گی۔" اس نے انہیں پیسے تھمائے تو وہ اس پر نظریں جمائے اسے دیکھتی رہیں۔

نجانے کیا تھا ان آنکھوں میں کہ وہ گہری سانس لے کر نظریں چراتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کمرے سے نکل گئیں اور وہ سر کو ہلکی سی جنبش دیتی دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ ٹیسٹ اور دواؤں وغیرہ پر ہی دو ہی دنوں میں اچھا خاصہ خرچ آیا تھا اور ڈاکٹر نے آپی کو مکمل بیڈ ریسٹ بتایا تھا۔ انہیں دواؤں کے ساتھ ساتھ انہیں اچھی خوراک کی بھی ضرورت تھی۔ پہلے ہی فریج اور کمپیوٹر خریدنے میں ساری بچت لگ چکی تھی اور اب روزانہ کا خرچ اس کا اکاؤنٹ تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ آپی مزید پندرہ دنوں تھیں یہ تمام دن اس نے بھی بہت مصروفیت میں گزارے تھے۔ کہ فارن میٹنگ کی تیاریوں میں پورے آفس میں ایک بھگدڑ سی مچی تھی، لیکن اگلے دن صبح جب وہ آفس پہنچی تو سب سے پہلے جو خبر اسے سننے کو ملی وہ اس کے حواس گم کر دینے کے لئے کافی تھی۔

"مسٹر احزم رات ایمرجنسی میں لندن فلائی کر گئے۔"

"کیا؟" اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔

"لیکن کیوں؟ اس طرح بنا بتائے بالکل اچانک، خیریت تو ہے ناں میڈم!" وہ ہراساں سی پوچھ رہی تھی۔

"کول ڈاؤن ریمل تمہیں کیا ہوا ہے۔"

"آں، ہاں۔" اس نے پریشانی سے سر جھٹک کر لمبی سانس لی اور خود کو کمپوز کرنے لگی۔

"وہ بہت جلدی میں تھا اس نے صرف اتنا بتایا کہ میں لندن جا رہا ہوں ہو سکتا ہے مجھے چند دن ادھر رکنا پڑے۔"

"لیکن میڈم! کوئی وجہ تو ہو گی ناں، یہ وقت تو نہیں تھا ان کے جانے کا، ام...... میرا مطلب ہے کہ ان کے فادر یا مدر تو خیریت سے ہیں ناں۔" وہ حقیقی معنوں میں پریشان تھی۔

"آئی ڈونٹ نو، اس نے کچھ نہیں بتایا، یا شاید وہ بتانے کی پوزیشن میں نہیں تھا بٹ آئی تھینک۔" یقیناً کوئی ایمرجنسی تو ہی وہ یوں اچانک چلا گیا۔

"میڈم! پلیز ان کا کوئی کونٹیکٹ نمبر؟" اس سے پہلے کہ وہ اپنا بیگ اٹھائے کمرے سے باہر نکلتی اس نے فوراً پوچھا۔ وہ نادانستگی میں اپنا آپ عیاں کر رہی تھی۔ انہوں نے بہت غور سے اس کی طرف دیکھا بے چینی اور پریشانی اس کے ہر ہر انداز سے واضح تھی۔

"اور تو کوئی نہیں اس کا سیل نمبر ہے جو کہ یقیناً تمہیں معلوم ہو گا۔" انہوں نے مسکرا کر معنی خیزی سے کہا، لیکن وہ اپنی پریشانی میں محسوس نہ کر سکی۔

"نو میڈم! مجھے نہیں معلوم، کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔" اس نے صفائی بیان کی تو انہوں نے ایک چھوٹی سی پرچی پر لکھ کر اس کی طرف بڑھایا۔

اور اب صبح سے ٹرائی کر کر کے اس کی انگلیاں شل ہو گئیں تھیں، لیکن اس نے اپنا سیل شاید آف کر رکھا تھا۔ بے چینی اور پریشانی کے باعث وہ آج کوئی کام ہی نہ کر پائی تھی اور کام، کام تو آج صبح سے شاید پورے آفس میں ہی نہ ہوا تھا۔ اتنے دنوں کی بھاگ دوڑ سے شاید سب ہی تھک چکے تھے۔ مسز خان کو بھی اپنے تمام ضروری کام آج ہی یاد آئے تھے۔ اپنی تمام فرینڈز اور ملنے جلنے والوں کو لمبی لمبی کالز کی تھی اور پھر جلدی آفس سے چلی گئیں۔ ان کے جانے

Skorpio FriendsKorner

کے بعد اس نے سارے آفس کا راؤنڈ لیا تھا۔ تمام سینئر آفیسر غائب تھے اور ورکرز ہاتھ پر ہاتھ رکھے خوش گپیوں میں مصروف تھے وہ کڑھ کر رہ گئی۔ ایک بہت گہرا تعلق ہونے کے باوجود کسی سے کچھ نہ کہہ سکتی تھی کہ اس کے پاس ایسا کوئی اختیار نہ تھا۔ اپنی سیٹ پر واپس پہنچ کر اس نے دوبارہ فون کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن ناکام ہونے پر تھک ہار کر سر تھام لیا۔ کہیں سے تھوڑی سی ہی خیریت کی اطلاع مل جائے تو شاید وہ پر سکون ہو جاتی۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی خیال آیا تھا۔

''ارے یہ مجھے پہلے کیوں نہ خیال آیا۔'' دوسرے ہی لمحے میں وہ اس کے گھر فون کر رہی تھی کہ شاید اس کا ملازم اسے اس صورتحال میں کوئی اطلاع دے۔

''ہیلو جی میں احزم صاحب کے آفس سے بات کر رہی ہوں کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ وہ خود کہاں ہیں۔''

''جی وہ تو لندن چلے گئے ہیں کل رات کو ہی جی، میں تو سو رہا تھا بس اتنا بتایا کہ میں لندن جا رہا ہوں گھر کا خیال رکھنا۔'' وہ شاید آگے بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن اس نے فون بند کر دیا، گھر آ کر بھی وہ بے چین ہی رہی اور آج اسے اماں کے کہنے کے باوجود موبائل نہ لینا اپنی سب سے بڑی غلطی لگ رہی تھی۔ پہلے تو گھریلو بجٹ نے اجازت نہ دی تھی لیکن پھر جو حادثہ اس کے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد وہ سیل لینے سے کترانے لگی تھی اور اب تو اماں نے بھی کہنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ آسمان کی وسعتوں پر نظر جمائے پریشان سی لیٹی تھی جب اماں اس کے سامنے آن بیٹھی تھیں۔

''پتہ نہیں خدا خیر کرے، رات بہت برا خواب دیکھا ہے میں نے صبح سے ہی دل بہت گھبرا رہا ہے، یا اللہ آپا کو خیریت سے ہوں عجیب عجیب سے وہم ستا رہے ہیں مجھے تو۔'' اور ان کے جملے اس کی پریشانی میں مزید اضافہ کر گئے [illegible]

اگلے دن بھی آفس میں وہی صورتحال [illegible] ہر کوئی اپنے رکے ہوئے کام نمٹانے میں [illegible] تھا۔ ہر آنے والے کسٹمر کو یا [illegible] کسٹمر کے فون [illegible] تھا گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ پریشانی [illegible] غصے اور ڈپریشن نے لے لی تھی [illegible] چاہے جیسی بھی ایمرجنسی تھی وہ ایک [illegible] کر ہی سکتے تھے۔ دوسری رات بھی بے چینی [illegible] نذر ہو گئی تھی۔

اگلے دن اس نے وقفے وقفے سے [illegible] ٹرائی کرنے کے دوران کچھ تھوڑا بہت کام [illegible] اور اب پھر ریسیور تھامے دوبارہ نمبر ملانے [illegible] ناکامی کی صورت میں ریسیور کو بہت زور [illegible] کریڈل پر پٹخا اور انگلیاں چٹخانے لگی۔ مسز [illegible] نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا [illegible] نکل گئیں۔ ابھی چند ہی سیکنڈز گزرے تھے [illegible] نکلے ہوئے کہ ان کے ٹیبل پر رکھے فون کی بیل [illegible] اٹھی۔ وہ خوفزدہ انداز میں اٹھی اور ان کی [illegible] پر جا بیٹھی پہلے تو غصے سے فون کی طرف دیکھ [illegible] پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''ہیلو۔'' وہ تھکے تھکے بے بس لہجے میں [illegible] تھی۔

''احزم سپیکنگ۔'' اور اس آواز نے اسے [illegible] بالکل ہی آؤٹ آف کنٹرول کر دیا تھا۔

''آ...... آ...... آپ کہاں ہیں آپ [illegible] کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی آپ اس قدر بے [illegible] انسان ہوں گے انتہائی ظالم ترین شخص ہیں آپ۔'' کھڑکی سے آتی اس کی آواز پر مسز خان [illegible] قدم رک گئے۔

''آپ کو کچھ معلوم ہے کہ آپ کے یوں اس طرح کچھ بتائے بنا چلے جانے پر کیا ہو [illegible] ہے یہاں کسی کو کوئی پروا نہیں ہے جن لوگوں [illegible] آپ اتنا بھروسہ کرتے ہیں ذرا بھی احساس نہیں [illegible] ہے انہیں ہے ان کو، لیکن احساس تو آپ کو [illegible]

Skorpio FriendsKorner

ے جانتے ہیں کتنی پریشان ہوں میں۔''
''کیوں تم کیوں پریشان ہو، تمہیں تو خوش
چاہیے اور تم بھی تو آخر ایک ورکر ہی ہو۔''
''پھر ورکر، ہاں آخر میں ہوں تو ایک ورکر
اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا سا پھنس
تو اس نے ریسور پٹخ دیا۔ جس پریشانی میں یہ
دن اس نے گزارے تھے وہ ہی جانتی تھی یا پھر
کا خدا، چند لمحوں بعد ہی دوبارہ بیل ہوئی اور
خان اختر صاحب کے کمرے کی طرف قدم
چکی تھی۔
''کیوں کیا ہوا فون کیوں بند کر دیا۔'' لیکن
موش رہی۔
''اوکے آئی ایم سوری۔''
''لیکن دیکھو اتنا پریشان ہونے کی
ورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آج کے
میں کسی کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے
وں میں ہر انسان اپنی جگہ مجبور ہے اپنی و
کی مجھے بہت ایمرجنسی میں آنا پڑا اس لئے
ع نہ کر سکا تمہارا کوئی کونٹیکٹ نمبر بھی تو نہیں
میرے پاس۔''
''دراصل پاپا کو اچانک ہی بہت شدید
ٹ اٹیک ہوا تھا۔''
''کیا ہارٹ اٹیک؟''
''ہاں رات بارہ بجے ماما کا فون آیا تو میں
منٹ بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ تم سے
ہو نہیں سکتا تھا۔ وہ تو خوش قسمتی سے فوراً ہی
کنفرم ہو گئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو
رز آپریشن کنفرم کر چکے تھے اور پاپا آپریشن
میں تھے۔''
''او مائی گاڈ! اب کیسے ہیں وہ اور آپ نے
سیل کیوں بند کر رکھا ہے میں نے ہر دوسرے
ٹرائی کیا ہے لیکن بے سود۔''
''وہ نمبر یہاں تو کام نہیں آ سکتا تھا اس لئے
تھا۔ ٹینشن اور مصروفیت میں کچھ بھی بجھائی
نہیں دیا۔ پاپا کی کنڈیشن اب خطرے سے باہر
ہے، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئی سی یو سے روم
میں شفٹ کیا ہے۔'' وہ بہت دھیرے دھیرے
اور تھکا تھکا سا بول رہا تھا۔
''اور خالہ جان کیسی ہیں۔''
''وہ بہت ڈپریسڈ ہیں۔ ڈاکٹرز کے لئے
یہ آپریشن کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔ شاید ان کی
دعائیں ہی انہیں واپس زندگی میں کھینچ لائی
ہیں۔''
''تھینک گاڈ! خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔
آپ بھی ضرور نوافل ادا کیجئے گا اور پلیز اپنا بھی
خیال رکھیئے گا۔'' وہ بے اختیاری میں ہی کہہ گئی
تھی ادھر وہ شاید مسکرا دیا تھا۔
''میں شاید ابھی دو چار دن مزید نہ آ سکوں
تم آنٹی کو کچھ مت بتانا۔''
''یہ جو رشتے ہوتے ہیں ناں احزم صاحب
اور جن میں بات محبت کی ہو وہاں خود بخود ہی کسی
انہونی کا علم ہو جاتا ہے۔'' وہ دھیرے سے بولی
تھی۔
''یو مین؟'' اس کے سوال پر تھوڑی
دیر بعد اماں کے کہے گئے جملے اس نے اس کی
گوش گزار کیے تھے۔
''تم انہیں تسلی دینا اور پلیز ریمل اپنا کوئی
کونٹیکٹ نمبر بتاؤ تاکہ ماما ان سے رابطہ کر سکیں۔
تم نہیں جانتیں کہ ایسے موقع پر ہر انسان کو کسی
بہت اپنے کی ہی ضرورت ہوتی ہے تسلی کے دو
بول ہی انسان کے حوصلے کو کئی گنا بڑھا دیتے
ہیں۔ تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔''
''یہ مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔'' وہ محض
سوچ کر رہ گئی۔
''میں ٹرائی کروں گی کہ آج ہی کوئی نمبر
لے لوں۔''
''ٹرائی نہیں بلکہ ضرور لینا ہے، بے شک
آفس اکاؤنٹ سے پیسے نکلوا لو۔''

Skorpio FriendsKorner

احزم صاحب!

''پیسے ہیں میرے پاس احزم صاحب! انکل کو میری طرف سے پوچھیے گا اور خالہ کو بھی۔''

اس کا دوٹوک سا انداز سن کر وہ خاموشی سے رابطہ کاٹ چکا تھا اس نے بھی آہستگی سے ریسیور رکھ دیا۔

''تمہیں کیا سمجھوں بہت اپنا یا......'' وہ ریسیور پر ہاتھ رکھے شاید خوش فہمیوں کے جنگل میں بہت دور تک نکل جاتی اگر وہ فوراً ہی دروازہ کھول کر اس کے سامنے رضیہ آن کھڑی ہوتی۔

''ایکسکیوزمی، کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ مسٹر احزم کہاں ملیں گے۔'' رضیہ جنید جیسی اصل حقیقت اس کے روبرو تھی۔ اس کی برہمی کی وجہ شاید احزم کی غیر موجودگی کے ساتھ ساتھ مسز خان کی خالی سیٹ بھی تھی۔ اسے تفصیل بتائی تو وہ چہرے پر غصہ اور جھنجلاہٹ لئے واپس چلی گئی کہ اسے مطلع کیوں نہ کیا تھا۔

وہ دو ہفتوں کی بجائے تین ہفتے بعد واپس آیا تھا پاپا کی حالت اب تسلی بخش تھی کچھ دن تو ٹینشن کی ہی نذر ہو چکے تھے۔ اس لئے وہ مزید کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ دو دن پہلے چونکہ وہ آنے کی اطلاع دے چکا تھا اس لئے سب ہی الرٹ ہو گئے تھے اور جنہوں نے اپنا کام کمپلیٹ نہیں کیا تھا انہیں دل کھول کر ڈانٹ سے نواز گیا تھا اور ایک وہ تھی کہ جس کی بے نیازی بدستور قائم تھی وہ جو کہ ہر روز فون کر کے اور اس کے والد کا حال دریافت کرتی رہی تھی سامنا ہونے پر ایک بار پھر اپنی انا کے خول میں بند ہو چکی تھی۔ کئی دنوں کی مسلسل مشقت نے اسے تھکا دیا تھا اس لئے اب وہ اپنی سیٹ کی پشت پر سر رکھے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ تھکن اور الجھن کے آثار اس کے چہرے پر بہت واضح تھے۔ دروازے پر دستک کی آواز پر بھی اس کی پوزیشن بدستور تھی۔

''آ جاؤ۔'' کی آواز پر وہ دروازے کو ہلکا سا پش کرتی اندر چلی آئی وہ اپنے مخصوص انداز میں بیٹھا تھا۔

''سر کل جو ڈاکومنٹس آپ نے دیے ... ان کی فائل ہے۔'' وہ آج بھی ... بہت فارمل سا انداز لئے اس کے سامنے ... دھیرے سے آنکھیں کھول کر بہت خاموشی ... اسے دیکھنے لگا۔

''کل جو فائلز آپ نے مجھے دی ... تمام کمپلیٹ ہو چکی ہیں اور کمپیوٹر پر تمام ... بنا کر انہیں بھی تیار کر لیا ہے۔ اب آپ ... چیک کر لیں پلیز۔'' وہ سنجیدگی سے ... ہاتھ لگائے اس پر نظریں جماتے ہوئے ... جو مسلسل بول رہی تھی۔ اس کی خاموشی ... کر کے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا ... اس کی آنکھوں میں لکھی واضح تحریر پڑھ ... دانتوں تلے دبا کر خاموش ہو گئی۔ چند لمحے کے بعد بھی جب اس کا انداز بدستور رہا تو ... پھر بولنا پڑا۔

''سر پلیز آپ یہ فائل......''

''کیا ہے اس فائل میں۔'' اس نے ... اٹھا کر پرے پھینکا۔

''مسز احزم حسن ان بے جان فائلوں سے زیادہ اہم زندگی کی فائل ہے جسے آپ شاید کبھی بھی کھولنا نہیں چاہتیں۔'' وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''پلیز سر یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے۔ مم...... میں چلتی ہوں بہت کام ہے مجھے۔'' ایک دم گھبرا گئی تھی اس کا انداز ہمیشہ سے مختلف تھا۔ اس نے اس کے اٹھتے قدم روک کر بازو سے پکڑ کر کرسی پر دھکیل دیا۔ آج اس پر نجانے کیسے جذبات حاوی ہوئے تھے کہ وہ اپنے اندر ایک طوفان اٹھتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ چند لمحے خاموش رہ کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ کھڑکی کے پاس پہنچ کر بہت گہری سانس لی تھی۔

Skorpio
FriendsKorner

"پلیز ریمل! تمہارا رویہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔" اس کے لہجے سے بے بسی چھلکی تھی۔ "تم کیوں کر رہی ہو تم میرے ساتھ اس طرح، پلیز پلیز ہیلپ می، مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے تمہارے سا......" اسی دم فون کی گھنٹی بہت زور سے بجی تھی۔ دونوں نے ایک ساتھ فون کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چونک کر کھڑی ہوئی۔ وہ چونکہ دور کھڑا تھا اس لئے اس کی نگاہوں کے حکم پر ریسیور اٹھالیا۔ لیکن اس کے بولنے سے پہلے ہی کوئی بہت بے چینی سے بولا تھا اور یہ آواز اسے جیسے ہوش کی دنیا میں کھینچ لائی تھی۔ اس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر ریسیور اس کی طرف بڑھایا۔

"زندگی کی اصل حقیقتوں سے "فرار" نا تو آپ ہی حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی میں "مس رضیہ جنید" بہت بے چین ہیں آپ کے لئے۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی تھی وہ بھی ایک ایک قدم جماتا ہوا عین اس کے سامنے آن کھڑا ہوا اس سے ریسیور لے کر لائن ڈس کنیکٹ کر دی اور ریسیور ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔

"اب بولو۔" وہ اس کی نگاہوں میں دیکھتا ہوا بولا تو وہ اس کے انداز پر رخ موڑ گئی۔

"میں اس حقیقت سے بہت اچھی طرح آگاہ ہوں کہ جو کچھ بھی ہوا وہ وقتی اور حالات و جذبات کی رو میں بہہ کر کیا جانے والا ایک بہت غلط فیصلہ تھا۔" وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس سے دور ہوگئی۔

"اور میں یہ اچھی طرح سے جانتی ہوں سر کے آپ ایک بہت نرم دل اور احساس طبیعت کے مالک ہیں آپ کسی بھی غریب اور مجبور انسان سے ہمدردی کرنا اور اس کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حقیر اور بے بس لوگوں پر بہت ترس آتا ہے آپ کو۔" وہ رکی۔

"لیکن مجھے نہ تو آپ کی ہمدردی کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ پر ترس کھائیں۔ لہٰذا آپ کو جو بھی فیصلہ کرنا ہے پلیز جلد از جلد کیجئے۔" وہ آہستہ آہستہ اور ایک ایک لفظ پر ٹھہر ٹھہر کر بولی۔ اس کے ہوش گم کر رہی تھی وہ۔ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کے متعلق ایسا سوچتی ہے۔

"میری اماں کی اموشنل بلیک میلنگ کی زد میں آ کر جو کچھ بھی ہوا اس میں میں آپ کو قصور وار نہیں ٹھہرائی اور اب کسی بھی فیصلے کے نتیجے میں آپ کو مورد الزام ٹھہرانے کے حقدار نہیں ہیں ہم۔ آپ ہر طرح کے فیصلے میں بااختیار ہیں اگر آپ چاہیں تو ابھی اور اسی وقت اپنے اس حق کو استعمال کر سکتے ہیں آپ۔" وہ اس کے ہونٹوں سے برآمد ہونے والے تین الفاظ کو سننے کے لئے خود کو مضبوط ظاہر کرتی اس کے سامنے آ کر چند قدم پر رک گئی۔ وہ بہت سنجیدگی سے سوچتی ہوئی کیفیت میں اسے دیکھتا رہا اور پھر اچانک ہی اس کی آنکھوں میں شرارت سی کوندی اور ہونٹوں کے کونے مسکرا اٹھے۔ اس نے دو قدم بڑھا کر اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ کم کیا۔

"سوچ لو، تم مجھے فیصلے کا اختیار بھی دے رہی ہو اور ابھی اور اسی وقت اس حق کو استعمال کرنے کی اجازت بھی۔" اس کے ہونٹوں پر بڑی دل آویز اور معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ وہ اس کی بات اور انداز کا مطلب سمجھ کر گڑبڑا کر فوراً ہی پیچھے ہٹی تھی اور اپنے بلش ہوتے چہرے کو چھپانے کے لئے پلٹی اور پھر اس کی کرسی کے پیچھے سے ہوتی ہوئی بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی کہ اب وہ ایسا اس کے قریب سے گزرنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔ باہر قدم رکھنے سے پہلے اس کا قہقہہ سماعت سے ٹکرایا تھا۔ اس نے پوری قوت سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے پہلے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کیا اور دھڑکنوں کو

Skorpio FriendsKorner

معمول پر لانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اپنے کیبن میں قدم رکھا صد شکر کہ مسز خان راؤنڈ پر تھیں۔ کیونکہ وہ جب بھی اس کے کمرے سے آتی مسز خان بہت کھوجتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتی تھیں لیکن ہمیشہ ہی وہ اس کے چہرے پر کوئی بھی خوبصورت سے رنگ تلاش کرنے میں ناکام رہتی تھیں اور آج وہ یہ موقع گنوا چکی تھیں۔

رضیہ جنید کے ساتھ اس کی اچھی خاصی جھڑپ ہوئی تھی کہ وہ اسے ٹائم نہیں دے رہا۔

"تم میرے پرابلمز کو سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہی ہو روز، پلیز تم اگر انہیں سولو کرنے میں میرا ساتھ نہیں دے سکتی تو ان میں اضافہ کرنے کی کوشش مت کرو، ہر میٹنگ کے دوران تمہارا فون یا تم خود ٹپک پڑتی ہو، تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ کیا سوچتے ہوں گے سب لوگ تمہارے متعلق۔"

"مائی فٹ، جو چاہے مرضی سوچتے رہیں لیکن تم نے اگر میرے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو میں انکل سے تمہاری شکایت کروں گی انڈرسٹینڈ۔" اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"فارگاڈ سیک، روز! تمہیں معلوم ہے کہ وہ ابھی ایسی کنڈیشن میں نہیں ہیں کہ انہیں کوئی بھی ٹینشن دی جائے۔"

"آئی ڈونٹ کیئر، دس از ناٹ مائی پرابلم۔" وہ اس کی بے حسی پر کڑھ کر رہ گیا۔

"گیٹ آؤٹ، گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔" اس نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں دھیمی آواز میں کہا۔ وہ ایک قہر آلود نظر اس پر ڈال کر پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔ کتنے ہی لمحے لگے تھے اسے خود کو کمپوز کرنے میں، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو ایک میٹنگ کال کی تھی اس نے لیکن اب وہ اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ کسی بھی معاملے میں بحث و تکرار کر سکے اس لئے ڈھیروں فائلیں اٹھائے آتے ہوئے عبدل کو دیکھ کر اس نے میٹنگ کینسل کرنے کا آرڈر دے دیا تو وہ بھی سر ہلاتا چلا گیا اسی وقت دروازہ کھول کر مسز خان اندر آئیں تھیں اور اسے اس کی مخصوص پوزیشن میں بیٹھے دیکھ کر اس کی ذہنی تھکن کو بھانپ گئی تھیں اس لئے خاموشی سے اس کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ چند لمحے گزرنے کے باوجود بھی وہ اسی انداز میں بیٹھا رہا تو انہیں بولنا پڑا۔

"کیا بات ہے آج پھر ڈپریسڈ ہو۔" اس کے گزشتہ دو چار روز کے بہت اچھے اور خوشگوار موڈ نے آفس کے ماحول پر بھی اچھا اثر ڈالا تھا وہ بھی خوش تھیں لیکن ریمل کی طرف سے پریشان کہ وہ چار دنوں سے آفس نہیں آئی تھی۔

"احزم ایک بات میں تم سے ضرور کہوں گی کہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے فیصلے کا اختیار تمہیں اپنے فادر کو نہیں دینا چاہیے یہ حق تمہیں اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہیے تھا۔" وہ اس کی پرابلم کو سمجھ رہی تھیں، ان کی بات پر وہ خاموش رہا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر رہ گئیں۔

"ریمل نہیں آ رہی کئی دنوں سے۔" وہ پھر گویا ہوئیں تھیں۔

"اس نے آفس کا بہت سا بوجھ اٹھا رکھا ہے اپنے کندھوں پر کوئی بھی رسپونسیبلٹی نہ ہونے کے باوجود اس نے بہت ہارڈ ورک کیا ہے۔ میری اور تمہاری بہت سی ذمہ داریاں اس نے سنبھال رکھی ہیں اس کی موجودگی میں کوئی فکر نہیں ہوتی مجھے لیکن جس دن سے وہ نہیں آ رہی ایسا لگتا ہے سارے آفس کا کام میرے کندھوں پر آ گیا ہے۔ ویسے اپنی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے یہ اچھی پالیسی ہے اس کی۔"

"بہت دلا دیا اس انہیں اہمیت کا احساس، فوراً کال کریں اسے کہ اس کی چھٹی کینسل کر دی گئی ہے۔" اس نے ایک دم ہی سیدھے ہو کر آڈر کیا تھا وہ اس کے اس انداز پر مسکرا دی اور واقعی اس حقیقت کو تو وہ بھی تسلیم کرتا تھا کہ وہ سینئر

Skorpio FriendsKorner

کے شانہ بشانہ کام کر رہی تھی۔
اور اس بات پر تو وہ خود بھی حیران رہتی تھی
ڈھیر سارا کام کرنے کے باوجود تھکن کا
احساس اس کے قریب نہ بھٹکتا تھا۔ شاید وہ
ری طور پر احزم کے کام کو اپنا کام سمجھنے لگی تھی
کی ہر پرابلم کو سولو کرنا اپنی ذمہ داری۔

فارن میٹنگ میں صرف تین دن باقی تھے۔
س کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ایک بہت
ذمہ داری اس پر ڈال دی گئی تھی اور اس ذمہ
کو سنبھالنے کے لئے اس نے دن رات
کر رہا تھا۔

''دیکھو ریمل! سر نے کل آف اس لئے دیا
کہ اگلے دن میٹنگ میں سب لوگ فریش ہو کر
یں اور تم اس دن بھی اس طرح سر جھاڑ منہ
نہ آ جانا اچھی طرح ڈریس اپ ہو کر آنا
بل پر اچھا امپریشن پڑتا ہے اور جو ذمہ داری تم
الی گئی ہے یہ سب تمہاری غیر معمولی محنت کا
ہے۔ وِش یو بیسٹ آف لک۔''

ہمیشہ ہلکے اور پھیکے رنگ پہننے والی پر گہرے
میں ریڈ اورنج کا کمبینیشن کا لباس جس پر سرخ
تیوں کا دیدہ زیب کام تھا اس پر بہت سوٹ کر
تھا۔ نیچرل سا میک اپ اور بالکل نیچرل کلر کی
اسٹک ہلکی سبزی مائل آنکھوں میں کاجل کی
ھار نے اس کی سادہ سی شخصیت کو چار چاند لگا
ئے تھے۔ ہلکی پھلکی ہم رنگ جیولری پہنے بالوں
سادہ سی چھوٹی بنا کر ہم رنگ ریشمی دوپٹے کو
ٹی پنوں میں جکڑا، نازک سی سینڈل کا
ٹریپ بند کر کے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ
وہ بالکل تیار ہی تھی۔ ریسٹ واچ پر نظر ڈالی
ور پھر موبائل اٹھا کر مسز خان کا نمبر پش کیا۔

''میڈم! میں بالکل تیار ہوں پلیز آپ
ھے پک کر لیں۔'' وہ اس طرح بس سے جانے
جھجک رہی تھی۔

''میں تو آفس پہنچ چکی ہوں اور ویسے بھی ایم ڈی صاحب تمہارے لئے گاڑی بھجوا چکے ہیں۔''

''او کے میڈم!'' اس نے سیل آف کیا اور کمرے سے باہر نکل آئی اماں کو خدا حافظ کیا تو جواب میں انہوں نے ڈھیروں دعائیں ہمراہ کی تھیں۔

''صاحب آفس میں ہیں کیا؟'' اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے بیٹھتے کھڑکی کے باہر دیکھتے ہوئے اچانک ہی ڈرائیور سے سوال کیا تھے وہ اس وقت آفس سے قریب ہی تھے۔

''نہیں جی وہ مہمانوں کو لینے ہوٹل گئے ہوئے۔'' آفس کے لئے مخصوص ڈرائیور چچا خاص پٹھان تھے وہ ''اچھا'' کہہ کر خاموش ہو گئی۔

''واؤ ویری گڈ لوکنگ۔'' مسز خان نے دیکھتے ہی سراہا تھا۔

''کیا حرج ہے اگر تم روزانہ اسی طرح آیا کرو۔'' ان کے کہنے پر وہ محض مسکرائی تھی۔

میٹنگ ہال میں تمام تیاری مکمل تھی۔ اس کے کمرے میں رکھی چند ضروری چیزیں اس عبدل کے حوالے کیں جنہیں لے کر وہ فوراً ہی باہر نکل گیا وہ بھی ایک دفعہ پھر اپنے ذہن میں ہر چیز اور ہر بات کو دہراتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا اور آگے بڑھ گئی لیکن دو قدم پر اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کا ریشمی سرسراتا ڈوپٹہ بند دروازے میں پھنسا تھا دروازہ کھول کر اسے چھڑانا چاہا لیکن وہ ہینڈل میں بری طرح پھنسا تھا۔ بہت احتیاط سے اسے چھڑایا اور جلدی سے واپس پلٹی تو پورے زور سے کسی سے ٹکرا گئی اور اس سے پہلے کہ وہ گرتی دو مضبوط بازوؤں کے حصار میں مقید ہو چکی تھی۔ چند لمحوں تک تو وہ سمجھ ہی نہ پائی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ سخت چٹان جیسے سینے سے لگے سر کو اٹھا کر دیکھا اور صورتحال واضح ہوتے ہی تڑپ کر حصار

Skorpio
FriendsKorner

کو توڑا اور ایک دفعہ پھر دروازہ کھول کر اندر غائب ہو گئی تھی۔

وہ حیرتوں کا جہان چہرے پر سجائے بت بنا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا شاید وہ خود بھی ابھی تک ساری صورتحال کو سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ ابھی ابھی مہمانوں کو میٹنگ روم میں چھوڑ کر خود اس کو مزید بریفنگ دینے کے لئے ادھر آیا تو شوخ کپڑوں میں ملبوس دروازے پر جھکی لڑکی کو پہچان نہیں پایا تھا۔ جیسے ہی اس کے قدم رکے تھے وہ پلٹی تھی اور اسے ایک خوبصورت حادثے کے گزر جانے کا احساس بہت دیر بعد ہوا تھا۔ وہ نامعلوم سی فیلنگز لئے واپس پلٹ گیا۔

عبدل اسے دوبارہ بلانے آیا تھا لیکن اس کے سامنے کے خیال سے ہی اس کا ننھا سا دل لرز اٹھتا تھا۔ اس کو رہ رہ کر خود پر غصہ آیا تھا۔

''کیا آج ہی یہ سب کچھ ہونا تھا۔'' وہ ٹہل ٹہل کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''ریمل واٹ از پرابلم یار، پلیز کم آن ٹو میٹنگ روم۔'' مسز خان حواس باختہ سی آئی تھی۔

''جج...... جی میڈم! میں بس آ ہی رہی تھی۔''

میٹنگ توقع سے کہیں زیادہ کامیاب رہی تھی اس نے تمام وقت ہر ممکن اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ کنفیوز ہونے کے باوجود جب بولنے پر آئی تو بہت خوبصورتی سے کمپنی کو درپیش مسائل اور ایک ایک پوائنٹ کو واضح کرتی چلی گئی۔ پروجیکٹر پر یکے بعد دیگرے چلنے والی تمام سلائیڈز اس نے اپنے ہاتھوں سے تیار کی تھیں۔ اس لئے اس میں کسی بھول چوک کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ سب نے ہی اس کے انداز کو بہت سراہا تھا۔

اتنی بڑی کامیابی کی خوشی میں احزم نے ایک بہت بڑی پارٹی ارینج کی جس میں اس نے تمام ورکرز کی تنخواہوں میں اضافے اور ضرورت کی جانے والی ترقیوں کو ناہو... لیکن نہ تو اس نے اس کی تنخواہ میں اضافہ کیا ہی اسے ترقی کا کوئی مژدہ سنایا۔ اسے غصہ تو آیا لیکن خاموش رہی۔ سینئرز نے بھی تھوڑا احتجاج کیا تھا جس کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور پھر مسز... کے ''جی ایم'' بننے کے بعد خود بخود ہی اس سیٹ کا تعین ہو گیا تھا، لیکن ایم ڈی کی اسسٹنٹ بن جانے کو باقاعدہ اناؤنس نہ کیا گیا تھا۔

اور اب وہ جب بھی اس کے کمرے میں جاتی بظاہر تو اس کا انداز بہت پروفیشنل ہوتا... آنکھوں میں ناچتی شرارت اور ہونٹوں ... مسکراہٹ اسے زچ کرنے کے لئے کافی ہو... ہر بات کو ذو معنی انداز میں کرنے کا عادی تھا۔ اس کا یہ انداز اسے زچ کر رہا تھا۔ اس نے ایک ممکن حد تک اپنی سوچوں اور... محدود کر لیا تھا۔ باقاعدہ حکم نامہ ملنے پر ہی وہ... کا رخ کرتی تھی۔

اس کی ہیلپر جو نئی لڑکی آئی تھی وہ... خاصی ماڈرن اور ایڈوانس تھی اور اسے ایم ڈی صاحب کے آفس میں بھاگ بھاگ کر جانے کا بہت شوق تھا اور اس نے اس بات کا بالکل کوئی نوٹس نہیں لیا تھا کہ ہر روز جدید تراش خراش کے نت نئے لباس پہن کر آنے والی میں... اپنے ایم ڈی صاحب کی بے نیازی کا گلہ کرتی رہتی تھی۔ بلکہ اس کی سرد آہیں تو اب باقاعدہ فریاد کرنے لگیں تھیں اور اب بھی وہ ان کے کمرے سے آئی تھی۔

''آہ، میڈم! ایک بات کو بتائیں اتنا عرصہ ہو گیا ہے آپ کو ان صاحب کے ساتھ کام کرتے کیا آپ پورے یقین سے کہہ سکتیں ہیں کہ یہ انگلینڈ کے تعلیم یافتہ ہیں مجھے تو لگتا ہے مغربی ممالک کی ہوا بھی انہیں چھو کر نہیں گزری۔ اس کی میم زیادہ خوبصورت ہے مجھ سے۔''

Skorpio FriendsKorner

''زارا ڈونٹ بھی سلی۔ ایم ڈی صاحب کو اپنے کام پر توجہ دینے والے لوگ زیادہ پسند ہیں۔''

''تو پھر آپ کو پسند کیوں نہیں کرلیا اب تک انہوں نے۔'' وہ مسکرا کر بڑی ادا سے بولی تھی۔

''شٹ اپ، پلیز ٹیک یور سیٹ۔'' وہ خاصی برہمی سے بولی تھی۔

اب زندگی کچھ روٹین سے گزرنے لگی تھی وہ شام پانچ بجے گھر پہنچ جاتی تھی۔ اس نے ایک دو دفعہ باپ کا پتہ کرانے کی کوشش کی تھی لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔ گرمیوں کا موسم آہستہ آہستہ اپنے اختتام کی جانب گامزن تھا۔ بارشوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ دن بہت عجیب اور بوجھل ہوگئے تھے کہ آپی ایک نئی زندگی کی نوید لے کر آئیں تھیں نقاہت اور کمزوری کے باوجود خوشی اور حیا کے ملے جلے تاثرات نے ان کے چہرے کو انوکھا نکھار بخشا تھا۔

''کیا بات ہے آپی بڑی خوش نظر آرہی ہیں۔'' اس کے پوچھنے پر انہوں نے اپنی پازیٹو رپورٹ اس کے سامنے کردی تو وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔ وہ دونوں کلینک سے ادھر ہی آئے تھے اماں نے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ مٹھائی، فروٹ اور دو ہزار روپے بھی ساتھ دیئے تھے تاکہ وہ اپنی خوراک کا خاص خیال رکھے۔

پھر تو ایک نیا مشغلہ تھا جو کہ ان کے ہاتھ لگ گیا تھا اماں سارا سارا دن نئے آنے والے مہمان کی آمد کی تیاریوں میں لگی رہتی اور وہ جب ہی بازار جاتی کوئی نہ کوئی کھلونا یا کپڑا خرید لاتی۔

''زارا! تم یہ فائل ایم ڈی صاحب کے پاس لے جاؤ۔'' اس نے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد فائل کو بند کرتے ہوئے اس کے حوالے کی اور وہ تو جیسے منتظر رہتی تھی چڑیا کی طرح اڑ کر اس کے کمرے میں پہنچی تھی۔

''مے آئی کم ان سر!'' اس نے اک ادا سے کہا تو اس نے ایک تنقیدی نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔ اس کا جسم نمایاں کرتا لباس اسے ہمیشہ ہی اشتعال میں مبتلا کرتا تھا اس وقت بھی اس نے اسے دیکھ کر لب بھینچ لیے۔

''سر! پلیز یہ فائل چیک کر کے سائن کر دیں۔'' وہ اس کے دائیں سائیڈ پر بالکل قریب کھڑی فائل رکھتے ہوئے خود بھی جھکی تھی۔ اس کا بازو اس کے کندھے سے ٹکرایا تھا ناگواری کے باوجود وہ خاموشی سے سائن کرنے لگا لیکن اس کے کچھ بتانے پر جیسے ہی اس نے اس کی طرف دیکھا تو بالکل غیر ارادی طور پر اس کے جھکے ہونے کے باعث اس کے حد سے زیادہ کھلے گریبان میں جہاں تک اس کی نظر گئی تھی وہ اسے بھڑکا دینے کے لیے کافی تھی اپنے سامنے رکھی فائل اٹھا کر پورے غصے سے سامنے پھینکی تھی اور تمام کاغذات اڑ کر سارے کمرے میں پھیل گئے تھے۔ فوراً ہی انٹرکام ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''میرے کمرے میں آؤ فوراً۔'' وہ دھاڑا تھا۔ زارا حیران اور سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں ابھی تک کچھ نہیں آیا۔

اس کی دھاڑ پر وہ پہلے ہی پریشان تھی لیکن کمرے میں قدم رکھتے ہی گھبرا گئیں وہ دندناتا ہوا اس کے سر پر پہنچا تھا۔

''کتنا عرصہ ہوگیا ہے تمہیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔''

(باقی اگلے ماہ)

Skorpio
FriendsKorner

Skorpio
FriendsKorner

مکمل ناول

تیسری قسط

last epi

مجھے اپنے ملن کا غرور دو

ثناء ظفر

Skorpio
FriendsKorner

"ت ت...... تین سال سر!"

"تو کیا ان تین سالوں میں اب تک تم میرے مزاج سے واقف نہیں ہو سکیں۔" اس کی آنکھوں سے شعلے اور زبان سے انگارے برس رہے تھے۔

"جی!" وہ اس کی بات نہ سمجھ پائی تھی کہ اصل صورتحال سے وہ بالکل ناواقف تھی۔

"کس نے اپائنٹ کیا تھا اس لڑکی کو یہاں۔"

"وہ مم...... مسز خان نے سر!" وہ اسے گھورتا ہوا واپس اپنی ٹیبل کے پاس گیا اس کی سائیڈ پر لگے بٹن کو پریس کیا۔ باہر گھنٹی کی آواز سنتے ہی عبدل بوتل کے جن کی طرح کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جب کہ وہ ایک کاغذ پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔

"یہ لیٹر رفیق صاحب سے فوراً ٹائپ کروا کر لاؤ۔" گھبرائے ہوئے عبدل نے فوراً کاغذ تھاما اور نکل گیا اور اب وہ دیوار کے ساتھ لگی مس زارا کی طرف بڑھا تھا۔

"مس زارا یاد رکھیئے گا کہ عورت کا لباس اور اس کا انداز ہی اس کے وقار اور عزت کی نشانی ہوتی ہے اور اس کی عزت کو پناہ ہمیشہ اس کی چادر دیتی ہے اور اگر چادر ہی اس کے جسم سے غائب ہو جائے تو کوئی اس کی عزت نہیں کرتا سمجھیں آپ اور اب آپ جا سکتیں ہیں اور آئندہ یہاں آنے کی زحمت مت کیجئے گا۔" وہ آنکھوں میں آنسو لیے فوراً وہاں سے نکل گئی اور اس کے جانے کے بعد وہ ریمل کی طرف آیا تھا۔

"کیا چاہتی ہو تم؟" اس کا لہجہ بہت سرد اور پھنکارتا ہوا تھا۔

"میرے کردار کو آزمانا چاہتی ہو۔"

"تو تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں اتنا کمزور نفس نہیں ہے میرا، اگر ایسا ہی ہوتا تو بہت سی راہیں کھلی تھیں میرے لئے کوئی نہیں روک سکتا تھا مجھے اور تم جو یہاں......"

"جاؤ چلی جاؤ یہاں سے۔" وہ جو اس کی جھکی لرزتی پلکوں پر نظریں جمائے سخت لہجے میں بول رہا تھا اس سے پہلے کہ جذبات کی رو میں بہہ کر کچھ کہہ بیٹھتا فوراً اس پر سے نظریں ہٹا کر پلٹتے ہوئے چیخا تھا۔ اس نے پلکیں اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا اور اس کی بھینچتی ہوئی مٹھیوں کو دیکھ کر اس کے اندر کے ہیجان کا اندازہ لگاتے ہوئے خاموشی سے نکل آئی۔ اس سب کے باوجود بھی نجانے کیوں ایک طمانیت اور ایک تفاخر کا احساس اس کے اندر دور تک پھیل گیا تھا۔ ہونٹوں کی تراش میں ایک خوبصورت مسکراہٹ سج گئی تھی۔

"خیریت تو ہے محترمہ، سنا ہے تمہاری سیٹ شیئر کرنے والی لڑکی کو نکال دیا صاحب نے۔" مسز خان کی مسکراتی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔

"جی ہاں صحیح سنا ہے آپ نے۔"

"مجھے تو فوراً حاضری کا بہت سخت آرڈر موصول ہوا۔"

"دھیان سے جائیے گا بہت سخت غصے میں ہیں سر!"

"وہ غصے میں ہیں تو آپ کے چہرے پر یہ قوس قزح کیوں بکھری ہے۔" ان کی بات پر وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ وہ بغور اسے دیکھتی رہ گئیں۔

"کتنا بڑا خزانہ چھپا رکھا تم نے اپنے پاس اپنی اس خوبصورت ہنسی کا، کبھی یہ خزانہ اگر اس آہن دل پر بھی نچھاور کر دو تو تمام مقفل لحموں میں کھل جائیں۔"

"میری فکر چھوڑیئے میڈم! اور جائیے ایسا نہ ہو کہ شعلوں کی لپیٹ میں آپ بھی آ جائیں۔"

"او کے میرے لئے دعا کرنا۔" ان کی بات پر وہ پھر ہنسی تھی۔

"لگتا ہے اس کمرے کی مکمل اجارہ داری پر کچھ زیادہ ہی خوش ہو، ہاں بھئی تمہارے لئے تو یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔" وہ جاتے جاتے بھی

Skorpio FriendsKorner

سکے دل کے تاروں کو چھیڑنے سے باز نہ
آ رہی تھیں۔

"آج اماں سے بڑے موڈ میں باتیں کر رہی تھی اور اپنی کی ہوئی شاپنگ انہیں دکھا رہی تھی لیکن وہ ہوں ہاں کر کے رہ جاتی اس نے جلد ہی ان کی بے توجہی کو نوٹ کیا تھا۔

"کیا بات ہے اماں کچھ پریشان ہیں؟" اس کے پوچھنے پر انہوں نے بہت گہری اور طویل سانس لی تھی۔

"سلمیٰ آپا آ رہی ہے پاکستان۔"

"اچھا کب، یہ خوشی کی بات ہے، آپ اتنا پریشان کیوں ہیں۔" اس کی بات پر انہوں نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہوں کہ کیا تو نہیں جانتی" لیکن وہ ان کی نظروں کا مطلب نہ سمجھی تھی۔

"سات مہینے ہو گئے نکاح ہوئے لیکن ... نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔" وہ بہت پریشان لہجے میں آہستہ آہستہ بولنے لگیں۔

"برسوں بعد جو بہن ترس ترس کر مجھے ملی ہے اس کے سامنے اب کون سا منہ لے کر جاؤں گی، کیا سوچے گی وہ ہمارے بارے میں، اگر، اگر اسے کچھ پتہ چل گیا وہ تو شاید جیتے جی میرا منہ بھی دیکھنا گوارا نہ کرے۔"

"اور حسن بھائی، ان کا کیا رد عمل ہو گا، وہ تو یہی کہیں گے کہ ہماری غیر موجودگی میں ہمارے بیٹے پر قبضہ جما لیا، نجانے کون کون سے ہتھکنڈے استعمال کر کے اسے قابو میں کر لیا۔ ان کی تو کل کائنات ہی ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس پر بھی ڈاکہ ڈال دی۔ میری بہن کی زندگی تو اجیرن ہو جائے گی۔ اس کا گھر سے جانا تو اس کے لئے طعنہ نہیں بنا لیکن یہ بات اس کے لئے ہمیشہ کے لئے داغ بن جائے گی۔" ان کی مدھم آواز اسے تلخ حقیقتوں کے جہان میں دھکیل رہی تھی اور یہ ایسی حقیقتیں تھیں جن سے وہ پہلی بار روشناس ہو رہی تھی وہ ساکت بیٹھی ایک ہی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

بیشک بہت واضح لفظوں میں اس نے اسے کبھی کوئی امید نہ دلائی تھی، لیکن اس کا رویہ اسے بہت کچھ باور کراتا تھا۔ جسے وہ سمجھتے ہوئے بھی نہ سمجھی تھی کہ اس کی انا و خودداری درمیان حائل تھی، لیکن ان سب باتوں کا تو اسے کبھی وہم و گمان بھی نہ گزرا تھا۔

"اور پھر حسن بھائی تو ہیں بھی دل کے مریض نجانے یہ خبر ان کی زندگیوں میں کون سی قیامت ڈھائے۔" اس کا جی چاہا کہ وہ اٹھ کر اماں کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں خاموش کروا دے۔

"میں تو ڈرتی ہوں اس وقت سے کہ نجانے میری ہیروں جیسی اور جنت کی حوروں جیسی پارسا بیٹی پر کوئی الزام نہ لگ جائے۔"

"وہ اتنی دور بیٹھے کیا جانیں کہ ان کی غیر موجودگی میں یہاں کیا ہوا۔" اب ان کے آنسو مسلسل بہنے لگے تھے۔ جنہیں انہوں نے فوراً ہی پونچھ دیا۔

"بس میں آج ہی جاؤں گی اس کے پاس تا کہ وہ جلد از جلد فیصلہ کر دے، تا کہ ان کے آنے سے پہلے پہلے میں کہیں تیری بات پکی کر کے شادی کی تاریخ طے کر دوں۔" وہ آنکھیں پھاڑے ان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی سانس شاید کہیں سینے میں ہی اٹک کر رہ گئی تھی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اندر چلی گئی۔ تو اماں بھی اسی وقت چادر سنبھالتی باہر نکل گئیں۔

خالہ کی اچانک اور غیر متوقع آمد پر وہ بھی حیران تھا۔ انہوں نے ڈنر کے بعد اس سے کسی ضروری بات کرنے کا کہا تو وہ انہیں اپنے بیڈروم میں لے آیا اور جب انہوں نے اپنے خیالات

Skorpio FriendsKorner

بے پردہ ہٹایا تو وہ دم بخود انہیں دیکھتا رہ گیا۔ وہ تو کبھی تصور ہی نہ کر سکتا تھا کہ وہ ایسا سب کچھ سوچتی ہیں ان کی گوہر افشانیاں نئی حقیقتوں کے راز وا کر رہی تھی۔

"اس لئے بیٹا میں چاہتی ہوں کہ میری پاک دامن بچی کے دامن پر کوئی بھی دھبہ لگنے سے پہلے تم کوئی فیصلہ کر لو۔ میں نہیں چاہتی کہ ان کے کانوں میں کوئی بھنک بھی پڑے تمہاری اور ہماری بہتری اسی میں ہے کہ ان کے آنے سے پہلے اس معاملے کو سمیٹ لیا جائے۔" انہوں نے اپنی بات کہہ کر جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ لب بھینچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"اچھا میں اب چلتی ہوں میری باتوں پر غور کرنا۔" وہ اس سارے وقت میں ایک لفظ بھی نہ بول پایا تھا سو اب بھی خاموش ہی رہا تو وہ پھر گویا ہوئیں۔

"میں اب جلد از جلد اس کی شادی کر دینا چاہتی ہوں۔ رشتے کرانے والی ماسی آج کل میرے پیچھے پڑی ہے۔ دو تین اچھے رشتے ہیں اس کے پاس، لیکن تم کوئی فیصلہ کرو تو میں آگے کچھ سوچوں۔" وہ اس کی طبیعت سے بے خبر بولتی جا رہی تھیں اور وہ انہیں دیکھتا رہ گیا۔

وہ جا چکی تھیں لیکن اس پر سوچوں کے نئے در وا کر گئیں تھیں۔

وہ جو ساری رات ایک پل بھی نہ سو پائی تھی۔ صبح ایک مصمم ارادہ لے کر گھر سے نکلی تھی وہ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی لیکن اپنے دامن پر الزام کا کوئی دھبہ اسے گوارا نہ تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ آج ہی اس سے بات کر کے اس قصے کو ختم کر دے گی۔ لیکن نہ تو سارا دن اس نے اسے آفس میں طلب کیا اور نہ ہی وہ خود اندر جانے کی ہمت کر سکی، بلکہ اس کے برعکس آنے والے دنوں میں بہت پروفیشنل اور دو ٹوک سا انداز ہو گیا تھا اس کا وہ اسے نظر انداز کر کے بہت سنجیدگی سے بات کرتا تھا اور وہ اس سے بات کرنے کا سرا تلاش کرتی باہر آ جاتی، لیکن آج وہ اپنا سارا کام نمٹائے جانے کے بعد بھی متذبذب سی کھڑی رہی۔

"کیا بات ہے اس طرح کیوں کھڑی ہیں اب آپ، جایئے اپنی سیٹ پر۔"

"سر! مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔" اس کے فیصلہ کن انداز کو دیکھ کر وہ فوراً ہی اپنی ریوالونگ چیئر کو گھسیٹ کر اس کی طرف پشت کئے کمپیوٹر میں مصروف ہو گیا۔

"آئی ایم سوری میں اس وقت آفس ورک سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کر سکتا آپ جا سکتی ہیں آپ۔"

"لیکن۔"

"میں نے کہا نا جا سکتیں ہیں آپ۔" وہ بالکل اجنبی بنا بیٹھا تھا۔

اور پھر چند ہی دنوں بعد اس کی سیٹ چینج کر دی گئی۔ وہ ایک بار پھر جنرل منیجر مسز خان کی اسسٹنٹ بنا دی گئی تھی۔

اب اس کا رابطہ اس کے ساتھ ختم ہو گیا تھا اور دنوں ان کا آمنا سامنا نہ ہوتا تھا جب کہ آفس میں مس رضیہ جنید کی آمد و رفت ایک بار پھر بڑھ چکی تھی۔ وہ مسز خان ہی کے آفس میں گلاس ونڈو کے پاس رکھی میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی لنچ ٹائم میں ان دونوں کے جانے کا منظر روزانہ دیکھتی تھی۔ آج بھی وہ بالکل غیر ارادی طور پر پارکنگ میں کھڑی اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی جب وہ دونوں آفس کی عمارت سے نکلے رضیہ نے بڑی بے تکلفی سے اس یک بازو کو پکڑ رکھا تھا اور لہرائی بل کھائی اس کے ساتھ چلی آ رہی تھی گاڑی بہت آہستگی سے پارکنگ سے نکلی اور گاڑیوں کے سمندر میں گم ہو گئی لیکن وہ ابھی تک وہیں نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

Skorpio
FriendsKorner

"ریمل بس کرو وہ لوگ جا چکے ہیں۔" مسز خان کے کہنے پر وہ بہت بری طرح چونکی تھی۔

"جی...... جی میڈم میں تو۔"

"آؤ لنچ ٹائم ہو گیا ہے۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"مجھے بھوک نہیں ہے میڈم۔" اس نے نظریں جھکائیں تو اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔

"تم یہ منظر روزانہ دیکھتی ہو، اب تک تو تمہیں عادی ہو جانا چاہیے تھا ریمل۔"

"نہیں میڈم میں تو وہ......"

"ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ رہی تھیں، اپنے دل میں جھانک رہی تھیں۔"

"کب تک تم دونوں ایک دوسرے سے بھاگتے رہو گے ریمل! میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ میں احزم کو بہت قریب سے جانتی ہوں۔ وہ کبھی کسی میں انوالو نہیں ہوا یہاں تک کہ میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ رضیہ جنید میں بھی نہیں اور ایسا مرد جب کہیں انوالو ہوتا ہے کسی سے محبت کرتا ہے تو بہت ٹوٹ کر چاہتا ہے اسے۔"

"میڈم پلیز بس کریں۔" وہ اپنے دل کی منتشر ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کرتی اٹھ گئی۔

"آپ یہ سب اتنے دعوے سے کیسے کہہ سکتی ہیں، محض مفروضوں پر زندگی نہیں گزرتی میڈم اور میں خواب بھی نہیں دیکھتی اور پلیز آئندہ آپ اس ٹاپک پر کبھی بات نہیں کریں گی۔" وہ آج کل اس کی حد سے بڑھتی ہوئی لاتعلقی اور بے اعتنائی کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی خواب سجانا نہیں چاہتی تھی تقریباً دو مہینے ہو گئے تھے اسے اس سے بات کرنا تو کجا اگر کہیں اتفاقاً ان کا آمنا سامنا ہو بھی جاتا تو وہ مکمل طور پر اسے نظر انداز کرتا ہوا چلا جاتا یا پھر اگر وہ کبھی اسے سلام کرتی تو محض سر کی جنبش سے جواب دیتا تھا۔ رضیہ جنید پر اس کی بڑھتی ہوئی عنایات اب کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی پھر وہ تو اس کی منگیتر تھی جس کا اعلان اس نے بڑے فخر سے ڈنکے کی چوٹ پر کیا تھا۔ لیکن اس کے پاس فخر کرنے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ محض کاغذ کا ایک ٹکڑا کہ جسے اس نے اس کی ماں کی چادر کی لاج رکھتے ہوئے اس کے حوالے کیا تھا۔ وہ آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتی باہر نکل گئی۔

"احزم دیکھو مجھے راشدہ کے ہاں ڈراپ کر دو، دل بہت بے چین ہو رہا ہے اس سے ملنے کے لئے۔" وہ ابھی ابھی ائیر پورٹ سے نکلے تھے کہ سلمٰی بیگم بولیں۔

"لیکن ماما ابھی تو آپ آئی ہیں، پہلے گھر چلتے ہیں کل آ جائیے گا۔"

"گھر چلی گئی تو پھر نکلنا مشکل ہو جائے گا، میں بہت اداس ہوں اس کے لئے۔"

"کیا بیٹے سے اداس نہیں ہوئیں آپ۔"

"تم سے مل لیا ہے ناں اور اپنی بہو کو بھی دیکھ لیا ہے۔" انہوں نے فرنٹ سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھی رضیہ کو پیار سے دیکھا۔

"مام پلیز ابھی آپ گھر چلیں صبح آفس جانے سے پہلے میں آپ کو وہاں ڈراپ کر دوں گا۔" اس کی بات پر وہ خاموش ہو گئیں۔

کوئی بات ضرور تھی ورنہ وہ یوں ان سے بحث نہیں کرتا تھا اور واقعی وہ رضیہ جنید کی موجودگی میں ادھر نہیں جانا چاہتا تھا کہ اس سے اسے کوئی بعید نہ تھی کہ وہ ان کے اسٹیٹس کو ہی ان کے لئے طعنہ بنا لیتی۔

"بس آپا تقدیر کے سامنے کس کا زور چلتا ہے۔" شام کو راشدہ بی بی خود ہی بہن سے ملنے اس کے گھر آ گئیں تھیں اور اپنے دل کا سارا بوجھ ڈھکے چھپے الفاظ میں ان کے کانوں میں انڈیل رہیں تھیں۔

Skorpio FriendsKorner

''ہاں اسے تقدیر کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے جو بات کبھی سوچی بھی نہ تھی لمحوں میں ہو گئی۔''
وہ بہت آزردگی سے بولیں۔
''لیکن تم نے یہ بہت بڑا قدم اٹھایا ہے راشدہ۔''
''تو پھر کیا کرتی، حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے آپا کہ مجھے اس کے سوا کچھ سوجھا ہی نہیں۔''
''لیکن نکاح ایک بہت بڑا فیصلہ ہے، راشدہ نجانے اب اس لڑکے کا کیا ری ایکشن ہو بالکل انجان اور اجنبی انسان کی کیا گارنٹی ہے۔ نجانے کب اس کی نیت بدل جائے اور میں تو کہتی ہوں اب تمہیں بیٹی کو طلاق دلوانے کی ضرورت ہی کیا ہے جب اتنا بڑا فیصلہ کر چکی ہو تو بسم اللہ کر کے اسی کے ساتھ رخصت بھی کر دو۔''
انہوں نے اپنی دانست میں بہت اچھا مشورہ دیا انہیں، وہ گہری سانس لے کر ان کی طرف دیکھنے لگیں اور ان کی تائیدی نگاہوں پر نظریں چرا گئیں۔
''میں ایسا نہیں کر سکتی آپا، ڈرتی ہوں کہ میری ایسی پاکیزہ اور پاک دامن بیٹی کہ جس کے آنچل پر فرشتے بھی نماز پڑھتے ہوں گے اس کے کردار کو کوئی داغدار نہ کرے اور پھر میں ایسی خود غرض بھی نہیں کہ دوسروں کی خوشیاں برباد کے اپنی بیٹی کے لئے خوشیوں کے خواب دیکھوں اور ایسی خوشیوں کی گارنٹی ہی کیا ہے جو دوسروں کو دکھ دے کر حاصل کی گئی ہوں۔ اس کا تو پہلے ہی بہت احسان ہے ہم پر میں مزید اسے زیر بار نہیں کرنا چاہتی۔''
''میرا تو دل ہول رہا ہے سوچ سوچ کر نکاح اور پھر طلاق، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے راشدہ، کون ہے وہ لڑکا مجھے ملواؤ اس سے میں بات کرتی ہوں۔''
''نہیں آپا، میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا آپ تو میری بہن ہے اس لئے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ذکر لے بیٹھی۔ میں تو چاہتی ہوں کہ بات پھیلنے سے پہلے ہی سمٹ جائے اور کسی اچھی جگہ اپنی بیٹی کی شادی کر دوں۔''
''ہائے کیسی باتیں کرتی ہو راشدہ اور اگر بعد میں اسے کوئی مسئلہ ہوا تو کیا کرو گی ایسی باتیں چھپی نہیں رہتی، اس کی زندگی عذاب ہو جائے گی اس کے لئے۔''
''پھر اس کی قسمت آپا، قسمت کا لکھا ٹلا ہے نہ ٹلے گا۔'' ان کی مایوسی پر انہوں نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔
''کاش میں تمہارے دکھ سمیٹ سکتی لیکن بہت مجبور ہوں، اگر حسن زبان نہ دے چکے ہوتے تو مجھے اپنی بھانجی سے بڑھ کر کون عزیز تھا مجھے ان کا وقار ان کی عزت عزیز ہے راشدہ، جس شخص نے مجھے مان دیا ہو میں اس کا جھکا سر نہیں دیکھ سکتی اور میں تو اب شادی کی تیاری شروع کر رہی ہوں جیسے ہی حسن اپنا سارا بزنس سمیٹ کر پاکستان آئیں گے منگنی کے ساتھ ہی شادی کی تاریخ رکھ دیں گے۔'' ان کی باتوں پر انہوں نے سر جھکا کر اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کئے تھے اور لاؤنج میں بیٹھے احزم کی ہلتی ہوئی کرسی کی حرکت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

راحیلہ چونکہ ادھر ہی کی لیڈی ڈاکٹر کے زیر علاج تھی اس لئے مہینے میں دو بار چیک اپ کرانے کے لئے جب بھی آتی تو ادھر بھی چلی آتی۔ دن بہ دن اسے گھر کے کام کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر بھی اسے مسلسل مکمل بیڈ ریسٹ کی تاکید کر رہی تھی۔ لیکن وہ چاہنے کے باوجود ایسا نہ کر پا رہی تھی۔
شہزاد نے اسے سختی سے بیڈ چھوڑنے سے منع کیا تھا۔
''مجھ سے نہیں ہوتی یہ چاکریاں اپنے کچھ

Skorpio
FriendsKorner

بے سوتوں کو بلا لو یا پھر اسے چھوڑ آؤ وہاں، مہارانی کی بیٹھے بٹھائے خدمتیں کرو۔'' ساس جب اگلے ہی دن بوکھلا گئیں تو وہ فوراً اس کے لئے سوپ بنانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ نجانے کیوں وہ اسے خود سے دور بھیجنے کا حوصلہ نہیں پاتا تھا۔ اپنے میں لیکن آخر کب تک وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے آنکھیں نہیں بند کر سکتی تھی۔ اسے سخت بھوک لگی تھی اٹھ کر کھڑی ہوئی تو چکرا گئی۔ صد شکر کہ گری بیڈ پر ہی تھی۔ وہ آفس سے آیا تو نیم بے ہوشی سے پڑی تھی۔ وہ فوراً ہی اسے لے کر بھاگا تھا۔

''مجھے لڑکا پیدا ہونے کے آثار نہیں لگتے، چھوڑ آنا اسے اس کی ماں کی طرف۔ لڑکا ہوا تو گھر میں قدم رکھے ورنہ کوئی ضرورت نہیں اسے یہاں لانے کی۔'' ان کی بے حسی پر اس نے جاتے جاتے بہت غصے سے ماں کی طرف دیکھا لیکن کچھ بھی کہنے کا وقت نہیں تھا۔

واپسی پر اسے ادھر ہی لے آیا اس کی حالت دیکھ کر ان دونوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ لیکن چند دنوں کی بھرپور توجہ پر اس کی طبیعت اچھی خاصی سنبھل گئی تھی۔ اس دن بھی وہ اس کے لئے فروٹ دوائیں اور گوشت لائی تھی جسے دیکھ کر وہ بہت دل برداشتہ ہوئی۔

''بس کرو ریمل کب تک آخر میرا ہی بوجھ اٹھائے رکھو گی۔ جب سے تم نے گھر کی ذمہ داری سنبھالی ہے اپنے لئے بھی کچھ کر سکی ہو تم، کتنا خرچا ہو جاتا ہے روزانہ تم نے شہزاد سے بھی کچھ بھی لینے سے منع کر دیا ہے۔''

''بس بہت بول چکی آپ، اب اور کچھ نہیں بولیں گی، لیں یہ جوس پئیں۔'' وہ ہر روز فریش جوس بنانے کے لئے جوسر بھی لے آئی تھی، اس کی ان سب باتوں کے دوران ہی وہ جوس تیار کر چکی تھی۔ جسے وہ زہر سمجھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ لیکن حلق میں تو آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا وہ نیچے کیسے جاتا اس لئے جلد ہی گلاس سائیڈ پر رکھ دیا۔

''آپی پلیز ٹینشن مت لیں انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔'' وہ انہیں تو تسلی دے کر دروازہ بند کر کے کمرے سے باہر نکل آئی لیکن خود بہت پریشان تھی، بچت کے ساتھ ساتھ اس مہینے کی ساری کی ساری تنخواہ بھی لگ گئی تھی۔ شہزاد ہر دوسرے دن چکر لگاتے تھے کھانے میں تھوڑے بہت اہتمام میں بھی اچھا خاصہ خرچ اٹھ جاتا تھا۔ لیکن آنے والے دنوں میں اس سے بھی بڑے بڑے اخراجات اسے نظر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر نے آپریشن کا کہا تھا اور پھر پرائیویٹ آپریشن، اماں نے تو سرکاری ہوسپٹل میں اس کا نام درج کروا دیا تھا، لیکن وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی لیکن ابھی فی الحال خاموشی کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔

جیسے جیسے دن قریب آ رہے تھے ان کی پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کے اکاؤنٹ میں ایک پیسہ بھی نہ بچا تھا کہ جو مشکل وقت میں کام آ سکے۔ اس نے میڈم سے اس سلسلے میں بات کی تو ان کا رویہ بالکل خلاف توقع تھا۔

''بھئی ہم تو تنخواہ دار لوگ ہیں جیسے ہی تنخواہ ملتی ہے خرچ ہو جاتی ویسے بھی بقول میرے شوہر کے میرے ہاتھوں میں تو سوراخ ہیں، پچاس ہزار کی رقم میں گزارا کرنا بہت مشکل ہے میرے لئے۔'' ان کے صاف جواب پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ کیونکہ جانتی تھی کہ ان کا تعلق اچھے خاصے متمول خاندان سے ہے ان سے اسے ہرگز بھی ایسی بے رخی کی امید نہ تھی۔ وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھنے لگی۔

''سنو، تم احزم سے کیوں نہیں مانگ لیتی، اچھا خاصا مالدار بندہ ہے اور پھر......'' انہوں نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بات ادھوری چھوڑ دی تو وہ چڑ گئی۔

''آپ کے مشورے کا بہت بہت شکریہ۔''

Skorpio FriendsKorner

وہ کہتی ہوئی اپنی سیٹ پر آ گئی۔ لیکن بہت سوچنے پر بھی اسے اس کے سوا کوئی دوسری راہ بجھائی نہ دیتی تھی۔

اس لئے اب وہ اپنی بکھرتی دھڑکنوں کو سمیٹتی اپنی تمام ہمتوں کو یکجا کرتی اس کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی دستک کے جواب میں ”یس“ کی آواز پر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور پشت پر دروازہ بند کر کے خاموش کھڑی ہو گئی۔ وہ کسی فائل میں بری طرح غرق تھا۔ چند ثانیے گزرنے کے بعد کچھ چونکتے ہوئے دھیرے سے سر اٹھایا تو اپنے وہم کو یقین میں ڈھلنے پر فوراً ہی در آنے والی مسکراہٹ کو لبوں میں دبا کر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھی۔ متذبذب سی کھڑی وہ اپنے اندر کی جنگ سے نبرد آزما تھی اور وہ آج کئی مہینوں بعد اس کے اپنے کمرے میں موجودگی کے احساس میں گرا اس پر نظریں جمائے تھا لیکن وہ تو شاید نگاہوں کی اسی چمک سے خائف تھی کہ جسے وہ سنجیدگی طاری کرنے کے باوجود چھپانے میں ناکام رہا تھا۔

ایک لمحے کو تو دل میں آئی کہ واپس لوٹ جائے لیکن ضرورت اور مجبوری نے قدم تھام لیئے۔

”زہے نصیب آیئے محترمہ۔“ سوچوں کے طلاطم پر اس کی آواز نے بند باندھا تو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنساتے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آگے بڑھ آئی۔

”تشریف رکھیئے اور فرمایئے کہ آج اس ناچیز کو شرف ملاقات بخشنے کی سعی کیسے کی۔“ اس کی طنزیہ بات پر جھکی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تو نگاہوں میں شکووں کا سیلاب امڈتا نظر آیا۔ جسے فوراً ہی چلمن گرا کر روکا گیا تھا۔

”ضرورت اور مجبوری انسان کو ہر اس در پر لے جاتی ہے جہاں وہ جانا نہیں چاہتا۔“ اس کے خود اذیتی کے اس انداز پر اس نے بغور اس کی جانب دیکھا اور گہری سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”تم نے کبھی سوچا ہے ریمل کہ تمہاری مجبوریوں اور ضرورتوں کے تمام دروازے مجھ پر ہی آ کر کھلتے اور تمہارے تمام مسائل مجھ تک ہی آ کر حل ہوتے ہیں۔“ وہ اس کے قریب کھڑا اپنی گمبھیر آواز میں گویا ہوا تو وہ دونوں ہاتھوں کو جھٹکے سے ایک دوسرے سے آزاد کرتی پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے فون کی بیل ہوئی تھی جسے وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر سننے لگا۔ شاید کوئی اہم فون تھا اس لئے کچھ دیر لگ گئی۔ ابھی وہ ریسیور بھی رکھ نہ پایا تھا کہ دروازہ ناک کرتا ہوا ایک لڑکا فائلیں اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”سر پلیز ان لیٹرز پر سائن کر دیں، ٹی سی ایس ایجنٹ ویٹ کر رہا ہے۔“ دس منٹ لگے تھے اس کام کو نمٹانے میں انٹرکام بیل پر لڑکے نے ریسیور اٹھا کر سنا اور پیغام اسے دیا۔

”سر حیدر عثمان کافی دیر سے آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔ تین دن سے وہ مسلسل چکر لگا رہے ہیں اور آپ سے ضروری ملنا چاہتے ہیں۔“

”او مائی گاڈ! ٹھیک ہے بھجوائیں انہیں۔“

”انہیں بھی دس منٹ میں ہی فارغ کرنا چاہتا تھا۔“ لیکن ہر دوسرے منٹ آنے والے فون اس کے انتظار کو طویل کر رہے تھے۔ وہ شخص اٹھ کر گیا تو ریسپشن گرل اندر چلی آئی۔

”سر مس رضیہ جنید بار بار فون کر رہی ہیں آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔“

”کیوں انہیں کیا پرابلم ہے۔“ اس کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

”سر انہوں نے پیراڈائز شاپنگ سینٹر سے شاپنگ کی ہے اور پے منٹ کے لئے یہاں کا کانٹیکٹ نمبر دیا ہے انہوں پیراڈائز والے خود بھی

Skorpio FriendsKorner

کئی بار ٹرائی کر چکے ہیں، لیکن لائنز بزی ہونے کے باعث آپ سے بات نہیں ہو سکی۔"

"کیا مطلب ہے بھئی، شاپنگ اس نے کی ہے پے منٹ میں کیوں کروں۔" اسی وقت فون کی بیل ایک بار پھر ہوئی۔ اس نے جھنجھلا کر دیکھا اور ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو احزم سپیکنگ۔"

"سر آپ کی مسز نے ہمارے ہاں سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ کی شاپنگ کی ہے اور کہا ہے کہ پے منٹ آپ کریں گے۔"

"واٹ ڈیڑھ لاکھ کی شاپنگ۔"

"یس سر، کپڑے، جوتے، جیولری......"

"بس بس مجھے سب بتانے کی ضرورت نہیں ہے مسز اور نہ ہی میں پے منٹ کروں گا جس نے شاپنگ کی ہے پیسے بھی اسی سے نکلواؤ۔" وہ اس قدر بد اخلاق تو نہیں تھا لیکن اس وقت ہو گیا تھا فوراً ہی کھٹاک سے فون بند کیا اس وقت [illegible] دوبارہ ایک فائل اٹھائے اندر چلا آیا۔

"سر پلیز یہ ایک فائل چیک کر لیں۔" "کیا ہو گیا تم سب کو کیا باہر کوئی جنگ لگ گئی ہے یا آگ جو ہر کوئی یہیں بھاگا آ رہا ہے۔" وہ ایک دم ہی دھاڑا تھا، وہ لڑکا سہم کر فوراً ہی پیچھے ہٹا۔

"رکھ دو اسے اور جاؤ یہاں سے اور ہاں جب تک میں نہ کہوں کوئی نہیں آئے گا یہاں اور نہ ہی کوئی کال ریسیو کروں گا انڈرسٹینڈ۔"

"یس سر!" لیکن ابھی وہ باہر نکلا ہی تھا کہ اس کا سیل فون بج اٹھا۔

رضیہ جنید کا نمبر دیکھ کر ہونٹ بھینچ گیا، اگر خود اس کے نزول کا خطرہ نہ ہوتا تو اسے آف کر دیتا۔

"ہاں جلدی بولو کیا بات ہے؟"

"سیل کیوں آف کر رکھا تھا تم نے صبح سے اور پیراڈائز والوں کو پے منٹ کرنے سے انکار کیوں کیا؟" شاید وہ بھی بھری بیٹھی تھی۔

"ہاں کیا ہے انکار کیونکہ میں اتنی بڑی رقم کی پے منٹ نہیں کروں گا۔"

"واٹ ڈو یو مین، کیوں نہیں کرو گے تم پے منٹ، منگیتر ہوں میں تمہاری حق ہے میرا تمہارے پیسوں پر۔" وہ چیخی تھی۔

"منگیتر ہو بیوی نہیں ہو کہ تمہاری ہر جائز و ناجائز بات ماننا میری مجبوری بن جائے اور اپنی دن رات کی محنت سے کمایا گیا روپیہ تمہاری ان فضول خرچیوں پر لٹاتا پھروں۔"

"او یو تم میری انسلٹ کر رہے ہو زوہی۔"

"تم اسے جو بھی سمجھو لیکن میں اتنی بڑی رقم کی ادائیگی نہیں کروں گا ابھی اور نہ آئندہ بھی اور اب یہاں فون مت کرنا مجھے۔" اس نے سیل آف کر کے ٹیبل پر پٹخا اور سر تھام لیا۔

"ہم...... میرا خیال ہے میں چلتی ہوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ فون پر اس کی باتیں سن کر عجیب سے احساسات سے دوچار ہو گئی تھی وہ۔

"نہیں نہیں جا رہی ہو تم انڈرسٹینڈ۔" وہ اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر تحکمانہ انداز میں بولا اور اٹھ کر تین چار قدم کے فاصلے پر رکھے ٹیبل سے جگ اٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلا اور اسی پر بیٹھ کر پی لیا۔ کچھ دیر وہیں بیٹھا ریلیکس ہونے کی کوشش کی پھر اپنی سیٹ پر آ گیا شاید اس کے دماغ سے بوجھ ابھی کم نہ ہوا تھا اس لئے سیٹ سے سر ٹیک کر آنکھیں موند لیں چند منٹ بعد دو تین لمبی لمبی سانسیں لے کر سر جھٹک کر آنکھیں کھولی تو وہ اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھی تصادم پر آنکھوں کا زاویہ بدل گئی شاید اس کا یہ انداز ہی اس کی ساری بیزاری دور کر گیا تھا۔ اسی لئے تو فوراً ہی ایک بھرپور مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

"ہاں اب کہو، کون سی مجبوری نہ چاہتے

ہوئے بھی تمہیں یہاں تک کھینچ لائی۔" اس نے بہت سادہ اور نرم لہجے میں پوچھا۔ لیکن وہ گومگو کیفیت میں خاموش بیٹھی رہی کہ اس کے ذہن کی سوئی ابھی تک رضیہ جنید سے کہی گئی بات پر اٹکی ہوئی تھی۔

"منگیتر ہو بیوی نہیں ہو کہ تمہاری ہر جائز و ناجائز بات ماننا میری "مجبوری" بن جائے۔"

"مجبوری" کا لفظ اس کے دماغ میں کھٹک گیا تھا کہ اس سے تو اس کا قانونی اور شرعی تعلق تھا تو کیا......"

"میں نے کچھ پوچھا ہے ریمل۔" وہ اس کی اٹھی گرتی پلکوں پر نظریں جمائے منتظر تھا۔ اس کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"جہیں کچھ نہیں بس یونہی چلی آئی تھی، اب میں چلتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ ریمل اور مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔" اس کے سنجیدگی سے کہنے کے باوجود وہ جانے کے لئے قدم بڑھا چکی تھی لیکن دوسرے ہی پل جھٹکے سے رکنا پڑا اپنا ہاتھ مضبوط گرفت میں محسوس ہوا تو مڑ کر دیکھا۔

"پلیز ہاتھ چھوڑیں میرا۔"

"کیوں کیا اتنا بھی حق نہیں ہے میرا۔" لہجہ کی گمبھیرتا سے اس کا دل لرز گیا۔

"پلیز ہاتھ چھوڑیں۔" اس کے ہاتھ کا تپش دیتا لمس اس کے وجود میں آگ سی دہکا گیا تھا۔

"اچھا بیٹھو تو سہی۔" لیکن وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں کھڑی اپنی نم ہوتی پلکوں کو جھپکتی رہی۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارا ہاتھ چھوڑ دوں تو بیٹھ جاؤ اگر نہیں بیٹھو گی تو میں یہی سمجھوں کا تم چاہتی ہو کہ تمہارا یہ ہاتھ صدا یونہی میرے ہاتھ میں رہے۔" اس کے طویل شرارت آمیز جملے نے اس عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ متذبذب سی اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ میں پھنسے دیکھنے لگی۔ اس کی مزید سخت ہوتی گرفت سے نجات پانے کے لئے آخر وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے بہت آہستگی سے ہاتھ چھوڑا تھا۔ اس نے اپنے سرخ ہوتے ہاتھ کو سہلایا۔

"یعنی کے آج فیصلہ ہو گیا۔" اس نے اپنی آواز میں سوز پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی۔

"جو بھی سمجھیں آپ لیکن میں یہاں کوئی فیصلے کروانے نہیں اپنی ضرورت کے تحت آئی تھی۔"

"اور بتائے بنا ہی جا رہی تھیں کیوں؟"

اس کے سوال پر لب بھینچ کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور ایک لمحے میں فیصلہ کر کے گویا ہوئی۔

"مجھے...... کچھ...... پیسے، یعنی ایڈوانس۔ جو کہ آہستہ آہستہ میں اپنی تنخواہ میں سے کٹوا دوں گی۔" وہ تیزی سے بولتی اب بھی دوسری جانب دیکھ رہی تھی۔ اس نے پہلے تو حیرت سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

"کتنے؟"

"تقریباً پچاس ہزار۔"

"ہوں۔" اس نے چیک بک اٹھائی تو وہ ایک دم بول اٹھی۔

"نہیں، میں اپیلی کیشن لائی ہوں ساتھ آپ اس پر سائن کر دیں۔" اس نے بیگ میں سے ایک کاغذ نکال کر اس کے سامنے کیا۔

"مجھے آپ سے نہیں کمپنی اکاؤنٹ سے چاہیے۔" اس کی بات پر وہ گہری سانس لیتا ہوا کرسی سے ٹیک لگا کر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر مسکراہٹ لبوں تلے دبا کر گویا ہوا۔

"منگیتر نہیں بیوی ہو تم میری اور فی الحال تو تمہارا پورا حق ہے میری جیب پر۔" اس کے شرارت آمیز انداز جملے پر اس کے چہرے پر کئی

Skorpio
FriendsKorner

...رہے تھے خود کو کمپوز کرنے کے لیے رخ پھیر گئی۔

''جی نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے ایسے حق استعمال کرنے کا۔'' ناراض لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا۔

''ہاں میں بھول گیا تھا کہ اس کا فیصلہ تو ابھی ہو گیا، لیکن کیا آپ مجھے چند منٹس کے لیے اتنا حق دیں گی کہ میں آپ سے پوچھ سکوں کہ آخر آپ کو ایسی کیا ضرورت آن پڑی جب کہ اب تو آپ کی سیلری بھی اچھی خاصی ہے اور کوئی دوہرا بوجھ بھی آپ کے کندھوں پر نہیں میرا مطلب ہے کہ پہلے تو آپ کو بہن کی شادی کے لیے...... او آئی سی کہیں آپ کو اپنی شادی کی تیاریوں کے لیے تو......'' اس کی بات پر اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''آئی مین شاید خالہ جان نے تمہارے لیے کوئی اچھا اور مناسب بر تلاش کر لیا ہو گا جس کے لیے اب تمہیں لون لینا پڑ رہا ہے۔'' اس کی ترچھی نگاہوں کے تیر بھی اس کی زبان بند نہ کر سکے۔

''تو اس میں ایسے طنز کی کیا بات ہے، آخر ایک نہ ایک دن تو ایسا کرنا ہی ہے۔'' اس کے اس انداز پر وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

''مجھے ضرور ملوانا اس شخص سے جو تمہاری اپنی پسند کا ہوا۔ تم پر زبردستی یا حادثہ مسلط نہ ہوا ہوگا۔'' وہ ان کی سنجیدگی پر لب کاٹ کر رہ گیا۔

''بہت خوش قسمت ہو گا وہ شخص جسے تم اپنی خوش و رضا مندی سے اپنی زندگی میں شامل کرو گی۔''

''پلیز سر!'' رندھے ہوئے لہجے کو قابو کرنے چند لمحے لگے تھے اسے۔

''ایپلی کیشن پر سائن کر دیں پلیز۔''

''اور اگر نہ کروں تو۔'' اس کے جواب پر وہ جھٹکے سے اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھی لیکن وہ چند قدم پر ہی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''نہیں سامنے سے ہٹیں جانے دیں مجھے۔''

''اچھا یہ ناراضگی ختم کرو اور مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔''

''بہت بہت شکریہ آپ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، پرے ہٹیں جانے دیں مجھے۔''

''ہونہہ ایسے تو نہیں جا سکتیں تم۔'' وہ اس کے بالکل قریب کھڑا اس کے حواس گم کر رہا تھا۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور مسز خان نمودار ہوئیں لیکن اگلے ہی لمحے ٹھٹھک کر وہیں رک گئیں۔ ان کی نظر فوراً ہی ان پر پڑی تھی اس کی نظروں کے تعاقب میں اس نے بھی مڑ کر دیکھا۔

''او آئی ایم سوری، آئی ایم ویری ویری سوری۔'' وہ کہتی واپس مڑ کر دروازہ بند کر گئیں۔ اس نے دوبارہ گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ کیسی عجیب پوزیشن تھی یہ، وہ جانا چاہتی تھی لیکن وہ اس کی راہ روکے بالکل اس کے قریب کھڑا تھا۔

''او مائی گاڈ!'' وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر قریب پڑے صوفہ چیئر پر گر گئی۔

''اب کیا ہوگا؟''

''وہ تو پہلے ہی ہمارے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں، اف میرے خدایا، اب کیا ہوگا اب تو وہ اور بھی......'' وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں پریشان سی بول رہی تھی جب کہ وہ وہیں کھڑا دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی نظر اس پر اور اس کی مسکراہٹ اسے آگ لگا گئی۔

''آپ ہنس رہے ہیں، تماشا بنا کر رکھ دیا ہے آپ نے مجھے، بدنام ہو جاؤں گی میں پورے آفس میں۔''

''کیوں، میں نے تو کسی سے نہیں کہا کہ آؤ

تماشا دیکھو ہمارا۔'' وہ کہتا ہوا صوفے کی دونوں جانب ہاتھ رکھ کر جھکا تھا۔

''اور اگر میرے نام سے بدنام ہو بھی جاؤ تو کیا ہے آخر......''

''ہیں پرے، آخر سمجھتے کیا ہیں خود کو آپ۔''

''صرف تمہارا شوہر۔'' اس کے مزید قریب ہونے پر وہ رخ پھیر گئی۔

''کیوں کیا اس حقیقت سے انکار کر سکتی ہو۔'' اس کی لرزتی پلکوں کو نگاہوں کی گرفت میں لیا۔

''حقیقت کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے اعتماد اور یقین بہت ضروری ہوتا ہے۔'' وہ صوفے کی بیک پر سر رکھے مسلسل دوسری جانب دیکھ رہی تھی۔

''اپنا سب کچھ تو تمہارے نام لکھ کر دے چکا ہوں تمہیں اور کیا چاہتی ہو۔'' وہ گمبھیر سے لہجے میں اسے پورے جذب سے دیکھتے ہوئے بولا لیکن اگلے ہی پل پیچھے ہٹ کر اپنی جون میں لوٹ آیا۔

''اور اگر اب بھی تم چاہو تو ابھی سب کو اکٹھا کر کے الاعلان بتا دیتا ہوں کہ خواتین و حضرات ان سے ملیئے یہ ہیں میری......''

''بھاڑ میں جائیں آپ اور آپ کے یہ اعلان۔'' وہ کہتی ہوئی تیزی سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کا قہقہہ خاصا فلک شگاف تھا وہ مڑا اور ٹیبل پر رکھے کاغذ کو اٹھا کر پڑھا اور پھر مسکراتے ہوئے پھاڑ کر ڈسٹ بن کی نذر کر دیا۔

وہ خاصے خوشگوار موڈ میں انگلی پر کی رنگ گھماتا سیٹی پر کوئی شوخ سی دھن بجاتا گھر میں داخل ہوا تھا۔ لیکن اس وقت اس کا سارا موڈ غارت ہو گیا جب وہ سامنے ہی ڈرائنگ روم میں بیٹھی ماما سے فر فر انگلش بولتی اس کی شکایتیں لگا رہی تھی۔

''آنٹی! آپ اندازہ نہیں لگا سکتیں کتنی سبکی ہوئی میری۔ کیا عزت رہ گئی ہو گی میری ان کی نظر میں، کتنا مذاق اڑایا ہو گا ان سب نے میرا۔''

''السلام و علیکم ماما!'' اس کی آواز پر وہ دونوں چونکیں۔

''تو آ گئے تم، پوچھیں آنٹی اس سے کیوں کیا اس نے ایسا؟''

''مام پلیز ایک کپ چائے۔'' اس نے اسے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ان کے پاس ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے فرمائش کی انہوں نے ملازم کو آواز دے کر چائے کا کہا۔ اس نے پھر بولنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں روک دیا۔

''میں اس وقت تمہاری کوئی بک بک سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔''

''ہم تم ایک دفعہ پھر میری انسلٹ کر رہے ہو زومی۔''

''تم اپنی عزت کروانا جانتی کب ہو؟'' وہ بھی ایک دم پھٹ پڑا تھا۔

''تمہیں احساس ہے کہ عزت کیا چیز ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمام زندگی کماتا رہوں گا اور تم یونہی بے دریغ لٹاتی رہو گی اور میں اسی طرح ہمیشہ تمہاری انگلیوں پر ناچتا رہوں گا۔ نو، امپاسبل، بہت ہو چکا میں جتنا تمہارے لئے کر سکتا تھا کر چکا، میں کوئی حرام نہیں کماتا، دن رات ایک کر کے یہ مقام حاصل کیا ہے میں نے اور جو مقام میں نے تمہیں اپنی زندگی میں دینے کی کوشش کی تم اس کے قابل نہیں ہو۔''

''او کے آگے ایک لفظ بھی مت کہنا، تم خود کیا چیز ہو، انتہائی گھٹیا اور دقیانوسی انسان، ٹھیک

Skorpio FriendsKorner

تھا تو نی تم انتہائی پست ذہنیت کے مالک ہو، تمہارے ساتھ پوری زندگی تو کیا ایک منٹ گزارنا پسند نہیں کرتی، اتنے عرصے میں تم نے ہی تم چلانے کے سوا کیا ہی کیا ہے۔ یہ کرو وہ نہ کرو، یہ پہنو وہ نہ پہنو، یہاں نہ جاؤ وہاں جاؤ، تم چاہتے ہو میں اماں بی بن کر گھر بیٹھ جاؤں تسبیح لے کر ہر وقت سجدے میں پڑی ہوں۔ مائی فٹ، لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر اور تمہاری اس بیہودہ سوچ پر۔" وہ تیز تیز آواز میں چیختی ایک دم پلٹی اور پیر پٹختی چلی گئی

"احزم بیٹا روکو اسے۔"

"ڈونٹ وری ماما، کچھ نہیں ہوتا، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے ٹھیک ہو جائے گا، تمہارے پاپا کو پتہ چلا تو بہت پریشان ہوں گے وہ تو جلد از جلد پاکستان پہنچ کر تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہو جائے گی شادی بھی اور آپ پاپا سے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی سنبھال لوں گا سب کچھ۔" وہ کہتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور وہ پریشان سی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"حسن کس امتحان میں ڈال دیا ہے آپ نے میرے بیٹے کو، وہ تمام زندگی یونہی خوشیوں کے لئے ترستا رہے گا تو کیا تم اور میں خوش رہ سکیں گے۔"

"بس اٹھ جاؤ اب میں تمہاری ایک بات نہیں سنوں گی۔" اس نے اس کے اوپر تنی چادر کو کھینچا۔

"آپی پلیز تنگ مت کریں مجھے کوئی موڈ نہیں ہے وہاں جانے کا۔"

"کیوں موڈ نہیں ہے۔ کس بات کا ڈر ہے آخر تمہیں، اپنے آپ سے خوفزدہ ہو گیا۔"

"جی نہیں مجھے کوئی خوف لاحق نہیں ہے، آپ بھی اس حالت میں وہاں جا کر کیا کریں گی آخر۔"

"اتنے شوق اور محبت سے انوائیٹ کیا ہے خالہ جان نے ہمیں تو کیا انکار کر دیتے ہم۔"

"تو پھر جائیں ناں آپ میرا جانا کوئی ضروری نہیں ہے۔" وہ ایک دفعہ پھر چادر تان کر لیٹ گئی۔

"فار گاڈ سیک ریمل۔"

"اگر وہ جانا نہیں چاہتی تو تم اسے کیوں مجبور کر رہی ہو راحیلہ۔" اماں نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر ٹوکا تو وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے باہر چلی آئی۔

"وہ جانا چاہے نہ چاہے اماں لیکن آپ نہیں چاہتیں کہ وہ جائے۔"

"ہاں تو فائدہ بھی کیا ہے۔" انہوں نے گہری تاسف آمیز سانس لی۔

"ہاں پلیز ایسی مایوسی اچھی نہیں ہوتی۔" وہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"ہم کوئی ناجائز کام تو نہیں کر رہے انہوں نے بلایا ہے ہمیں جانا ہے اور بس۔"

"راحیلہ تو نہیں سمجھتی میرے اندیشوں کو۔" وہ انتہائی پریشان لہجے میں بولیں تھیں۔

"میں سب سمجھتی ہوں اماں ایسی کوئی بچی نہیں ہوں لیکن خدا نے جو چاہا وہ ہو کر رہے گا اس کے اس سے ملنے یا نہ ملنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نکاح کوئی معمولی چیز نہیں۔ میرا تو شہزاد سے نکاح بھی نہیں ہوا تھا پھر بھی میں نے منگنی ہوتے ہی انہیں اپنا سب کچھ مان لیا تھا اور یہ تو پھر......"

"بس کر راحیلہ ایسی باتیں کر کے میرا دل نہ دہلا کوئی رشتہ کوئی تعلق نہیں اس کا اس کے ساتھ جو حماقت مجھ سے سرزد ہو گئی ہے میں نہیں چاہتی کہ

Skorpio FriendsKorner

میری بچی کے لئے زندگی کا روگ بن جائے۔''

''اچھا تو میں پھر آپ خدا کے گھر سے اچھی امید رکھیں اور اسے چلنے کے لئے کہیں۔'' وہ اسے دیکھتی ہوئی اٹھ کر اس کے کمرے میں آ گئیں۔

''چل اٹھ جا میری بچی اکیلی گھر میں رہ کر کیا کرے گی، جلدی سے تیار ہو جا۔''

''لیکن اماں میں کروں گی کیا وہاں جا کر۔''

''جو ہم سب کریں گے تم بھی کر لینا۔''

راحیلہ ایک بار پھر نمودار ہوئی تھی۔

''نری بدھو کی بدھو ہو تم، آج کل کی لڑکیاں اتنی تیز طرار ہوتی ہیں اور تم ہو کہ چار سال دفتروں کے دھکے کھا کر بھی کچھ نہیں سیکھا تم نے۔''

''مائنڈ یور لینگویج آپی۔'' اس نے مصنوعی دھمکی دی۔ لیکن وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی اس کی کپڑوں والی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

''کیسے مرے مرے رنگ پہنتی ہو تم، بوڑھی روح، ہاں بس یہ ٹھیک ہے ویسے بھی میں نے تمہیں یہ کلر پہنے کبھی نہیں دیکھا۔'' وہ گہرا ابر کلر کا سوٹ پکڑے کھڑی تھی جسے دیکھ کر اس کا دل یکبارگی بہت زور سے دھڑکا تھا۔ اس دن کی میٹنگ کے بعد اس نے اسے چھوا تک نہیں تھا یونہی لٹکا تھا۔

''نہیں میں یہ نہیں پہنوں گی یہ دیکھیں ابھی تھوڑے دنوں پہلے ہی خریدا ہے میں نے۔'' بلیک اورنج اور ریڈ کلر کا خوبصورت کمبی نیشن تھا۔

''ہاں چلو پھر فٹافٹ کرو۔'' وہ کہتی ہوئی خود ہی تیار ہونے چل دی۔

''بس کریں آپی کیا کچھ تھوپ رہی ہیں میرے منہ پر۔''

''بس ہلنا نہیں خاموشی سے بیٹھی رہو۔'' لیکن آئینہ دیکھنے پر اس کی چیخیں نکل گئیں۔

''آپی کیا بنا دیا ہے مجھے میں کوئی ماڈل گرل نہیں ہوں اور نہ ہی کسی فیشن شو میں جا رہی ہوں ہٹیں پیچھے منہ دھو کر آؤں۔''

''دیکھو ریمل اگر تم نے منہ دھویا نا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔'' لیکن وہ سنی ان سنی کرتی باہر نکل گئی اور رگڑ رگڑ کر منہ دھو کر آئی تھی۔ میک اپ تو اتر گیا تھا لیکن اس کے آثار ابھی باقی تھے جو اس کے چہرے کو انوکھا روپ بخش رہے تھے راحیلہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

''چلو ایسے بھی ٹھیک ہے، میں تو ایسے ہی بے وقوف ہوں، میری بہن تو لاکھوں میں ایک ہے جسے میک اپ کی کوئی ضرورت نہیں لیکن یہ ہلکی پھلکی سی جیولری تو پہن لو۔'' ان کے کہنے پر اس نے بنا کسی احتجاج کے ان کے ہاتھ سے ساری چیزیں لے لیں۔ سادہ سی چوٹی بنا کر دوپٹے کو پن اپ کرنے لگی تو اس نے وہ کھینچ لیں رہنے دو ایسے ہی۔

''چلو بھی لڑکیوں جلدی کرو گاڑی دروازے پر آ گئی ہے اور تم لوگوں کی ابھی تیاری ہی پوری نہیں ہوئی۔'' اماں کی آواز پر وہ جلدی سے چادر اوڑھنے لگی۔

''رکھو اسے پرے ہمیں کون سا پبلک ٹرانسپورٹ پر دھکے کھانے ہیں ابھی پندرہ میں منٹ میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ آخر اسپیشل گاڑی آئی ہے ہمارے لئے۔''

''دوسروں کے مال پر اتنا مت اترائیں آپا یہ تو چار دن کی چاندنی بھی نہیں ہے۔'' اس نے انہیں چھیڑا۔

''اف تمہاری یہ حقیقت پسندی لے ڈوبے گی تمہیں۔'' انہوں نے اسے باہر دھکا دیا۔

لمبی سرخ روش پر چلتی گاڑی پورچ میں جا رکی باوردی ڈرائیور نے جلدی سے اتر کر اماں کی طرف کا دروازہ کھولا جب کہ وہ دوسری طرف کا دروازہ خود ہی کھول کر باہر نکلی تھی ایک ...

Skorpio FriendsKorner

دروازے پر رکھے سر اٹھا کر سامنے کھڑی عالیشان عمارت کو دیکھا تو اسے اپنا آپ بہت چھوٹا اور حقیر محسوس ہوا۔ پہلی بار جب وہ یہاں آئی تو اپنے حواسوں میں ہی کب تھی جو اس کی شان و شوکت کو دیکھتی۔ عمارت سے ہٹ کر اس کی نظر روش کے دونوں اطراف پھیلے وسیع و عریض لان کی طرف گئی تو دنگ رہ گئی۔ روش کے ایک جانب کے لان میں بہت سے بڑے بڑے درختوں کی بہتات تھی طول و عرض پہ پھیلے اس حصے کو ایک مضبوط لوہے کی جالی دار جنگلے سے جدا کر کے اس میں دنیا کے خوبصورت ترین پرندوں کو رکھا گیا تھا جنہیں درختوں پر چہچہاتے پھرتے اپنی اس قید کا بالکل احساس نہ تھا خوبصورت رنگ برنگے مور اپنے پر پھیلائے ایسے جھنکار رہے تھے جیسے انہیں خوش آمدید کہہ رہے ہوں، دوسری جانب کے لان کے وسط میں ایک خوبصورت فوارہ پانی کے موتی بکھیر رہا تھا جن میں سے سورج کی شعاعیں منعکس ہو کر قوس قزح کا منظر پیش کر رہی تھیں فوارے کے گرد سنگ مرمر کی چاردیواری جس کے چاروں کونوں پر پتھر کی سفید بطخیں اپنی لمبی گردنیں جھکائے پانی پیتی انتہائی خوبصورت اور دلفریب لگ رہی تھیں وہ مبہوت سی اس سارے منظر کو آنکھوں میں سموئے کھڑی تھی کہ راحیلہ نے ٹہوکا مار کر اسے سامنے کھڑی سلمیٰ بیگم کی موجودگی کا احساس دلایا۔

"ماشا اللہ آج تو میرے گھر میں بھی اجالے اتر آئے ہیں۔" وہ انہیں لئے سٹنگ روم میں چلی آئیں ان کے لہجے میں محسوس کی جانے والی خوشی تھی۔

"ہاں کسی نے سچ کہا ہے بیٹیاں ہی گھر کی رونق ہوتی ہیں۔ کیسی روشنی سی اتر آئی ہے رنگ ہی رنگ بکھر گئے ہیں ہر طرف۔" اور یہ تو ان کے اندر کی چاہت تھی جو کہ وہ ایسا محسوس کر رہی تھیں ورنہ ان کے گھر رنگوں کی کمی نہ تھی خوبصورت اور جدید انداز میں سجا کمرہ ان کے بڑے گھر کے برابر تھا جہاں بیش قیمت فرنیچر خوبصورت اور مختلف نسلوں اور رنگوں کے مصنوعی و اصلی پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ قیمتی شیشے کے نیچے اتر کر سامنے ہی رکھا جہازی سائز فش ایکوریم آنے والوں کی توجہ خود بخود ہی اپنی جانب مبذول کروا لیتا تھا۔ اماں تو چونکہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکی تھیں اس لئے ان کے لئے سب نیا نہ تھا لیکن وہ دونوں سحر زدہ سی ہر چیز کو دیکھتی ان کے پیچھے چل رہی تھیں۔

"ریمل مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے ہم طلسم کدہ میں آ گئے ہیں۔" آپا نے سرگوشی کی وہ لوگ صوفوں پہ بیٹھ چکے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک مؤدب ملازم ٹرالی گھسیٹتا ہوا چلا آیا۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ اگر میں دو مہینے بھی یہاں رہوں نہ تو بھی اس گھر کی خوبصورتی [illegible] نہیں کر سکتی۔"

"آپا آپ نے احزم حسن کو دیکھا ہے۔" ان کی سرگوشی پر اس نے بے خودی کی کیفیت میں پوچھا تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں کیوں؟" لیکن شاید وہ اپنے دھیان میں نہ تھی نجانے کس رو میں بہہ گئی تھیں۔

"اگر آپ اسے دیکھیں نا تو جانیں کہ اس کی شخصیت کے سامنے یہ ساری خوبصورتیاں ہیچ ہیں۔" وہ اپنے حواسوں میں گم بڑبڑائی تھی۔ راحیلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اسی دم ملازم نے چائے کی پیالی اس کی طرف بڑھائی تو وہ اسے بھی ناسمجھی سے دیکھے گئی۔

"بی بی چائے لے لیں۔"

"ہاں، اوں، اچھا۔" اس نے پیالی تھام کر پریشان سے انداز میں راحیلہ کی جانب دیکھا

Skorpio FriendsKorner

اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ اس کے چہرے پر پھیلے تاثرات کو نا سمجھ سکی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپی۔"

"تم نے ابھی کیا کہا؟"

"مم...... میں نے؟"

"ہاں کیا کہا تھا تم نے۔"

"کچھ نہیں کچھ بھی تو نہیں۔" وہ صاف مکر گئی لیکن وہ جان گئی تھی کہ ابھی ابھی اس نے جو کچھ کہا وہ عالم ہوش و حواس میں نہیں کہہ سکتی تھی اس لئے گہری سانس لے کر رہ گئی۔

"آپا احزم کہاں ہے وہ نظر نہیں آ رہا۔" اماں کی آواز کانوں سے ٹکرائی تو وہ فوراً ان کی جانب دیکھنے لگی۔

"ہاں راشدہ وہ دراصل مجھے تو خود اچھا نہیں لگا اس کا جانا لیکن اس لڑکے نے خود کو بزنس میں اتنا انوالو کر لیا ہے کہ نہ اپنا ہوش ہے نہ کسی دوسرے کا۔ دیکھو نا کل خود ہی بیٹھ کر یہ سارا پروگرام بنایا اسی وقت فون پر تمہیں دعوت دی اور شام کو کہنے لگا مجھے تو ایک اہم میٹنگ میں اسلام آباد جانا ہے، جیسے ہی فون آیا اٹھ کر چل دیا۔ بہر حال کہہ دیا تھا میری طرف سے معذرت کر لیجیے گا۔"

"نہیں کوئی بات نہیں آپا واقعی کوئی اہم میٹنگ ہو گی۔" انہوں نے جیسے خود کو تسلی دی تھی لیکن اندر سے ان کا دل بجھ سا گیا اور ان دونوں کی حالت بھی شاید ان سے مختلف نہ تھی۔

"ارے بچیوں کیا غیروں کی طرح ایک جگہ بیٹھی ہو جاؤ گھوم پھر کر گھر دیکھو تمہارا اپنا ہے سب کچھ۔"

"اماں اماں صفیہ۔" انہوں نے بوڑھی ملازمہ کو آواز دی۔

"بھئی بچیوں کو لے جاؤ اور پورا گھر دکھاؤ۔" وہ ملازمہ کی ہمراہی میں آگے بڑھیں تھیں۔

ڈائننگ ٹیبل پر سجے لوازمات ان کی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھے۔

"لو بیٹا کھاؤ ناں تکلف نہ برتو یہ سب میں خاص طور پر تم لوگوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں۔" انہوں نے بہت محبت بھرے اصرار سے انہیں ہر چیز کھلائی تھی۔

"خالہ جان کیا آپ کھانا خود ہی بناتی ہیں۔"

"ہاں بیٹا! میں ایک مکمل گھریلو عورت ہوں کھانا خود بناتی ہوں کام والی ماسی کے کھڑے ہو کر سارا کا سارا کرواتی ہوں۔ ہاں بس گھر کی دیکھ بھال اور اوپر کے کاموں کے لئے یہ ایک ہی کل وقتی ملازم ہے۔ کچھ دن ہوئے یہ اپنی اماں کو بھی گاؤں سے اپنے ساتھ لے آیا اس لئے مجھے اب کچھ سہولت ہو گئی ورنہ احزم کو ملازمین کی لمبی لائین پسند نہیں ہے۔" وہ چاروں اب ان کی طول و عرض ناپ رہی تھیں۔

Skorpio FriendsKorner

"تو آنٹی پھر یہ اتنے سارے پرندوں کی دیکھ بھال کون کرتا ہے۔" اس نے بہت دلچسپی سے پنجرے کے اندر ادھر سے ادھر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اڑتے پرندوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس تمام عرصے میں اس نے پہلا سوال کیا تھا۔"

"ارے یہ سب تو احزم کا شوق ہے اور ان کی دیکھ بھال یہاں کی صفائی ستھرائی کے لئے تو ایک لمبی لائین لگا رکھی ہے اس نے اور تو اور ڈاکٹر بھی متعین ہیں جو کہ ہر ہفتے آ کر ان کا چیک اپ کرتے اور انہیں حفاظتی ٹیکے لگاتے ہیں۔"

"کوئی ایک آدھ شیر بھی پال لیتے تو پورا چڑیا گھر تیار ہو جاتا۔" وہ لان میں آزاد پھرتے موروں کے ساتھ کھیلتے بہت خوش تھی اور یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ آیا اگر وہ یہاں ہوتا تو

کیا وہ اس طرح انجوائے کر سکتی۔ یہ انواع و اقسام کے پھول پودے یہ خوبصورت پرندے اور سب سے دلفریب وہ منظر جس سے وہ اس وقت محظوظ ہو رہی تھی فوارے کے اوپر کی سب سے آخری دھار سے چھوٹی سی منی سی چڑیا اڑتے ہوئے پانی پینے کی کوشش کر رہی تھی باقی تینوں تو تھک کر قریب پڑی لان چیئرز پر بیٹھ چکی تھیں، لیکن وہ وہاں کھڑی تمام خوبصورتیوں کو اپنے اندر جذب کر رہی تھی۔ لیکن اچانک ہی تمام منظر پس پردہ چلے گئے تھے۔ سرخ روش پر رینگتی گاڑی اچانک ہی رکی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی پوری آن بان اور شان کے ساتھ قدم بڑھاتا ان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ ایک مجسمے کی مانند کھڑی ساکت آنکھوں سے اسے اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی۔ چونکی تو اس وقت جب اس نے بالکل قریب رک کر سلام کیا تھا۔ وہ اپنی اسی محویت پر خود ہی نادم سی ہو گئی۔ وہ اسے بغور دیکھتے آگے بڑھا۔ وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف اسے دیکھ پائیں تھیں اس کی آواز پر ایک ساتھ چونکی۔

"ارے بیٹا آ گئے تم بہت اچھا کیا۔" سلمٰی بیگم خوشی سے بولیں تھیں لیکن اس وقت ان کی خوشی پر اوس پڑ گئی جب وہ رسمی سی علیک سلیک کے بعد ان سے فرمائش کرتا آگے بڑھ گیا۔

"ماما پلیز میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے بہت تھکن فیل کر رہا ہوں پلیز آپ کافی بنوا کر میرے کمرے میں بھجوا دیں۔"

وہاں موجود کسی بھی فرد کو اس سے ایسی لاتعلقی اور سرد مہری کی توقع نہ تھی۔ وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہیں۔

"نجانے کیا ہو گیا ہے اس لڑکے کو۔" سلمٰی بیگم گہری سانس لیتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"کام تو پہلے بھی بہت کرتا تھا لیکن جب سے رضیہ چلی گئی ہے بہت اپ سیٹ رہنے لگا ہے۔ ایج بھی تو بہت ہو گیا تھا اس کے ساتھ، لیکن وہ اپنی ہی منواتی تھی کٹھ پتلی بن کر رہ گیا تھا اس کے سامنے تو، مجھ سے تو یہی کہتا ہے کچھ نہیں ہوا لیکن میں جانتی ہوں دل ٹوٹ گیا ہے میرے بچے کا اور باپ کے سامنے علیحدہ شرمندہ ہو گا۔ کتنا مان تھا انہیں اس پر کہ یہ اسے یہاں کے رنگ میں ڈھال لے گا لیکن افسوس وہ ایسا چاہتی ہی نا تھی۔" ان کے لہجے میں اپنی اولاد کے لئے درد سمٹ آیا تھا تو اماں کی آنکھوں میں اپنی اولاد کے لئے آنسو اتر آئے۔

راحیلہ نے ریمل کی جانب دیکھا لیکن اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ کیونکہ وہ ان کے سامنے ان باتوں کو جھٹلا تو نہ سکتی تھی لیکن اصل حقیقت سے ضرور واقف تھی اور یہی بات اس کے اطمینان کی باعث تھی۔

"خالہ جان آپ پریشان مت ہوں آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا۔" راحیلہ نے انہیں تسلی دینا اپنا فرض جانا۔

"ہاں بیٹا دعا کرو ریمل بیٹا اگر تمہیں تکلیف نہ ہو تو پلیز ایک کپ کافی بنا کر اس کے کمرے میں دے آؤ حامد تو بازار گیا ہے تھوڑی دیر کے لئے اور مجھ سے اب اتنی سیڑھیاں چڑھی نہیں جاتیں ہزار بار کہا ہے اسے کہ نیچے کوئی کمرہ منتخب کر لو لیکن مانتا ہی نہیں بہت پسند ہے اسے اپنے کمرے کی لوکیشن چھوڑنے پر راضی ہی نہیں ہوتا۔" انہوں نے اسے کہنے کے ساتھ صفائی بھی پیش کی تو اسے متذبذب دیکھ کر راحیلہ بول اٹھی۔

"ارے خالہ جان تکلیف کی کیا بات ہے اسے کون سا پہاڑ کاٹنا ہے کافی ہی تو بنانی ہے دفتر جاتے جاتے اسے خود کافی کی لت پڑ گئی ہے اس لئے یہ بہت اچھی کافی بنا لیتی ہے۔"

"احزم کو بھی بہت پسند ہے اچھی بنی ہوئی کافی۔" اور یہ بات وہ بہت اچھی طرح جانتی تھی

Skorpio
FriendsKorner

کئی بار تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے کافی بنا کر دے چکی اور پہلے پہل تعریف بھی وصول کی تھی۔ کافی بنانا اس نے مسز خان سے سیکھا تھا۔ کافی بنانے کے بعد تھوڑی سی چھلکتے چھلکتے وہ خود عادی ہو گئی تھی۔

"ارے جاؤ ناں ابھی تک کھڑی ہو۔"

"ہاں بیٹا پلیز کچن کے کینٹ میں تمہیں سب کچھ مل جائے گا، مشکل نہیں ہو گی۔" انہوں نے ریان سے کہا تو وہ راحیلہ کو مدد طلب نظروں سے دیکھتی کوئی راہ فرار نہ پا کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

خلاف توقع دستک کی مانوس آواز پر اس نے چونک کر آنکھوں پر رکھے بازو کو ہٹا کر دروازے کی جانب دیکھا اور اپنے اندازے کی درستگی اسے اندر تک منور کر گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے حیرت بھی ہوئی۔

"تم یہاں۔" وہ اٹھ بیٹھا۔

"کیوں؟ کیا میں یہاں نہیں آ سکتی؟" اس کے برجستہ سوال پر وہ اٹھ کر اس کے قریب آن رکا وہ آج عام دنوں کی بہ نسبت بہت مختلف اور خوبصورت لگ رہی تھی شاید اس کی وجہ وہ دوپٹہ تھا جو کہ ہمیشہ بہت مضبوطی سے اس کے گرد اور سر پر جما رہتا تھا لیکن آج کوشش کے باوجود وہ شانوں سے بھی ڈھلکتا جاتا تھا۔

"کیوں نہیں، تم، یہاں آ سکتی ہو...... اگر...... آنا چاہو تو۔" اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا وہ اس کی انگارے کی طرح دہکتی سرخ آنکھوں سے نظریں چرا کر پیچھے ہٹی۔

"میں یہاں خود نہیں آئی خالہ جان نے بھیجا ہے مجھے۔" سائیڈ ٹیبل پر کپ رکھتے اس نے خود کو سنبھالا۔

"ہاں، ایک ماں سے بہتر اپنی اولاد کی خواہش کو کون جان سکتا ہے کہ اسے کس وقت کس بات کی ضرورت ہے۔" وہ مسکرا کر پیچھے ہٹا اور بیڈ پر بیٹھ کر اپنے شوز کے تسمے کھولنے لگا۔

"اسلام آباد میں آج ایسی کون سی میٹنگ تھی جس میں آپ کا جانا بہت ضروری تھا۔" آج وہ اسے حیران کر رہی تھی اس کے پر شکوہ لہجے پر فوراً گردن اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگا تو وہ اپنی اس بے ساختگی پر خود کو کوستی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس نے موزے اتار کر بوٹوں میں رکھے اور انہیں پاؤں سے دھکیل کر بیڈ کے نیچے کر دیا۔ بہت ریلیکس موڈ میں بازو پیچھے کی جانب لے جا کر ہتھیلیاں بیڈ پر جمائیں۔

"میٹنگ اہم نہیں تھی "اہم" تمہارا یہاں آنا تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید میری موجودگی میں تم یہاں آنا پسند نہ کرو۔ اس لئے میں اسلام آباد کی میٹنگ میں نہیں بلکہ اسی شہر کے ایک ہوٹل میں شفٹ ہو گیا تھا لیکن وہاں جا کر دل کے ساتھ ساتھ طبیعت [illegible] ہو گئی سو چلا آیا۔" اس نے بھرپور انگڑائی لے کر انگلیاں چٹخائیں۔

"آپ کی کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" اس نے فوراً ہی اس کی بات کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اس کی توجہ دلائی اور باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

"ایکسکیوز می، تمہیں تکلیف تو ہو گی لیکن ڈریسنگ کے دراز میں ٹیبلٹس ہوں گی اگر نکال دو تو یہ ناچیز بڑا احسان مند ہو گا۔" وہ گہری سانس لے کر دراز پر جھکی تو دوپٹہ بھی ساتھ ہی ڈھلک آیا۔ اس کی پتلی کمر پر پڑی بالوں کی لمبی سادہ سی چوٹی بھی ساتھ ہی جھول کر اس کی نظروں کی زد میں آ گئی جو کہ آج سے پہلے اس نے کبھی نہ دیکھی۔

نظروں کی تپش اسے اندر ہی اندر جھلسائے دے رہی تھی۔ ٹیبلٹس لے کر وہ کسی شاخ کی

...ہی کی طرح بل کھا کر مڑی تو اس نے اپنی ہاتھوں کو شمار کرتے ایک اور فرمائش جڑ دی۔
"...پانی بھی پلیز۔" اس کی نظروں کے ساتھ ساتھ دوپٹے کی بے وفائی کا بھی اثر تھا کہ اس کے ہاتھوں میں لرزش اتر آئی۔ گولیاں اس کی ہتھیلی پر نکال کر گلاس اس کی جانب بڑھایا تو انگلیاں ایک دوسرے سے مس کر گئیں سنسنی کی تیز لہر اس کے سارے وجود میں دوڑ گئی۔ لیکن اگلے لمحے وہ کسی احساس کے تحت چونک اٹھی۔

"آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔" اس نے بے اختیار ہی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

جلتی ہوئی پیشانی پر جب اس نے ہاتھ رکھا
روح تک اتر گئی تاثیر مسیحائی کی

"کتنا سچ کہا ہے پروین شاکر نے۔"

اس کی بے خودی سے گھبرا کر فوراً اپنا ہاتھ کھینچا۔ اس کی آنکھوں میں پھیلے سرخ ڈوروں کی وجہ سے وہ اب جان پائی تھی۔ بخار کی حدت سے اس کا چہرہ بھی تپا ہوا تھا۔

"مم...... میں خالہ جان کو بتاتی ہوں۔" وہ تیزی سے مڑی لیکن چند قدم پر ہی اسے جھٹکا لگا۔ مڑ کر دیکھا تو وہ اس کا آنچل تھامے ہوئے تھا۔

"سر پلیز مجھے جانے دیں۔" وہ تو پہلے ہی اپنی آج کی کیفیت سے پریشان تھی اوپر سے اس کی یہ بے باکیاں مزید اس کے حواس معطل کر رہی تھیں۔ وہ دوپٹے کو ہاتھوں میں لپیٹتا ہوا اس کے قریب چلا آیا۔

"یہ آفس نہیں گھر ہے مسز احزم حسن اور گھر میں، میں احزم کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔" بے خودی کی سی اس کیفیت میں بھی اس نے اس کی ایک بہت پرانی بات کو یاد رکھا تھا۔

"البتہ پیار کرنے والے مجھے ازمی یا زومی بھی کہتے ہیں۔" جذبات سے بھرپور لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اس کی پشت کی جانب سے اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں کے حصار میں لے کر اس کے شانے پر ٹھوڑی ٹکا دی۔

"سر پلیز۔" وہ اس کی بانہوں میں مچل کر ساکت ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ اس کے وجود کی حدت اور کلون کی مہک اسے خود سے بیگانہ کر دیتی دستک کی آواز انہیں اپنے حواسوں میں لے آئی۔ تڑپ کر مضبوط حصار کو توڑا اور بجلی کی سی تیزی باہر بھاگ گئی۔ آنے والے نے پریشان کھڑے اپنے صاحب کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

"چھوٹے صاحب! بیگم صاحب آپ کو نیچے بلا رہی ہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ۔" اس کے حکم پر وہ اسے بغور دیکھتا باہر نکل گیا۔ وہ ان کا بہت پرانا ملازم تھا اس نے آج تک اپنے مالک کے کردار میں کوئی جھول نہ دیکھا تھا۔ دیکھا تو اس نے آج بھی کچھ نہ تھا لیکن ان کا رویہ انداز اور لڑکی کا اس طرح نکل کر بھاگنا اسے پریشان کر گیا تھا۔ لیکن جلد ہی اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔

وہ اس کے نکلتے ہی سر تھام کر دھڑام سے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

"او مائی گاڈ!"

"یہ کیا ہو گیا؟"

"اوہو میرے خدا، کیوں میں کمزور لمحے کی گرفت میں جا پھنسا؟"

"اب کیا ہو گا؟"

"اُف۔"

"کیا اب وہ کبھی میرا اعتبار کر پائے گی۔" ندامت اور احساس شرمندگی اسے اندر ہی اندر مسلنے لگی تھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر جس کمرے کا

Skorpio
FriendsKorner

دروازہ کھلا نظر آیا اس میں مقید ہو گئی۔ جانتی تھی کہ اس پوزیشن میں کسی کا سامنا نہ کر پائے گی۔ سینے پر ہاتھ رکھے دھڑ دھڑاتے دل کے ساتھ سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشش کی وہ رونا چاہتی تھی لیکن آنسو جیسے کہیں اندر ہی جم گئے تھے۔ چار سو ایک سناٹا تھا جو اسے اپنے وجود میں سرائیت کرتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دیوار سے لگی خالی خالی نظروں سے چاروں اور دیکھ رہی تھی۔ کمرے کی پرکشش آرائش و زیبائش کی بجائے خالی دیواریں اسے اپنے اوپر گرتی محسوس ہو رہی تھیں وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی گھٹی گھٹی چیخوں کو اپنے دل میں اتار گئی۔ نجانے کتنا وقت لگا تھا اسے خود کو سمجھانے میں۔

"کہاں رہ گئی تھیں تم ملازم پورے گھر میں ڈھونڈ آیا ہے تمہیں۔" راحیلہ اسے آتے دیکھ کر فوراً بولی۔

"میں وہ شاید آنٹی کا کمرہ تھا وہ دیکھنے لگ گئی۔" اس نے دھیرے سے جواب دیا۔

"اچھا آپا اب ہمیں اجازت دیں رات کافی ہو گئی ہے۔"

"تو رک جاؤ ناں بچیاں پہلی بار میرے گھر آئیں ہیں۔ جی نہیں چاہتا کہ واپس جائیں۔"

"نہیں آپا ریمل نے صبح آفس جانا ہے اور شہزاد کا بھی کوئی پتہ نہیں کب چکر لگا لے۔"

"اچھا جیسے تمہاری مرضی۔"

"عادل!" انہوں نے کہہ کر اپنے ملازم کو آواز دی اور خود بھی اٹھ کر اندر چلی گئیں۔

"جاؤ احزم سے کہو کہ مہمان جا رہے ہیں کم از کم اب تو نیچے آ جائے۔" انہوں نے ہلکی آواز میں ناراضگی بھرے انداز میں کہا۔

"اور ہاں وہ سارے گفٹ بھی اٹھاتے لانا۔"

"جی بیگم صاحبہ!"

"چھوٹے صاحب! بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں مہمان جا رہے ہیں نیچے آ جائیں۔"

"ٹھیک ہے تم چلو میں آتا ہوں۔" وہ کہہ کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھڑا ہو گیا۔

"دیکھو پھر جلدی چکر لگانا۔"

"کیوں نہیں خالہ جان ہم دوبارہ جلدی آئیں گے بلکہ شہزاد کو بھی آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے ان کو بھی ساتھ لاؤں گی۔"

"ہاں کیوں نہیں ضرور۔" وہ خاموش کھڑی ان کی الوداعی باتیں سن رہی تھی جب سامنے سے اسے آتا دیکھ کر رخ پھیر گئی۔

"لگتا ہے ہمارے کزن صاحب نے تو کچھ زیادہ ٹینشن سوار کر رکھی ہے خود پر۔" راحیلہ نے اسے دیکھ کر چوٹ کی۔

"آئی ایم سوری میں آپ لوگوں کو کمپنی نہیں دے سکا اصل میں میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی اچانک۔" اس نے شرمندہ سے انداز میں نظریں چراتے ہوئے معذرت کی۔ اطال اس کا کترایا کترایا انداز دیکھ کر دل محسوس کر رہ گئیں۔

"راحیلہ بیٹا یہ لو یہ تمہارے لئے۔" سلمٰی بیگم نے پانچ پانچ ہزار کے پانچ نوٹ اس کے ہاتھ میں دیئے۔

"ارے خالہ جان یہ آپ کیا کر رہی ہیں اتنے سارے پیسے۔" راحیلہ کی آواز پر ریمل نے بھی ان کی طرف دیکھا اور بے اختیار ہی نظر ساتھ کھڑے احزم پر جا پڑی ایک لمحے کو نظریں ملیں اس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھ کر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ وہ اس کا سارا پلان سمجھ گئی تھی۔

"تم راشدہ کی ہی نہیں میری بھی بیٹی ہو اور میرے گھر پہلی بار آئی ہو اور بیٹیاں ماں کے گھر سے خالی ہاتھ نہیں جایا کرتیں۔ تم لوگ تو مجھے اتنی دیر سے ملی ہو کہ میں تو تمہارے کوئی حقوق بھی پورے نہیں کر سکی ابھی تو تمہاری شادی کا فرض

Skorpio FriendsKorner

پیارا ہے مجھے اور ہاں کسی بھی مشکل میں مجھے
نہیں بھولنا مجھے فوراً اطلاع دینا اور یہ تمہارا تحفہ
ہے۔"

"بس کچھ مت کہنا۔" راحیلہ نے جیسے بولنے کے لئے منہ کھولا انہوں نے ٹوک دیا۔

"اور یہ راشدہ تمہارے لئے۔"

"آپا خوامخواہ تکلف کر رہی ہیں آپ۔" انہوں نے اپنا تحفہ تھاما۔

"یہ رہا میری اس ناراض بیٹی کے لئے۔" انہوں نے ریمل کو ساتھ لگاتے ہوئے اسے اس کا تحفہ تھمایا۔ وہ ان کی بات پر رسماً بھی کچھ نہ کہہ سکی راحیلہ نے چند لمحے انتظار کیا لیکن پر خود ہی بول اٹھی۔

"ارے نہیں خالہ جان ناراض کیوں ہو گی آپ سے۔"

"بس نجانے کیوں یہ مجھ سے الگ تھلگ سے کترائی کترائی سی رہتی ہے حالانکہ نہیں جانتی کہ یہ مجھے کتنی عزیز۔" انہوں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"خوش رہا کرو بیٹا تمہاری عمر کی لڑکیاں تو بہت چنچل ہوتی ہیں اور ایک تم ہو کہ اتنی خاموش خدا سب کچھ بہتر کرے گا اس طرح سوچوں میں گم مت رہا کرو۔" وہ ان کی اتنی محبت پر چاہنے کے باوجود بھی ایک لفظ نہ بول سکی۔

"دعا کرنا آپا خدا میری بیٹی کے نصیب میں سکھ لکھ دے۔"

"آمین۔" انہوں نے کہا۔ وہ مسلسل اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا جب کہ وہ مستقل سر جھکائے اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"آپ کب ہمارے ہاں تشریف لا رہے ہیں؟" راحیلہ نے ایک بار پھر اسے طنز بھری نظروں سے دیکھا۔ اس کا رویہ انداز اسے بالکل بھی پسند نہ آیا تھا۔ اس کی پرسنالٹی کو تو وہ سراہے بنا نہ رہ سکی تھی لیکن جو کچھ اس نے ایک کزن ہونے کے ساتھ ساتھ اس تعلق کے حوالے سے سوچ ڈالا تھا۔ وہ اس معیار پر پورا اترتا دکھائی نہ دیا اور پھر جو کچھ ان کے بارے میں سنا تھا وہ اس کے مزاج میں کہیں نظر نہ آیا تھا۔ وہ اس کے سوال پر محض کندھے اچکا کر رہ گیا۔

اس کا یہ حوصلہ شکن رویہ اماں کو جانتے بوجھتے بھی دہلائے دے رہا اب ان سے مزید کھڑے رہنا مشکل تھا۔

"عادل ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے اور یہ سب چیزیں گاڑی میں رکھو۔" سکینہ آپا نے ایک بار پھر ان سے اجازت طلب کرنے پر حکم دیا۔ وہ کوشش کے باوجود اس سے کوئی بات نہ کر سکا۔

ان کے جانے کے بعد ماما نے اسے آڑے ہاتھوں لیا لیکن پھر اس کی طبیعت دیکھ کر نرم ہو گئیں۔ وہ ساری رات سوچتا بخار میں پھنکتا رہا احساس جرم میں مبتلا ایک پل بھی نہ سو پایا تھا۔ اگلی صبح سلمیٰ بیگم اس کی حالت دیکھ کر دہل گئیں لیکن وہ اسی حالت میں آفس جانا چاہتا تھا لیکن انہوں نے اس کی ایک نہ چلنے دی تو اس نے ریسیور اٹھایا۔

"ہاں حامد مسز خان کے گھر سے پتہ کرو مس ریمل آئیں ہیں تو مجھے فوراً کال بیک کرو۔" پھر اس انتظار کی گھڑیاں اس کے لئے بہت طویل ہو گئیں تھیں۔ بیل پر جلدی سے ریسیور اٹھایا۔

"نو سر وہ تو نہیں آئیں ابھی تک۔"

"ٹھیک ہے وہ جیسے ہی آئیں مجھے انفارم کرنا۔" اس نے کہتے ہوئے ریسیور رکھ کر بیڈ کراؤن پر سر ٹکا دیا۔ لیکن اس دن کے ساتھ ساتھ اگلا دن بھی انتظار کی نذر ہو گیا۔ تیسرے دن وہ ہلکے سے بخار اور کمزوری کے باوجود آفس چلا آیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ٹیبل

Skorpio FriendsKorner

پر ایک خاکی لفافہ پہنچ چکا تھا۔ جسے بیٹ پر بیٹھنے سے پہلے ہی اسے چاک کیا۔ اس کا یہ ریگر بیگشن اس کی توقع کے عین مطابق لیکن وہ پھر بھی بیٹ پر ڈھے گیا۔ ایک ہاتھ میں کاغذ اور دوسرے میں سر کو تھاما بیٹھا تھا۔

"وہ جب پہلی بار اسے ملی تو عام لڑکیوں کی طرح بہت عام سی لگی تھی۔ کوئی ایسی خاص بات تو تھی نہیں اس میں کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا۔ بالکل سادہ سی لیکن قدرے مختلف و منفرد لڑکی جب بھی اس کے سامنے آئی ایک لمحے کے لئے ہی سہی وہ اس کے متعلق سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا اور پھر بہت اچانک ہی اس عام سی لڑکی کو اس کی زندگی میں ایک بہت خاص مقام حاصل ہو گیا۔ وہ مقام جو آج تک کسی بھی انسان کو حاصل نہ ہو سکا تھا۔ اس کی فرسٹ کزن ہونے کا مقام وہ جو رشتوں کے لئے ترسا ہوا تھا۔ اپنے فرینڈز کے ماموں چاچو پھپھو خالہ کی باتیں کزنز کی آپس کی دوستی اور شرارتوں کے قصے اسے بہت انسپائر کرتے تھے۔ کوئی دوسرا۔ بہن بھائی بھی نہیں تھا۔ ماما، پاپا اور بس، اور پھر ماما نے اسے یہاں پاکستان آنے سے پہلے بتایا ان لوگوں کے متعلق جو اس کے اپنے تھے۔ اس کی رگوں میں اپنے وطن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی اس لئے وہ زیادہ تر پاکستان میں رہنے کو ترجیح دیتا اور کچھ ماما کی اداسی کو دیکھتے ہوئے اس نے پاکستان میں ہی بزنس شروع کرنے اور گھر بنوانے کی اولیت دی تھی۔ اپنوں کو پالینے کی ایک جستجو ایک لگن تھی جو پل پل کروٹ بدلتی تھی لیکن ماما اڈریس بتانے پر راضی نہ تھیں۔ پھر اس کی زندگی بہت مصروف ہو گئی لیکن تھوڑی سی فراغت اسے اس مقام پر لے آئی جہاں وہ دنگ کھڑا رہ گیا۔

"منزل اس کے اتنے قریب تھی اور وہ اتنا عرصہ لاعلم رہا۔"

اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ لیکن دوسری طرف اجنبیت و بیگانگی کی دیوار جو شعوری طور پر قائم کی گئی کبھی نہ گرنے کے لئے وہ پورے خلوص کے ساتھ بڑھا تھا لیکن وہاں تو بےحسی کا بہت بڑا بورڈ آویزاں تھا۔ وہ سوچتا اور کڑھتا رہتا اس نے ہر طور کوشش کی تھی اس کا ہر انداز بیگانگی والا تھا۔ اس کے باوجود اپنے دل میں اس کے لئے اپنائیت کا جذبہ محسوس کرتا تھا اور شاید بالکل غیر محسوس انداز میں یہ جذبہ اپنائیت کی اور ہی سفر پر گامزن تھا۔ اس سے پہلے کہ اس پر کوئی انکشاف ہوتا قسمت خود بخود اسے لئے اس کے در پر چلی آئی۔ بنا سوچے سمجھے ہی اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا۔ یہ حقیقت تو اس پر بہت بعد میں آشکار ہوئی کہ یہ اس کا نہیں بلکہ اس کے دل کا فیصلہ اور دل کا فیصلہ اس کی مرضی کے بغیر کرنے کا سوچتا تو وہ ادھم مچانے لگتا اور آخر کار اسے ناکام ہو کر ہتھیار ڈال دیے۔

کسی نے بہت آہستگی سے اس کے ہاتھ سے کاغذ کھینچ لیا وہ چونک کر سیدھا ہوا تھا۔

"ایسا تو ہونا ہی تھا ایک نہ ایک دن۔" مسز خان نے پڑھ کر گہری سانس کھینچتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"پریشان ہو۔" ان کے پوچھنے پر اس نے لب سکیڑے اور پھر سر پشت سے ٹیک کر آنکھیں موند لیں۔

"تم آخر ایک فیصلہ کیوں نہیں کر لیتے۔"

"بہت عرصہ ہوا فیصلہ تو ہو چکا حنا جی۔"

"ہونہہ، فیصلہ، ایسے فیصلے کبھی نہیں کرنے چاہیے جس میں دل راضی نہ ہو ہمیشہ ناکامی ہوئی ہے دل کی مرضی کے خلاف جانے پر۔ دیکھو احزم، رضیہ جنید تمہارا مزاج نہیں ہے جب کہ ریمل تمہارا اندر ہے۔ اپنی زندگی کا اختیار کسی کو

Skorpio
FriendsKorner

ت دو میں یہ نہیں کہتی کہ ماں باپ کی مرضی کے خلاف کرو لیکن انہیں قائل تو کر سکتے ہو ناں۔" وہ ان کی باتوں پر مسکرا کر سیدھا ہوا۔

"رضیہ جنید کا قصہ تو ختم ہو چکا، مسز خان اور ریمل تو اس کی حد سے بڑھتی ہوئی خود داری اور کھوکھلی انا میرے ساتھ ساتھ شاید اس کو بھی تباہ کر رہی ہے۔"

"انا پرست سہی پھر بھی ایک لڑکی ہے وہ چاہے جانے کی خواہش میں مر رہی ہو گی" "تم شاید عورت کی نفسیات کو کبھی نہ سمجھ سکو۔" مسز خان نے خوبصورت انداز میں شعر پڑھ کر اس سے کہا۔

"مسز خان آپ جانتی ہیں ریمل کون ہے؟" وہ اس کے سوال پر کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔

"دو دن کی جدائی نے ہی تمہاری ذہنی رو بہکا دی ہے۔"

"میں سیریس ہوں مسز خان۔"

"ہوں، ریمل تمہاری ایک بہت اچھی ورکر ہے۔"

"تھی۔" اس نے تصحیح کی اور ساتھ ہی پوچھا۔

"اس کے علاوہ۔"

"س کے علاوہ وہ ایک پر خلوص سادہ دل اور بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"اور اس کے علاوہ وہ میری فرسٹ کزن بھی ہے۔"

"واٹ۔" وہ اس انکشاف پر وہ ایک دم ہی کرسی پر سیدھی ہو بیٹھیں۔

"کیا سچ کہہ رہے ہو تم۔"

"جی! میں نے آپ کو بتایا تھا ناں کہ میرے ننھیالی رشتہ دار ماما سے ناراض ہیں۔"

"ہاں تو کیا ریمل تمہاری۔"

"میری خالہ زاد ہے۔"

"تو کیا اسے معلوم ہے۔"

"جی ہاں تقریباً پچھلے تین سالوں سے۔"

"کیا۔" یہ انکشاف پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا ان کے لئے۔

"اور تمہیں اب معلوم ہوا ہے۔"

"جی نہیں ایک ساتھ۔" پھر وہ انہیں تفصیل بتانے لگا۔

"اچھا تبھی وہ ان دنوں اس قدر مس بی ہیو کر رہی تھی۔ پریشان رہتی تھی تمہیں دیکھ کر گھبرانا اور تمہارا سامنا کرنے سے کترائی تھی۔" وہ ان کی بات پر ہنسا۔

"جی نہیں جس وقت کی آپ بات کر رہی ہیں اس وقت تو اس شناسائی کو تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا۔"

"تو پھر۔" ان کے لہجے میں استعجاب تھا۔

"ان دنوں تو......" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"پھر کسی وقت بتاؤں گا ابھی تو فی الحال آپ یہ ریزیگنیشن پر سائن کر کے ایڈمنسٹریٹر تک پہنچا دیں۔" اس نے کاغذ پر اپنے سائن کرتے ہوئے کہا۔" تو انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔

"تو کیا تم یہ استعفیٰ منظور کر رہے ہو۔"

"تو اس کے علاوہ میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے تم بھول رہے ہو کہ پانچ سالہ ایگریمنٹ ہے ہمارا اس کے ساتھ۔"

"او ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ تو پھر ایسا کریں کہ اپنی طرف سے اس کی چھٹی لکھ دیں کچھ عرصے کے لئے۔"

"او کے یہ ٹھیک ہے۔"

"ریمل کیا بات ہے کیوں کھوئی کھوئی رہنے لگی ہو، ہر وقت خاموش آخر تم بتاتی کیوں نہیں کہ اس دن تمہاری احزم سے کیا بات ہوئی

Skorpio FriendsKorner

تھی۔ میں تو بہت پریشان ہوں اس کا رویہ دیکھتے ہوئے لگتا ہے بہت جلد وہ کوئی نہ کوئی فیصلہ کر دے گا۔" آپی کے بولنے پر اس نے خاموش نگاہوں نے ان کی جانب دیکھا۔

"کیا بات ہے کن سوچوں میں گم رہنے لگی ہو، آفس بھی نہیں جا رہی ہو اتنے دنوں سے۔"

"میں نے ریزائن کر دیا ہے۔"

"کیا؟"

"لیکن کیوں۔" اس نے ناقابل یقین حیرت سے اسے دیکھا وہ کم از کم اس سے اس بات کی توقع ہرگز نہیں کر رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ حالات کس اسٹیج پر تھے چند دنوں بعد انہیں اچھے خاصے خرچے سے دوچار ہونا تھا۔ سلمٰی بیگم کے دیئے گئے پچیس ہزار پر ہی قناعت کر کے نہیں بیٹھنا تھا انہیں۔

"بس تھک گئی ہوں میں آرام کرنا چاہتی ہوں کچھ دن۔" تھکے تھکے انداز پر وہ بالکل خاموش ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگیں اور پھر گہری سانس لیتی وہاں سے اٹھ گئی صرف اپنے لیے تو وہ اب اسے مجبور نہیں کر سکتی تھی۔

جوں جوں دن قریب آ رہے تھے آپی کے چہرے کی پریشانی اور پژمردگی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ جس کے باعث بی پی شوٹ کر جاتا۔

"آپی آپ کیوں اتنی ٹینشن لے رہی ہیں انشاءاللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تمہیں نہیں معلوم ریمل جانتی ہو یہاں آنے سے پہلے امی نے کہا تھا کہ اگر بیٹا نہ ہوا تو اس گھر میں واپس قدم رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"ریمل اگر بیٹا نہ ہوا بیٹی ہوئی تو؟"

"کچھ نہیں ہو گا آپی انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نے الٹرا ساؤنڈ نہیں کروایا۔"

"ڈاکٹر نے کہا تھا میں نے نہیں پوچھا۔"

"میں...... میں امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتی ریمل بس خدا سے دعا کرو کہ وہ مجھ سے میری خوشیاں نہ چھینے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور اندر آتی اماں وہیں سے ہی لوٹ گئیں۔

"یا اللہ کیا ایک دفعہ پھر وہی کہانی دہرائی جائے گی، کیا میری بیٹی کی قسمت میں بھی وہی نارسائی کا کرب لکھا ہے۔ جسے آج تک میں جھیل رہی ہوں۔ یا اللہ تو نے مجھے زندگی میں کوئی سکھ نہیں دیا پھر بھی میں نے کبھی تجھ سے گلہ نہیں کیا ہمیشہ تیری رضا میں راضی ہی میرے پروردگار۔"

"لیکن میری بچی کو اس غم سے دوچار نہ کرنا میرے مولا۔ تو، تو بہت کارساز ہے تیری خدائی میں تو کسی چیز کی کمی نہیں میرے مالک تو اس کا دامن خوشیوں سے بھر دے۔" وہ سجدے میں گری مسلسل گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں اور ذہن کی سکرین پر ان کا ماضی ان کے سارے زخموں سے کھرنڈ نوچ رہا تھا۔

وہ اپنے ماں باپ کی دو ہی بیٹیاں تھیں بابا نے کم آمدنی کے باوجود ان کے سارے لاڈ اٹھائے تھے۔ سلمٰی آپا شروع سے ہی بہت قابل اور ذہین تھیں اور پڑھنے کا شوق تھا تو بابا کو پڑھانے کا لیکن یہ شوق اس وقت دم توڑ گیا جب ان کے قدم ان کی عزت کو روندتے ہوئے گھر کی دہلیز پار کر گئے (آپا بی اے آنرز کر چکی تھیں وہ ان سے پانچ سال چھوٹی تھیں اور ابھی میٹرک بھی نہ کیا تھا) بابا کی کمر ٹوٹ گئی اور ماں لاڈلی بیٹی کی جدائی میں چل بسی انہیں تو ان کی مری ماں کی خبر بھی نہ دی گئی تھی۔ وہ اس وقت پہنچی جب لوگ انہیں منوں مٹی تلے دفن کرنے واپس آ چکے تھے۔ وہ بہت روئی تڑپی لیکن بابا کا دل نہ پسیجا اور نہ ہی گھر کی دہلیز پار کرنے کی اجازت دی الٹا

Skorpio
FriendsKorner

ٹھوکریں اور دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا۔

پورا سال انہوں نے معافی کی طلب میں اس در کے دھکے کھائے تھے لیکن بابا نے معاف کرنا تو درکنار ان کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ حسن بھائی ان کی حالت کے پیش نظر انہیں جلد ہی پاکستان سے باہر لے گئے اور وہ جو کبھی کبھار ان کی شکل نظر آتی ان سے بھی گئی۔

بابا نے اسے بھی میٹرک سے پہلے ہی اٹھا لیا۔ پڑھنے کا شوق تھا اس لئے باپ کی منت سماجت کی لیکن انہوں نے ماننے کی بجائے بہت جلد ان کی شادی کر دی۔ شادی کیا ہوئی تھی جیسے جہنم کا کوئی دروازہ ان پر کھل گیا۔ چار دیور اور پانچ نندیں تھیں۔ دیور چھوٹے تھے دو نندیں بیاہی لیکن اسی محلے کے دو چار گھر چھوڑ کر رہتی دونوں نے اپنی سسرال چھوڑ کر یہاں مکان کرائے پر لے رکھے تھے بیاہی تو تیسری بھی تھی لیکن وہ اپنے دو بچوں کو چھوڑ کر طلاق لے کر واپس میکے آ گئی تھی۔ افتخار شروع سے کانوں کے کچے تھے۔ جو پڑھا دیا پڑھ لیتے۔ بہن کا کیا انہیں ساری زندگی بھگتنا پڑا تھا معمولی سے چوک بھی ان کے لئے طعنہ بن جاتی۔ شادی کے پہلے ہی سال بیٹی پیدا ہوئی تو سب نے ان کا جینا حرام کر دیا۔ ساس نے طعنہ دیتے ہوئے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ خود بھی تو پانچ بیٹیوں کی ماں ہے۔ دوسرے سال بیٹا پیدا ہوا تھا لیکن وہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔ بہت زیادہ کمزوری نامناسب دیکھ بھال اور نیند کی کمی نے انہیں یہ دن دکھایا تھا۔ وہ لیٹی چھت کو گھورتی رہ گئیں۔

"اب لیٹی کس کا انتظار کر رہی ہے، تو، تو ایسی منحوس ہے کہ خدا بھی تجھ پر اپنی رحمت نہیں کرتا تو اس قابل ہی نہیں کہ بیٹے کی ماں بنے۔ چل اٹھ دفع ہو کچن میں ڈھیر لگا ہے برتنوں کا جا کر صاف کر انہیں۔"

ابھی صبح ہی تو پہاڑ جیسا غم سہا تھا انہوں نے لیکن یہ حکم بجا لانا بھی ضروری تھا۔ تیسری بار بھی زندگی کی نوید ملی تو چوتھے مہینے میں ہی دم توڑ گئی وہ خود بھی تو موت کے منہ سے واپس آ گئی تھیں۔ راحیلہ کو بھی وہ توجہ نہیں مل سکی جس کی وہ حقدار تھی۔ دو سال کی ہو چکی تھی لیکن نہ تو وہ بولنا سیکھی تھی اور نہ ہی ٹھیک طرح سے چلنا۔ بس ڈری سہمی سی ایک کونے میں بیٹھی رہتی یا پھر جب ماں نظر آتی تو ریں ریں کرتی گرتی پڑتی اس کے پیچھے لپکتی۔ لیکن ان کے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا کہ وہ اسے اٹھائیں یا وقت پر کھانا ہی کھلا دیں۔ جیسے ہی وہ اپنی توجہ اس کی طرف کرتیں اسی وقت ساس نندوں کو کوئی نہ کوئی کام یاد آ جاتا۔ ڈاکٹر نے دوبارہ اتنی جلدی بچہ پیدا کرنے سے منع کیا تھا۔ لیکن ساس کو پوتا چاہیے تھا۔

ساس نے فوراً گھر سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا۔

"بیٹا ہوا تو اس گھر میں دوبارہ قدم رکھنا ورنہ اپنی منحوس شکل لے کر یہاں نہ آنا۔" اور شاید خدا کو بھی اس کی بربادی ہی منظور تھی۔ کہ اس نے ایک دفعہ پھر بیٹی سے ہی اس کی گود بھری تھی۔ ان لوگوں کو خبر ہوئی تو اس پر ہمیشہ کے لئے ان کے گھر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ وہ صبر شکر کر کے بابا کے زیر سایہ رہ کر اپنی بچیوں کی پرورش کرنے لگی۔

ریمل اس وقت چھ ماہ کی تھی جب محلے کے ایک گھر میں آپا کا فون آیا تھا۔ وہ بہت خوش تھیں ان کا بیٹا چھ سال کا ہو چکا تھا۔ کتنی دیر تک باتیں کی تھیں انہوں نے ان کے ساتھ جو ہوا انہوں نے اپنی قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیا تھا اس لئے انہیں آپا سے کوئی شکایت نہ تھی۔ انہوں نے ایک خاص ہدایت کی تھی انہیں کہ اپنی بیٹیوں کی پرورش میں کسی کی بات نہ ماننا انہیں خوب سارا پڑھانا

Skorpio FriendsKorner

للھانا جو کرنا چاہیں انہیں مت روکنا اور جب بھی میری ضرورت پڑے مجھے آواز ضرور دینا۔ لیکن اس کے بعد ان سے کوئی رابطہ نہ ہوا۔ البتہ انہوں نے واقعی ہی اپنی بیٹیوں کی پرورش میں کوئی کثر نہ اٹھار کھی تھی۔ دونوں بچیاں بھی خاصی حساس تھیں البتہ حساسیت کا انداز مختلف تھا۔ راحیلہ نے انٹر کے بعد پڑھنے سے انکار کر دیا کہ نانا پر پڑھائی کا بہت بوجھ تھا اور ریمل نے تو آٹھویں کلاس سے ہی ہر ممکنہ حد تک اپنا خرچ خود اٹھایا تھا۔ وہ تو جدوجہد زندگی میں شوہر کے کردار کو بالکل بھول ہی چکی تھیں کہ وہ ایک دن پھر چلا آیا۔ ان کی محبت میں نہیں بلکہ نشے کی محبت میں اس کی ماں بہنوں نے اس کا گھر تو برباد کیا ہی تھا لیکن اسے برباد کرنے میں بھی کوئی کثر نہ چھوڑی تھی۔

اماں تو سجدہ شکر بجالاتے نہ تھکتی تھیں۔ خدا نے بہت بڑی رحمت کی تھی ان پر۔ ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق آپی کو قبل از وقت ہی ہوسپٹل ایڈمٹ کروادیا تھا۔ دو دن بعد آپریشن کی تمام تیاری مکمل تھی کہ اللہ نے دھڑا دھڑ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ پورے وارڈ میں ہلچل سی مچ گئی تھی۔ مبارک سلامت کے شور کی گونج بڑی دیر تک کوریڈوروں میں گونجتی رہ گئی تھی۔ بیٹے کی خبر پاتے ہی آپی دوبارہ جی اٹھیں تھیں انہیں اسی دن ڈسچارج کر دیا گیا۔ شہزاد بھائی کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ ان کی ماں نے تو جیسے ہی ڈیرے ڈال لئے تھے اس لئے دیوروں کے لئے رستہ کھل گیا۔ اس وقت بھی کمرے میں اچھا خاصا رش تھا۔ نند محترمہ بمع فیملی موجود تھیں۔

ان کے ہر دکھ سوکھ میں شریک رہنے والی بوڑھی خالہ رشیدن جو کو خاصی منہ پھٹ اور صاف گو مشہور تھیں وہ بھی دن میں دو چار چکر ضرور لگا لیتی تھی اس وقت بھی موجود تھی۔

''آپا منے کی پھپھو آئی ہے بیٹا دیکھنے۔ لے بھئی منے آج تو تیرے وارے نیارے ہو گئے پھپھو تو جھولیاں بھر بھر کے دے گی۔ ڈھیروں ڈھیر تحفے ملیں گے آج تجھے۔'' انہوں نے منے کو نہلا دھلا کر پوڈر لگا کر کپڑے پہنائے تھے ابھی ابھی۔ خالہ رشیدن نے غیر محسوس سا طنز کیا تو اماں نے جلدی سے ان کا بازو دبایا۔ پھپھو نے بڑھ کر بھتیجا اٹھالیا۔

''ہاں تو دوں گی ناں جھولیاں بھر بھر دعائیں اور رہی بات تحفوں کی تو وہ اب مجھے لینے ہیں میرا حق بنتا ہے پوری لسٹ بنا کر لائی ہوں مجھے ناک نہیں کٹوانی سسرال میں۔''

اس کی بات پر خالہ رشیدن ناک پر انگلی رکھے حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''اے لے لڑکی کیسی باتیں کر رہی ہے تو، کیا خالی ہاتھ بھتیجا دیکھتے ہوئے شرم نہ آئے گی تجھے۔''

''بس بس بی بی بہت ہو گیا، تم کون ہوتی ہو ہمارے معاملات میں ٹانگ اڑانے والی، دینا ہم نے یا تو نے۔'' منے کی دادی فوراً بیٹی کی حمایت میں بولی تھی۔

''آئے ہائے عورت کیا کسی نے تمیز نہیں سکھائی تجھے بڑوں سے بات کرنے کی۔'' ان کی تکرار جاری تھی کہ وہ چائے بنانے کچن میں چلی آئی۔ شاید زبیر نے اسے وہاں سے اٹھتے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ بھی آہستگی سے اٹھ کر اس کے پیچھے چلا آیا۔

''سنا ہے لوگوں نے چپکے چپکے ہی منگنیاں کروا رکھیں ہیں اور ہمیں ہوا بھی نہ لگنے دی، چلیں اچھا خیر ہمیں منگنی کی انگوٹھی ہی دکھا دیں۔''

''میں اپنے ذاتی معاملات میں مداخلت پسند نہیں کرتی، پلیز آپ اندر جا کر بیٹھیں تو زیادہ

Skorpio
FriendsKorner

"اوہو تو آپ کو ہمارا یہاں کھڑا ہونا برا لگ رہا ہے، تو جب خود آپ آفس کے مردوں کے جھرمٹ میں بیٹھی ہیں تو کیا وہ بری بات ہے۔" اسے غصہ تو بہت آیا لیکن راحیلہ کی سسرال کے ناطے وہ اس کے منہ لگنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے خاموشی سے پلیٹوں میں نمک پارے نمکو اور مٹھائی وغیرہ رکھنے لگی۔ وہ کوئی جواب نہ ملنے پر بھی ڈھیٹوں کی طرح وہاں کھڑا اسے گھورتا رہا۔

"اے لڑکے تو یہاں کھڑا کیا کر رہا ہے۔" خالہ رشیدن اپنی پاٹ دار آواز میں اس کے کان کے قریب چلائیں جس طرح ڈر کر وہ اچھلا تھا وہ رخ پھیر کر مسکرا دی۔ خالہ اسے بہت پیار کرتی تھیں۔ اس لئے جانتی تھی کہ وہ کوئی غلط مطلب نہیں نکالیں گی۔ اس نے ان کے ہاتھ ہی چائے کی ٹرے اندر بھجوائی اور دوپہر کے کھانے کی تیاری کرنے لگی۔

راحیلہ کے بیٹے کی ولادت کے بعد سلمیٰ بیگم نے کئی چکر لگائے تھے۔ منے کے لئے ڈھیروں ڈھیر تحائف اور کپڑوں کے ساتھ ساتھ نہ صرف راحیلہ کے سوٹ بلکہ شہزادہ اور اس کی ساس نند کے کپڑے بھی شامل تھے۔ راحیلہ کے لئے خوبصورت سا گولڈ کا سیٹ اور اس کی ساس کے جھمکے انہیں حیرت میں ڈال گئے تھے۔

"خالہ جان ان سب چیزوں کی کیا ضرورت تھی۔" راحیلہ نے تقریباً رو دینے والے انداز میں کہا۔

"ہاں آپا اتنا سب کچھ کیوں بوجھ بڑھاتی ہو میرا اتنا شرمندہ نہ کیا کرو مجھے۔"

"تم خاموش رہو راشدہ یہ میرا اور میری بیٹی کا معاملہ ہے۔ مائیں تو بیٹیوں کو جتنا بھی دیں کم ہے اور راحیلہ اب تم کچھ نہیں بولو گی۔ یہ تو پھر بھی نہیں ہے میرا بس نہیں چلتا کہ میں اپنی بچیوں کے لئے کیا کچھ کروں۔"

"ارے ہاں ایک خوشخبری سناؤں تمہیں۔ حسن انشاءاللہ بہت جلد پاکستان آ رہے ہیں۔"

"اچھا بھائی صاحب آ رہے ہیں۔" متفکر سوچتی ہوئی آواز ابھری۔

"ہاں اس لئے اب میں جلدی نہیں آ سکوں گی۔ گھر کو نئے سرے سے ڈیکوریٹ کرنا اور بھی بہت سے کام نمٹانے ہیں لیکن جب وہ آ جائیں گے تو تم سب کو انوائیٹ کروں گی۔" وہ خوشی خوشی بتا رہی تھی لیکن اماں کو نجانے کن سوچوں میں گم تھیں کہ وہ رسماً بھی نہ مسکرا سکیں۔

خدا خدا کر مہمانوں کا آنا جانا کچھ کم ہوا تو اس پورے گھر کو نئے سرے دھو کر اچھی طرح صفائی کی۔ ارحم کو پہلا انجکشن لگوانا تھا اور آپی کے بھی کچھ ٹیسٹ تھے جو کہ کلیئر کروانا تھے اس لئے اماں انہیں لے کر ہوسپٹل گئیں۔ گھر کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر اس نے آپا کے لئے سوپ تیار کیا۔ گھر کا حلیہ سنوارتے سنوارتے اس کا اپنا بگڑ چکا تھا سو فوراً ہی باتھ روم میں گھس گئی۔ باہر نکلی تو، تولیے میں لپٹے بالوں کو کھول کر رگڑ رگڑ کر صاف کیا اور تولیہ صحن کی تار پر پھیلا کر کمرے میں چلی آئی۔ کمپیوٹر آن تھا جس پر ان کی پسندیدہ گلوکارہ کی آواز مدھم سروں میں اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ پریس شدہ دوپٹہ بیڈ پر پھیلا تھا وہ مطمئن انداز میں بھی بھیگے بالوں میں برش کرنے لگی۔

میں تیرے سنگ کیسے چلوں سجنا
تو سمندر ہے میں ساحلوں کی ہوا

گانوں کے بولوں پر اس ہاتھ بڑھا کر بالکل مدھم آواز کو تھوڑا اسے اونچا کیا۔ ہونٹوں پر ہونٹ جمائے پوری سنجیدگی سے گانے کے بولوں

Skorpio
FriendsKorner

پر غور کر رہی گانا ختم ہوا تو برش رکھ کر جیسے ہی پلٹی۔ اپنی جگہ بالکل ساکت رہ گئی وہ نجانے کب سے چوکھٹ کے بیچ و بیچ کھڑا اس کی تمام کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا کہ اس کے پلٹنے پر چونکا۔

"آئی ایم سوری۔" بیرونی دروازہ کھلا تھا میں نے دو ایک بار ناک کیا لیکن کوئی جواب نہ آیا تو نوری اندر چلا آیا۔ اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے شرمندہ سے انداز میں وضاحت کی تو اسے یاد آیا کہ نہانے سے پہلے رشیدن خالہ کو سبزی لانے کے لئے پیسے دینے کے لئے گئی تھی واپسی پر دروازہ کی کنڈی اس خیال سے نہیں لگائی کہ جب وہ آئیں تو انہیں مشکل نہ ہو۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے وہ جس حلیے میں اس کے سامنے کھڑی تھی شرم و خفت سے اسی اچانک افشار پر حواس ہو گئی۔ پہلا گانا ختم ہونے کے بعد دوسرا لگ چکا تھا۔

زندگی کے سفر میں اس لئے تھے ہم آپ جیسا ہمیں ہمدم مل گیا

سب سے پہلے بیڈ پر پھیلا دوپٹہ کھینچ کر شانوں پر پھیلا اور ساتھ ہی کمپیوٹر کا سوئچ کھینچ کر نور جہاں کی آواز کا گلا گھونٹا۔ ڈھلکتے دوپٹے کو سر پر رکھا تو وہ احتجاجاً دوسرے شانے سے پھسلنے لگا جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا۔ اس کی بدحواسی پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس وقت اسے دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ انتہائی پراعتماد اور ہر روز سیکڑوں نت نئے چہروں کو ڈیل کرنے والی ورکنگ گرل ہے۔

"آپ کے ہاں مہمانوں کو بیٹھنے کے لئے نہیں کہتے کیا، یا میرا آنا پسند نہیں آیا؟"

"آں، وہ نہیں، آیئے باہر بیٹھتے ہیں۔" وہ شاید ابھی بھی سنبھل نہ پائی تھی اس لئے بنا سوچے سمجھے کہہ گئی اور چند قدم بڑھا کر قریب چلی آئی لیکن وہ ابھی تک دروازے میں جما کھڑا تھا۔

"ہاں شاید اب میں آپ کے اعتبار پر پورا نہیں اترتا۔ آپ کی نظر میں نظر میں ناقابل اعتبار ہو گیا ہوں۔" اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا تو وہ گہری سانس لے کر پیچھے ہٹ گئی۔

"تشریف رکھیئے۔" اس نے کمرے میں رکھی واحد کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ اس عزت افزائی پر حوصلہ پاتے ہوئے آگے بڑھا کرسی پر بیٹھ کر ساتھ ہی رکھی کمپیوٹر ٹیبل پر ہاتھ میں پکڑے گلاسز اور موبائل رکھ دیئے۔

"باقی لوگ کہاں ہیں۔"

"ہاسپٹل گئے ہیں۔"

"کیوں خیریت۔" اس کے پوچھنے پر اس نے تفصیل بتائی۔

"کیا لیں گے آپ چائے یا......"

"بیٹھ جاؤ ابھی مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔"

وہ جلد از جلد اس کے سامنے سے ہٹ کر اپنے آبشاروں کی طرح بے قابو ہوتے سلکی بالوں کو باندھنا چاہتی تھی۔ لب دانتوں تلے دبا کر سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ہاتھوں کی لرزش اور چہرے پر چھائی گھبراہٹ اس کے اچھے خاصے نروس ہونے کی نشاندہی کر رہے تھے۔ اس نے آج سے پہلے کبھی اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے ان گھنے سیاہ لمبے بالوں کو ایک بڑے سے بینڈ میں لپیٹے رکھتی تھی اور دوپٹے کو قابو کرنے کے لئے سیفٹی پنوں کا سہارا لیتی تھی۔ اس نے کبھی تصور میں بھی نہ سوچا تھا کہ ان کے بال اتنے خوبصورت ہوں گے جنہیں اب وہ اس کے سامنے بیٹھی بار بار آگے آ جانے پر کان کے پیچھے اڑستی تھی۔ وہ بہت خاموشی سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔" اور پھر شاید اس کی توجہ خود پر سے ہٹانے کے لئے اس نے پوچھا تھا۔

"آفس میں سب کیسے ہیں؟"

"تمہیں اس سے کیا تم نے تو ریزائن کر دیا

Skorpio FriendsKorner

"بس۔ ریمل کیا اب بالکل بھی میری ذات پر بھروسہ نہیں رہا تمہیں جو اس طرح سزا دینا چاہتی ہو۔"

"ریمل او ریمل بیٹی کہاں ہو تم اور یہ کس کی گاڑی کھڑی ہے باہر۔" اس وقت رشیدن بی بی کی آواز آئی تو فوراً اٹھ کر باہر آئی وہ دونوں ہاتھوں میں شاپر تھامے ہوئے تھیں۔

"اے ریمل بچی کون آیا ہے گاڑی پر کیا سلمیٰ آئی ہے۔" وہ اسے دیکھ کر دوبارہ سوالات دہرانے لگیں۔

"نہیں خالہ ان کے بیٹے ہیں یہ۔" اتنے میں وہ بھی باہر چلا آیا تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں تو اس نے فوراً سلام کیا۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ جیتا رہ، کیسا گھبرو جوان بنا ہے سلمیٰ کا۔" وہ وہیں چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

"حق ہا۔ قسمت اپنی اپنی۔"

"اب دیکھو باپ کی لاج رکھنے والی انہیں گلیوں میں ڈل گئی اور گھر سے بھاگ کر......" وہ ایک دم گڑبڑا گئی۔

"وہ خالہ پانی پلاؤں آپ کو اور یہ کیا کچھ اٹھا لائیں آپ۔"

"ارے ہاں پتر یہ تو سبزی ہے بڑی مہنگی دی ہے چور کی اولاد نے اور یہ سموسے لائی ہوں تیرے لئے وہاں ریڑھی والا گھڑا گرم گرم نکال رہا تھا میں نے سوچا میری ریمل بچی کو بہت پسند ہیں چلو لئے چلتی ہوں۔"

"بہت اچھا کیا خالہ آپ نے۔" اس نے کہا اور ٹیبل پر رکھے جگ میں سے پانی ڈال کر ان کی طرف بڑھایا۔ وہ اس کی اس دانستہ کوشش پر اسے مشکور نگاہوں سے دیکھ کر رہ گیا۔

"اچھا پتر پھر میں چلتی ہوں پہلے ہی بڑی دیر ہو گئی ہے بازار میں۔"

"ٹھیک ہے خالہ آپ کا بہت شکریہ۔" اس نے کہا۔ خالہ بھی اٹھیں ان کے جانے کے بعد وہ شاپر اٹھا کر کچن میں رکھنے چلی گئی تو وہ پورے گھر کا جائزہ لینے لگا۔ وہ آج یہاں تیسری بار آیا تھا۔ پہلی بار وہ ان لوگوں کو کھوجتا ہوا یہاں آیا تھا دوسری بار اسے برستی بارش سے بچا کر لایا تھا اور اس نے اس کی خوب عزت افزائی کے بعد رخصت کیا بلکہ رخصت ہونے پر مجبور کیا تھا اور آج وہ خود بخود مجبور ہو کر چلا آیا تھا۔

وہ شاپر رکھ کر پلٹی تو کچن کے دروازے میں ایستادہ تھا۔ وہ پلٹ کر گہری سانس لیتی ہوئی چولہا جلانے لگی اور چائے کا پانی رکھ کر برتن نکالے۔

"تمہارا دم نہیں گھٹتا اس چھوٹے سے گھر میں۔" وہ اس کے ہاتھوں کی حرکت کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہوتا۔"

"کیوں کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہارا بھی ایک بہت بڑا گھر ہو نوکر چاکر ہوں۔ تم اس گھر کو اپنے ہاتھوں سے سجاؤ سنوارو۔" اس نے اس کی اس کھوج پر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ اب وہ بسکٹ کا پیکٹ کھول کر پلیٹ میں رکھ رہی تھی۔

"جی نہیں مجھے ایسی کوئی خواہش نہیں ہے۔" اس کا انداز قطعی تھا۔

"یہ گھر اس گھر کی چار دیواری مجھے بے حد عزیز ہے، اس گھر نے ہمیں اس وقت پناہ دی جب کہیں اور کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ میں اسی گھر میں آنکھ کھولی۔ انہی گلیوں میں کھیل کر بڑی ہوئی، انہی گلیوں میں رہنے والوں نے ہر مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیا۔ ہمیں اس گھر نے ہر اچھے برے وقت سے محفوظ رکھا موسموں کی شدت سے بچایا، تو پھر کیوں ہو گی مجھے یہاں گھٹن۔"

Skorpio
FriendsKorner

اس دوران اس نے پلیٹ میں نمکو ڈالی سموسے نکال کر پلیٹ نکال کر رکھے ایک دوسرے کیبنٹ سے فروٹ کیک نکال کر پلیٹ میں سجایا۔ وہ بہت نفاست سے ہر چیز سجا رہی تھی۔ وہ اس کے کام کرنے کے سلیقے کو دل ہی دل میں سراہے بنا نہ رہ سکا۔ وہ اب چائے تھرمس میں ڈال رہی تھی۔

"لیکن کبھی کبھی تو انسان کا دل چاہتا ہے ناں کہ اس کے پاس بہت سارا روپیہ ہو جس سے وہ اپنی ہر ادھوری خواہش کو پورا کر سکے ہر شوق کی تکمیل ہو جائے۔"

وہ رضیہ جنید کا رویہ مدنظر رکھتے ہوئے اسے بہت گہرائی سے جانچ رہا تھا۔

"پیسہ میرا شوق نہیں ضرورت ہے تن ڈھانپنے کو کپڑا اور عزت سے دو وقت کی روٹی۔"

"ہاہ عزت۔ ہر روز دھکے کھانا دن رات جتے رہنا اور پھر تنخواہ کے انتظار میں رہنا کہ کب ملے اور کب دو وقت کی روٹی عزت سے ملے۔"

"احزم صاحب محنت میں کوئی عار نہیں بھیک نہیں مانگتی کسی سے محنت کرتی ہوں۔"

"کیا آپ ایسا نہیں کرتے کیا آپ اپنے کسٹمرز کے پیچھے نہیں بھاگتے ڈیلنگ کے بعد رقم کی ادائیگی کے لئے کون کون سے پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں یہ میں بھی اچھی طرح جانتی ہوں اور آپ بھی۔"

"لیکن مردوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے جب کہ عورت کا کام تو گھر سنبھالنا اور شوہر کے دل پر راج کرنا ہوتا ہے۔" وہ جو کہ اب تک بہت سنجیدگی سے بات کر رہا تھا آخر میں اس کا لہجہ کچھ مسکراتا ہوا معنی خیز ہو گیا۔ اس کی بات پر اس نے جلتا چولھا بہت زور سے بند کیا۔ وہ ٹرے تھامے آگے بڑھی تو اس نے رستہ دیا۔ اس نے برآمدے میں ہی ٹیبل پر ٹرے رکھی اور تھرمس میں چا۔۔۔ کی طرف بڑھائی۔

"آپ چائے پیجئے میں ابھی آتی ہوں۔" کپ تھماتے اس نے کہا تو وہ کپ تھام کر اس کی راہ میں حائل ہو گیا جانتا تھا کہ وہ اپنی تمام خوبصورتیوں کو جلد از جلد سمیٹ لینا چاہتی ہے۔

"بیٹھ جاؤ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔" وہ کوئی بس نہ چلتے دیکھ کر دھیرے دھیرے چلتی چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اسے تھمایا اور اپنے لئے اور ڈال کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آج لگتا ہے لنچ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" اس نے باری باری سب چیزیں چکھتے ہوئے کہا۔

"لو تمہیں سموسے بہت پسند ہیں۔" اس نے سموسوں کی پلیٹ اس کی طرف بڑھائی جسے لے کر وہ ذرا ذرا چکھنے کے انداز میں کھانے لگی۔

گھونٹ گھونٹ چائے پیتے ہوئے وہ اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا چہرے پر سوچ کے آثار بہت واضح تھے جیسے وہ بات کرنے کا سرا تلاش کر رہا ہو اسے تو سرا نہ ملا البتہ باہر رکشہ رکنے کی آواز پر وہ ضرور چونک اٹھی تھی

"لگتا ہے اماں آ گئیں ہیں۔" اس نے کپ رکھا۔ اتنے میں وہ لوگ اندر آ گئیں۔

"ارے میرا شہزادہ آ گیا۔" اس نے فوراً راہ فرار اختیار کی اور بھانجے کو گود میں بھر کر بے تابی سے اس کے گال کو چوما وہ پیار کی اس شدت پر احتجاجاً رونے لگا۔

"ارے بیٹا تم کب آئے۔" ان کے درمیان رسمی گفتگو جاری تھی کہ وہ روتے ہوئے ارحم کو آپی کو تھما کر اندر چلی گئی۔

"اور سناؤ کیسے ہو آپا کیسی ہیں؟"

"بالکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں آپ کیسے ہیں۔"

"فائن، اچھا مجھے اجازت دیں

Skorpio FriendsKorner

"...میں چلتا ہوں۔"

"ارے احزم بھائی یہ کیسے ہوسکتا ہے ہم یہیں ہوں اور آپ جا رہے ہیں۔"

"میں تو اپنے اس بھانجے سے ملنے آیا تھا یہ خود ہی سیر سپاٹوں پر نکلے ہوئے تھے۔" احزم نے کہا۔ وہ اس کی سیر کی وجہ بتانے لگی۔ اس نے اپنا والٹ نکالا۔

"بھئی میں تو اس کے لئے شاپنگ کرتا تھا لیکن بچوں کی شاپنگ کا کوئی تجربہ نہیں مجھے لہٰذا لو بھئی ننھے مہمان یہ تمہاری منہ دکھائی ہے۔" اس نے ہزار ہزار کے پانچ نوٹ اس کی طرف بڑھائے۔

"ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

"خاموش رہو ماموں بھانجے کے معاملے میں مداخلت نہیں کرو تم۔" اس نے ایک دم ہی تکلف کی دیوار گرادی۔

"کیو بھئی دوست۔" اس نے اسے انگلی سے چھیڑا تو اس نے انگلی کو ہاتھ کی مٹھی میں بھر لیا۔ اس کی ایسی معصوم شرارت پر مسکرا دیا اور پھر کھنکھار کر اماں کی طرف دیکھا۔

"آنٹی اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ریمل کو کچھ دیر کے لئے باہر لے جاؤں۔" اس کے سوال پر وہ بری طرح چونکی تھیں۔

"آں۔" باہر آتی ریمل ٹھٹھک کر وہیں رک گئی۔ انہوں نے راحیلہ کی طرف دیکھا جس کی نظریں پرزور حمایت کر رہی تھیں۔

"ہاں ہاں آں آں، ٹھ...... ٹھیک ہے لے جاؤ۔" شاید انہیں بھی مسئلے کا یہی حل نظر آیا تھا۔ اس نے تینوں نفوس پر نظر ڈالی اور قدم باہر کی جانب بڑھا دیئے۔ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی۔ راحیلہ نے جا کر پیچھے سے دھکا دیا۔

"کیا یہی کھڑی رہو گی جاؤ اب۔"

"لیکن آپی میں۔"

"بیوقوفی مت کرو، وقت ہاتھ سے پھسل گیا تو پچھتاؤ گی" وہ اس کا ہاتھ تھامے اس کے پیچھے لے آئی۔" اور باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا اور اماں کے پاس آ کر تسلی آمیز ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔

"اماں آپ دعا کریں بس۔"

اس نے فرنٹ ڈور کھولا تو وہ متذبذب سی بیٹھ گئی۔ وہ خاموشی سے گاڑی کو روڈ پر لے آیا۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر ٹیپ کا بٹن پش کیا تو کار کی محدود فضا میں مدھر موسیقی بول اٹھی۔ وہ اب تک بالکل خاموش تھا۔ جب کہ گاڑی اپنی سبک رفتار سے سڑکوں پر رواں دواں ٹریفک میں سے جگہ بناتی ہوئی ایک انجانے سفر کی طرف گامزن تھی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد بھی اس کی چپ نہ ٹوٹی تو اسے بولنا پڑا۔

"کیا بات کرنی ہے آپ کو، اور یہ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے۔" اب سڑکوں پر رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ وہ شاید کافی دور نکل آئے تھے۔

"اغوا کر رہا ہوں تمہیں۔" اس نے شرارتاً کہا تو لب بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ کچھ بھی پوچھنے کے ارادے کو ترک کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ خوبصورت گیت خود بخود اسے اپنی طرف متوجہ کر گئے تھے وہ اس کی چوائس پر دل ہی دل میں داد دیئے بنا نہ رہ سکی۔ مزید آدھے گھنٹے کی ڈرائیو انہیں دریا کے کنارے لے آئی تھی۔ اس نے ایک سائیڈ پر گاڑی پارک کی تو وہ فرنٹ ڈور کھول کر اس سے پہلے باہر نکل آئی۔ دریا کی گیلی ریت کی ٹھنڈک کو محسوس کرنے کے لئے اس چپل جو کہ وہ افراتفری میں بدل بھی نہ سکی تھی۔ وہیں اتار دیئے۔ دھیمے سروں میں چلتی ٹھنڈی مہمیز ہوا اس کا آنچل اڑانے لگی۔ دھیرے دھیرے چلتی پانی کے قریب آ گئی اور گہری سانس بھر کر فضا کی تازگی کو اپنے اندر

Skorpio FriendsKorner

اتارا۔ گاڑی کو لاک کر کے قدم بہ قدم چلتی ریمل کو چند لمحے وہیں کھڑے دیکھا اور پھر خود بھی اس کے نقش پا پر چلتا ہوا عین اس کی پشت پر آن رکا۔

سورج کی روشنی میں جھلملاتا پانی ہیروں کی مانند نظر آتا تھا اور اس میں ہچکولے لیتی کشتیاں کھلونوں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ وہ منظر کی خوبصورتی میں پوری طرح گم تھی۔ اس نے اس کے لپٹے ہوئے بالوں میں لگے چھوٹے سے کیچر کو ہاتھ بڑھا کر بہت آہستگی سے اتار کر پینٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ریشمی بالوں نے ایک لمحہ ہی نہ لگایا تھا بکھرنے میں۔ وہ چونکی اور گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ بالکل بے نیاز بنا دور تک پھیلے پانیوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ پلٹ کر خاموشی سے چلنے لگی اڑتے بالوں کو آنچل میں چھپانے کی کوشش کی لیکن ناکامی کی صوت میں یہ کوشش ترک کرتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیے۔ وہ ایک قدم بڑھا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تھا۔ اس کے اڑتے ہوئے ریشمی بال اس کے چہرے سے ٹکرا رہے تھے جنہیں وہ بالکل بھی ہٹانا نہیں چاہتا تھا۔ خاموشی اب بھی دونوں کے درمیان حائل تھی لیکن اب اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔

''کیوں لائے ہیں آپ مجھے یہاں۔'' اس اچانک ہی ایک خوبصورت مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کی تراش میں بچ گئی۔

''اس لئے کہ تمہاری ہمراہی میں تھوڑا سا وقت گزارنا چاہتا تھا۔'' اس کے جواب پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر در آئی۔

''جی ہاں جانتی ہوں کہ آپ میری ہمراہی میں تھوڑا سا ''وقت'' ہی گزارنا چاہتے ہیں۔'' اس لفظ وقت پر زور دیتے ہوئے کہا تو اس کی خوبصورت مسکراہٹ یکدم غائب ہو گئی غصے اور برداشت کی شدت سے اس کی رگیں تن گئیں۔

''شٹ اپ۔'' وہ مٹھیاں بھینچ کر سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پھنکارا، لیکن اس کے بدستور استہزائیہ انداز پر اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

''آئی سوری ریمل آئی ایم ایکسٹریملی سوری تم ابھی تک ناراض ہو مجھ سے۔''

''دیکھو میں بہت شرمندہ ہوں تم نہیں جانتی کہ میں نے یہ دن کیسے گزارے ہیں۔ آئی ایم ویری سوری۔'' اس نے اسے شانوں سے پکڑ کر سامنے کیا تو اس نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

''کس بات کی سوری کر رہے ہیں آپ۔ ہونہہ، مجھے معلوم ہے کہ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تو مرد کی فطرت میں شامل ہے، جو ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے جہاں عورت ذرا کمزور پڑی وہیں......''

''فار گاڈ سیک ریمل! تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں۔'' وہ اس الزام پر کراہ اٹھا۔

''جو کچھ بھی ہوا میں جان بوجھ کر نہیں کیا تھا میں اس وقت اپنے اختیار میں نہیں تھا نجانے کیوں میں......، اینی وے میں مانتا ہوں کہ جو ہوا صحیح نہیں تھا، لیکن ناجائز تو کچھ نہیں کیا میں نے، تم میری منکوحہ ہو اور شاید اسی تعلق کی بنا پر......''

''اونہہ منکوحہ، تعلق۔'' وہ مڑ کر چلنے لگی۔

''کیا آپ تسلیم کرتے ہیں اس تعلق کو؟''

اس کے سوال پر وہ تڑپ اٹھا اس کی کلائی پکڑ کر جھٹکے سے اپنی طرف موڑا۔

''کیا ابھی بھی تمہیں میرے کسی اقرار کی ضرورت ہے؟''

''کیا ابھی بھی تم نہیں جانتی کہ کیا چاہتا ہوں میں؟'' اس کی کلائی کو سختی سے دبوچے اس کی آنکھوں میں دیکھتا سرد سے لہجے میں سوال کر رہا تھا۔ اس کا شانہ اس کے سینے سے لگا تھا اور

Skorpio FriendsKorner

…ی تیز تیز چلتی سانسیں اس کے چہرے سے
…رارہی تھیں۔ اس نے چہرہ موڑ کر آہستگی سے
…کلائی اس کی گرفت سے چھڑالی اور آنکھوں
…آنے والی نمی کو جھپک جھپک کر اندر
…دھکیلنے لگی۔

"زنیل پلیز میں تمہارا رویہ نہیں سمجھ پا رہا
…کیوں کر رہی ہو تم ایسا۔ آخر تم اس حقیقت کو
…تسلیم کیوں نہیں کرلیتیں کیا چاہتی ہو تم۔"

"کیا کر رہی ہوں میں کیا چاہتے ہیں آپ
…ے، یہ کہ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر
…گڑگڑا کر بھیک مانگوں آپ سے۔" وہ اچانک
…پھٹ پڑی۔

"اپنی ماں کی طرح آپ کے قدموں
…گر کر اس تعلق کو جوڑے رکھنے کی فریاد کروں
…ے جو آپ نے ایک بھکارن ماں کی لاج
…ے ہوئے ترس، ہمدردی اور رحمدلی کی بنیاد پر
…کیا تھا۔"

"ہاں بتائیں کیا کروں کیا چاہتے ہیں آپ؟"
…ہی نرم و گیلی ریت پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں
…منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ چند
…تاسف سے اسے دیکھتا رہا اور پھر پنجوں کے
…اس کے قریب بیٹھ کر اس کے چہرے سے
…ں ہاتھ ہٹا کر اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھام
…دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اس کی ٹھوڑی کو
…اٹھایا۔ چند لمحے اس کے بھیگے چہرے کو دیکھتا
…اور پھر بہت سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"کس طرح دور ہوگا تمہارا احساس کمتری،
…تو بارہا کوشش کر چکا ہوں تمہارے قریب
…نے اور یہ دوریاں مٹانے کی، لیکن تم نے جس
…خودداری اور کھوکھلی انا کے خول میں خود کو بند کر
…رکھا ہے نا وہ مجھے ناکام بنائی رہی ہے۔"

"کچھ نہیں چاہتا میں سوائے تمہارے،
…بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے اتنی کہ مجھے خود بھی
اندازہ نہیں کہ کتنا چاہتا ہوں میں تمہیں اور میں یہ
بھی جانتا ہوں کہ جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں
اس سے کئی گنا زیادہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔"
اس کی بھیگی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جذب
سے بول رہا تھا۔ لیکن اس کے آخری الفاظ پر وہ
نظریں چرا گئی۔

"اونہہ، نظریں مت چراؤ ادھر دیکھو میری
طرف اور جواب دو میری بات کا کہ یہی سچ ہے
ناں۔" اس کی محویت سے فائدہ اٹھا کر اس نے
جھٹکے سے ہاتھ چھڑانے چاہے۔

"اونہہ، ایسے نہیں۔" بہت روکنے کے
باوجود بھی اس کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ در
آئی تو ساتھ ہی جھکی پلکیں لرز گئیں۔ اتنے سالوں
میں آج پہلی بار اسے مسکراتے دیکھا تو دیوانہ وار
دیکھے گیا۔

"جانتی ہو میں تمہیں یہاں کیوں لایا تھا۔"
اس نے لفظ یہاں پر زور دیا تو اس نے نفی میں سر
ہلادیا۔

"اس لیے کہ تنہائی میں، میں کہیں پھر خود
سے اختیار نہ کھو دوں۔" اس نے اس کے کان
میں سرگوشی کی تو وہ لووں تک سرخ ہوگئی۔

"دیکھو پلیز بندے کو اس طرح قتل مت کرو
ورنہ صبح اخبار میں خبر آئے گی کہ ایک شوہر اپنی
منکوحہ کی مسکراہٹ پر جان دے بیٹھا۔" اس نے
اتنے ملتجی انداز میں کہا کہ وہ اپنی بھرپور ہنسی کو نہ
روک سکی اور اسے یوں ہنستا ہوا دیکھ کر احزم کے
اردگرد خوشیوں کے جگنو چمکنے لگے۔

☆☆☆

Skorpio
FriendsKorner